سرتاج محدثین
یعنی
سیرۃ امامِ اعظم
ابو حنیفہؒ
• امام صاحب کا مقامِ فقاہت، مقامِ حدیث، مقامِ زہد و عبادت، اخلاقِ فاضلہ، دیانت و فراست، کسبِ معاش اور حیرت انگیز واقعات پر مشتمل جامع کتاب • الزامات اور جرح و تنقید کا بہترین رَدّ • امام صاحب کے اساتذہ اور تلامذہ کی تفصیلی فہرست!
ترجمہ:
الخیرات الحسان • الصحیفہ • المواہب الشریفہ
مترجم: عبد الغنی طارق فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
مقدمہ
مناظرِ اسلام
حضرت مولانا
محمد امین صفدر اوکاڑوی مدظلہ
ناشر: مکتبہ مکیہ
مکی مسجد ۲۲۔ علامہ اقبال روڈ
لاہور
فون: ۶۳۷۴۵۹۴

سرتاجِ محدّثین رحمہم اللہ

یعنی سیرۃ امامِ اعظم ابو حنیفہؒ

- الخیرات الحسان مصنّف علّامہ ابنِ حجر مکّی شافعیؒ ۹۷۴ھ
- تبییضُ الصحیفہ مصنّف امام جلالُ الدین سیوطیؒ ۹۱۱ھ
- المواہب الشریفہ مصنّف مولانا محمّد عاشق الٰہی بلندشہری دامت برکاتہم

مترجم: حضرت مولانا عبد الغنی طارق فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

مقدمہ

مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمّد امین صفدر اوکاڑوی مدظلہٗ

ناشر: مکتبہ مکّیہ
مکی مسجد، ۲۲۔ علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: ۶۳۷۴۵۹۴

نام کتاب : سَرتَاجُ مُحَدِّثِینْ
یعنی سیرۃ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ
مصنّف : علاّمہ ابنِ حجر مکّی شافعیؒ
مترجم : حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب
فاضل جامعہ اشرفیہ۔ لاہور
تعداد : ۱۱۰۰
ناشر : مکتبہ مکیّہ۔ مکّی مسجد
۲۲۔ علاّمہ اقبال روڈ۔ لاہور
فون : ۶۳۷۴۵۹۴

ملنے کے پتے :

مکتبۂ قاسمیہ : ۱۷۔ اُردو بازار۔ لاہور
ادارہ اسلامیات : ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور
اسلامی کُتب خانہ : بنوری ٹاؤن کراچی ۵
مکتبۂ رشیدیہ : راجہ بازار۔ راولپنڈی

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۱	تقریظ شیخ الجامعہ (مفتی محمد سعید صاحب سراجی)	۲۵
۲	تقریظ مفکر اسلام (مولانا بشیر احمد حصاروی)	۲۷
۳	پیش لفظ	۷۹
۴	مقدمہ حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی	۸۲
۵	خطبہ افتتاحیہ	۹۳
۶	پہلا مقدمہ (از مؤلف)	۹۵
۷	دوسرا مقدمہ (از مؤلف)	۱۰۴
۸	تیسرا مقدمہ (از مؤلف)	۱۱۵
۹	اسباب تالیف کا بیان	۱۲۰
۱۰	امام صاحب کے نسب کا بیان	۱۲۸
۱۱	امام صاحب کی پیدائش	۱۳۰
۱۲	امام صاحب کا نام	۱۳۱
۱۳	امام صاحب کی حسن صورت	۱۳۳
۱۴	ان صحابہ کا ذکر جن کی امام صاحب نے زیارت کی	۱۳۴
۱۵	ایک ضروری تنبیہہ	۱۳۹
۱۶	امام صاحب کے اساتذہ کا ذکر	۱۴۰
۱۷	امام صاحب کے شاگردوں کا ذکر جنہوں نے حدیث وفقہ حاصل کی	۱۴۱
۱۸	امام صاحب کا علم کی طرف متوجہ ہونا	۱۴۲

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۳۷	عبداللہ بن مبارک کا چوتھا قول	۱۵۸
۳۸	سفیان ثوری کا پہلا اور دوسرا قول	۱۵۸
۳۹	قاضی ابویوسف کا قول	۱۵۹
۴۰	سفیان ثوری کا قول	۱۵۹
۴۱	امام اوزاعی کا قول	۱۵۹
۴۲	ابن جریج کا قول	۱۶۰
۴۳	امام احمد بن حنبل کا قول	۱۶۰
۴۴	یزید بن ہارون کا قول	۱۶۰
۴۵	امام ثوری کا قول	۱۶۱
۴۶	خطیب بغدادی کا قول	۱۶۱
۴۷	مکی بن ابراہیم و محدث قطان کا قول	۱۶۱
۴۸	نضر بن شمیل کا قول	۱۶۱
۴۹	مسعر بن کدام کا قول	۱۶۲
۵۰	عبداللہ بن مبارک کا قول	۱۶۲
۵۱	عیسیٰ بن یونس کا قول	۱۶۲
۵۲	معمر کا قول	۱۶۲
۵۳	فضیل بن عیاض کا قول	۱۶۲
۵۴	قاضی ابویوسف کا قول	۱۶۳
۵۵	محدث اعمش کا قول	۱۶۳
۵۶	یحییٰ بن آدم کا قول	۱۶۳

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۷۷	خلاصہ	۱۶۷
۷۸	امام صاحب کی عبادت میں کوشش کا بیان	۱۶۸
۷۹	علامہ ذہبی و ابن مبارک کا قول	۱۶۸
۸۰	ابو مطیع کا قول	۱۶۸
۸۱	شب بیداری کا سبب	۱۶۹
۸۲	قاضی ابو یوسف کا قول	۱۶۹
۸۳	مسعر بن کدام کا قول	۱۶۹
۸۴	قاضی شریک کا قول	۱۷۰
۸۵	خارجہ کا قول .	۱۷۰
۸۶	فضل بن دکین کا قول	۱۷۰
۸۷	ابن ابی رواد کا قول	۱۷۱
۸۸	اہل مناقب کے اقوال	۱۷۱
۸۹	ضروری تنبیہہ	۱۷۳
۹۰	پہلا اشکال اس کا جواب	۱۷۳
۹۱	دوسرا اشکال اس کا جواب	۱۷۳
۹۲	تیسرا اشکال اس کا جواب	۱۷۳
۹۳	امام صاحب کا خوف خدا	۱۷۵
۹۴	اسد بن عمرو کا قول	۱۷۵
۹۵	امام وکیع کا قول	۱۷۵
۹۶	یحییٰ بن قطان کا قول	۱۷۵

صفحہ نمبر	نام مضامین	نمبر شمار
۱۷۵	یزید بن لیث کا قول	۹۷
۱۷۶	ابو الاحوص کا قول	۹۸
۱۷۶	عیسیٰ بن یونس کا قول	۹۹
۱۷۷	فضیل بن عیاض کا قول	۱۰۰
۱۷۹	**امام صاحب کی زبان کی حفاظت کا بیان**	۱۰۱
۱۷۹	مناظرین کی زیادتی	۱۰۲
۱۷۹	فضل بن دکین	۱۰۳
۱۷۹	کسی کا قول	۱۰۴
۱۸۰	**امام صاحب کی عبادت**	۱۰۵
۱۸۰	عبد اللہ بن مبارک کا قول	۱۰۶
۱۸۰	حضرت شریک کا قول	۱۰۷
۱۸۰	لوگوں کا قول	۱۰۸
۱۸۱	بکیر بن معروف کا قول	۱۰۹
۱۸۲	**امام صاحب کی سخاوت کا بیان**	۱۱۰
۱۸۲	قاضی ابو یوسف کا قول	۱۱۱
۱۸۲	قاضی ابو یوسف کا دوسرا قول	۱۱۲
۱۸۳	**امام ابو حنیفہ کی عادت**	۱۱۳
۱۸۳	امام وکیع کا قول	۱۱۴
۱۸۳	حضرت سفیان کا قول	۱۱۵
۱۸۳	مسعر بن کدام کا قول	۱۱۶

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۱۹۹	واقعہ نمبر ۴۰	۲۱۹
۲۰۰	واقعہ نمبر ۴۱	۲۲۰
۲۰۱	واقعہ نمبر ۴۲	۲۲۱
۲۰۲	واقعہ نمبر ۴۳	۲۲۱
۲۰۳	واقعہ نمبر ۴۴	۲۲۲
۲۰۴	واقعہ نمبر ۴۵	۲۲۲
۲۰۵	واقعہ نمبر ۴۶	۲۲۲
۲۰۶	**امام ابو حنیفہ کی بردباری کا بیان**	۲۲۴
۲۰۷	یزید بن ہارون کا قول	۲۲۴
۲۰۸	ایک بزرگ کا قول	۲۲۴
۲۰۹	عبد الرزاق کا قول	۲۲۴
۲۱۰	حلم کا ایک واقعہ	۲۲۵
۲۱۱	ولید بن قاسم کا قول	۲۲۵
۲۱۲	حضرت عصام کا قول	۲۲۵
۲۱۳	ابو معاذ کا قول	۲۲۶
۲۱۴	قاضی ابو یوسف کا قول	۲۲۷
۲۱۵	شیخ جرجانی کا قول	۲۲۷
۲۱۶	عبد اللہ بن مبارک کا قول	۲۲۸
۲۱۷	امام زفر کا قول	۲۲۸
۲۱۸	حضرت سفیان کا قول	۲۲۸

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۲۱۹	ہارون الرشید کا قول	۲۲۸
۲۲۰	معافی الموصلی کا قول	۲۲۹
۲۲۱	ابن نمیر کا قول	۲۲۹
۲۲۲	**امام صاحب کا اپنی کمائی کا بیان**	۲۳۱
۲۲۳	حسن بن زیاد کا قول	۲۳۱
۲۲۴	خلیفہ منصور کے ساتھ ایک واقعہ	۲۳۱
۲۲۵	حضرت مصعب کا قول	۲۳۱
۲۲۶	خلیفہ منصور کی بیوی کا ہدیہ	۲۳۲
۲۲۷	**امام ابو حنیفہ کا لباس**	۲۳۳
۲۲۸	حماد بن نعمان کا قول	۲۳۳
۲۲۹	قاضی ابو یوسف کا قول	۲۳۳
۲۳۰	مشائخ کا قول	۲۳۳
۲۳۱	حضرت نضر کا قول	۲۳۳
۲۳۲	امام ابو حنیفہ پر حکمت کی باتیں	۲۳۴
۲۳۳	امام صاحب کا عہدہ قضاء کے انکار پہ مشقتیں برداشت کرنا	۲۴۰
۲۳۴	امام صاحب کی کرامت	۲۴۲
۲۳۵	امام احمد کی دعا	۲۴۲
۲۳۶	**امام ابو حنیفہ کی سند قرات کا بیان**	۲۴۵
۲۳۷	**امام ابو حنیفہ کی سند حدیث کا بیان**	۲۴۶

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۲۳۸	فقہ کے بغیر کثرت روایات	۲۴۶
۲۳۹	قاضی ابن شبرمہ کا قول	۲۴۷
۲۴۰	ابن مبارک کا قول	۲۴۷
۲۴۱	خطیب کا قول	۲۴۷
۲۴۲	قاضی ابو یوسف کا قول	۲۴۷
۲۴۳	قاضی ابو یوسف کا دوسرا قول	۲۴۷
۲۴۴	قاضی ابو یوسف کا تیسرا قول	۲۴۷
۲۴۵	امام اعمش کا قول	۲۴۸
۲۴۶	**امام ابو حنیفہ کی وفات کے اسباب**	۲۴۹
۲۴۷	تاریخ وفات	۲۵۱
۲۴۸	**امام ابو حنیفہ کی تجہیز و تکفین**	۲۵۲
۲۴۹	حسن بن عمارہ کا قول	۲۵۲
۲۵۰	نمازیوں کی تعداد	۲۵۲
۲۵۱	چھ مرتبہ جنازہ	۲۵۲
۲۵۲	قبر پر بیس روز تک جنازہ	۲۵۳
۲۵۳	وصیت	۲۵۳
۲۵۴	ابن جریج کا قول	۲۵۳
۲۵۵	امام شعبہ کا قول	۲۵۳
۲۵۶	**امام صاحب کی وفات پر غیبی آواز**	۲۵۴
۲۵۷	جنوں کا رونا	۲۵۴
۲۵۸	امام صاحب کی تعظیم اور قبر کی زیارت	۲۵۵

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۳۲۲	محمد بن مزاحم کی روایت	۳۷۱
۳۲۳	ابن مبارک کا قول	۳۷۱
۳۲۴	حسن بن شفیق کا قول	۳۷۲
۳۲۵	عبداللہ بن داؤد کا قول	۳۷۲
۳۲۶	محمد بن بشر کا قول	۳۷۲
۳۲۷	یحییٰ بن زبان کا قول	۳۷۲
۳۲۸	خطیب کا قول	۳۷۲
۳۲۹	شداد کا قول	۳۷۳
۳۳۰	مکی بن ابراہیم کا قول	۳۷۳
۳۳۱	یحییٰ بن قطان کا قول	۳۷۳
۳۳۲	خطیب کی روایت	۳۷۳
۳۳۳	خطیب کی دوسری روایت	۳۷۳
۳۳۴	امام ابو حنیفہ کی عبادت	۳۷۴
۳۳۵	اسد بن عمر کا قول	۳۷۴
۳۳۶	حماد بن ابی کا قول	۳۷۴
۳۳۷	امام ابو یوسف کا قول	۳۷۴
۳۳۸	حفص بن عبدالرحمٰن کا قول	۳۷۴
۳۳۹	خارجہ کا قول	۳۷۵
۳۴۰	یحییٰ بن نصر کا قول	۳۷۵
۳۴۱	امام ابو حنیفہ کا تقویٰ	۳۷۶
۳۴۲	حبان بن موسیٰ کا قول	۳۷۶

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر
۳۴۳	مکی بن ابراہیم کا قول	۳۷۶
۳۴۴	علی بن حفص کا قول	۳۷۶
۳۴۵	خلد بن آدم کا قول	۳۷۶
۳۴۶	**امام ابو حنیفہ کا عہدہ قضا سے انکار**	۳۷۶
۳۴۷	عبداللہ بن عمرو کا قول	۳۷۶
۳۴۸	خلیفہ منصور کے عطیہ کو رد کرنا	۳۷۶
۳۴۹	یزید بن ہارون کا قول	۳۷۷
۳۵۰	محمد بن عبداللہ کا قول	۳۷۷
۳۵۱	حجر بن عبدالجبار کا قول	۳۷۷
۳۵۲	**امام ابو حنیفہ کی فراست**	۳۷۷
۳۵۳	امام صاحب کا دشمن پر احسان	۳۷۷
۳۵۴	ابن مبارک کا مدح امام	۳۷۸
۳۵۵	حاسدین پر امام صاحب کا رد	۳۷۹
۳۵۶	قاضی الدی کا قول	۳۷۹
۳۵۷	امام صاحب کا طریقہ استنباط	۳۷۹
۳۵۸	امام صاحب کا مذہب حضورؐ کے علم کا خلاصہ ہے	۳۸۰
۳۵۹	امام شافعی کا قول	۳۸۱
۳۶۰	امام وکیع کا قول	۳۸۱
۳۶۱	نضر بن شمیل کا قول	۳۸۱
۳۶۲	مسعر کا حلقہ امام میں بیٹھنا	۳۸۱
۳۶۳	ابن مبارک کی روایت	۳۸۱
		۳۸۱

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ نمبر

تقریظ

استاذ العلماء مرشد کامل حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب سراجی مدظلہ
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

احقر الوریٰ نے العلامہ الحافظ مولانا عبدالغنی طارق فاضل جامعہ اشرفیہ کی مقام نعمان ترجمہ الخیرات الحسان کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا۔ موصوف جس طرح شب روز وعظ تبلیغ تدریس میں جانفشانی اور خلوص نیت سے محنت کر رہے ہیں اسی طرح آپ تصنیفی میدان میں بھی بے لوث جذبہ سے سرشار ہیں اور مختلف اخلاقیات کتب کا سلیس بامحاورہ جاذب نظر زد و اثر دل نشین سادہ زبان ہر خاص و عام کے لئے مفید کار آمد اعمال صالحہ کے لئے صحیح سمت کے ساتھ جمع کئے مثلاً اصحاب رسول کے آنسو اور رسول اکرمؐ کے آنسو اور مسکراہٹیں اس طرح آپ نے مزید احسان مقلدین حنفیہ پر کیا کہ علامہ ابن حجرؒ کی مشہور کتاب الخیرات الحسان کا ترجمہ مناقب النعمان کی شکل میں تحریر کیا۔ اور جمیع امت مسلمہ خصوصاً مقلدین حنفیہ کے لئے ایک ثمین موتی ہے۔ اور اس کتاب کے مطالعہ سے امید ہے کہ بہت سے سادہ لوح مسلمان صراط مستقیم پر بھی قائم رہیں گے اور بے دینی قوتوں کے پنجے سے محفوظ رہیں گے۔

چونکہ ناقدین حضرات شروع سے قیامت تک امام ابوحنیفہؒ کے خلاف السیف المعضد کے ذریعہ اپنے مسموم کارستانیاں شدومد سے تحریر و تقریر کے ساتھ پیش کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ لیکن ہر دور میں مختلف مسالک کے نابغہ روزگار محدثین مفسرین نے امام صاحب کے حیات طیبہ پر اپنے قلم کے ذریعہ مختلف انداز سے اور امام صاحب کے تقویٰ طہارت خشیت الٰہی علمی فقہی وجاہت جلالت ثقاہت فی الدین کو زیر قرطاس لاتے اور

مخالفین مفسدین کے جملہ عزائم مسمومہ خاک میں ملا دیئے اور انہوں نے اظہار کلمہ حق عند سلطان جائر کا عملی نمونہ پیش کیا۔
اور امام صاحبؒ کے فضائل مناقب میں چند کتب مندرجہ ذیل ہیں جو فقہ حنفی کے مقلدین خصوصاً علماء کرام طلباء عظام کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے مثلاً عقود المرجان قلائد الروضۃ البلیہ شقائق النعمان عقود الجمان اور بستان فی مناقب النعمان اسی طرح حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہؒ اور ابن حجر مکی کی کتاب نے الخیرات الحسان امام صاحب کے احوال میں تصنیف کی جو کہ عربی میں تھی۔ تو محترم حافظ مولانا عبدالغنی صاحب طارق مبارک باد کے مستحق ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل عمر میں دن دگنی ترقی نصیب فرمائے اور مزید ان سے ایسی کتب کے تراجم کی توفیق عطا کرے اور میری استدعا ہے کہ تمام طلباء و علماء سے کہ الخیرات الحسان کا ترجمہ ضرور اپنے پاس رکھیں اور خود بھی پڑھیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے کا شوق دلائیں۔

احقر الوریٰ حافظ محمد سعید سراجی

صدر مدرس مدرسہ جامعہ قادریہ رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

مفکر اسلام فاتح مودودیت مؤرخ کبیر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب حصاروی مدظلہ سابقہ ڈسٹرکٹ خطیب رحیم یار خان

عن حذیفۃؓ ابن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن تفنی امتی حتی یظہر فیہم التمایز فقلت بابی انت وامی یا رسول اللہ وما التمایز قال عصبیۃ یحدثہا الناس فی الاسلام (کنز العمال 315/11)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میری امت تباہ نہیں ہوگی جب تک ان میں تمایز غالب نہیں آتا میں نے عرض کیا میرے ماں باپ قربان جائیں وہ تمایز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تمایز ایک عصبیت ہے جسے لوگ اسلام میں ایجاد کریں گے۔

تمایز کے لفظی معنی ہیں امتیازی حیثیت کا مظاہرہ کرنا۔ گویا اسلام میں یہ ایک خطرناک ترین بدعت ہے کہ مسلمانوں کا کوئی گروہ چند افراد کے فقہی ذوق پر امتیازی حیثیت کی ایسی باڑھ لگادے کہ اس سے باہر پوری امت مسلمہ کو تمام آئمہ دین کو اور تمام فقہاء اسلام کو مطعون کرنے کھڑا ہوجائے۔ اور صراط مستقیم کی شاہراہ پر گامزن پوری امت مسلمہ کو اپنے فقہی ذوق کی پگڈنڈی پر چلانے کے لئے نزاع و جدال کا اکھاڑا جمائے اور اسے جہاد فی سبیل اللہ قرار دے کر مسلمانوں کو دو متحارب صفوں میں کھڑا کردے۔ دور

حاضر میں یہ بدعت سیئہ ایک خوفناک فتنہ کی صورت اختیار کرچکی ہے۔ جہاں تک تحقیق و اجتہاد کا تعلق ہے تو یہ ہر صاحب علم کا حق ہے اور اس حق پر کبھی کسی نے قدغن نہیں لگائی۔ البتہ خیرالقرون میں مجتہدین کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی لیکن بعد میں یہ تعداد کم ہوتی چلی گئی جس کے کئی اسباب تھے۔

1- ایک یہ کہ جیسے جیسے دور نبوت سے دوری ہوتی گئی فتنے بڑھتے چلے گئے۔

2- دوسرے یہ کہ خیرالقرون میں تبع تابعین تک حدیث نبوی علماء تک ایک دو واسطوں سے پہنچ رہی ہے۔ اور وہ واسطے ثقہ اور قابل اعتماد ہیں کیونکہ وہ تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں تو گویا اس دور تک ایک محافظ سے علم بالمشافہ موجود ہے جس کے باعث اجتہاد و تحقیق کا معاملہ آسان ہے لیکن جیسے جیسے عہد نبوت سے دوری ہوتی گئی اسی نسبت سے اس بارے میں مشکلات پیدا ہوتی گئیں۔ اور الجھنیں بڑھتی چلی گئیں۔

3- تیسرے یہ کہ خیرالقرون کے ارباب اجتہاد میں سے چار مجتہدین کے فتاویٰ اور ثمرہ ہائے اجتہاد نے محققین علماء کے ہاں قبول عام حاصل کیا اور وہ یہ چار تھے۔ ابو حنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ اور ان کی یہ قبولیت اس بنا پر نہیں تھی کہ محققین علماء ان چار کے عقیدت مند تھے بلکہ یہ قبولیت اس لئے تھی کہ ان چار کے فتاویٰ کو جب محققین علماء نے تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا تو انہیں مکمل طور پر قرآن و سنت کے مطابق پایا اور ان کے تقویٰ کو ان کی احتیاط کو اور ان کے مقام علم و تحقیق کو درجہ کمال پر پایا لہٰذا بعد کے محققین نے اجتہاد کے نازک اور حساس مقام کو سامنے رکھتے ہوئے آخرت کی جوابدہی کے پیش نظر جن مسائل میں مذکورہ آئمہ فتویٰ دے چکے تھے اسی کی تقلید کو اپنے اوپر لازم کرلیا لیکن آنکھیں بند کرکے نہیں بلکہ تحقیق کی سان پر چڑھا کر اور دلائل کی بھٹی میں ڈال کر پہلے کھرا ثابت کیا پھر اقتدا کی۔ چنانچہ امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداؤدؒ، امام طحاویؒ، امام نسائیؒ، امام بیہقیؒ وغیرہ تمام آئمہ جو حدیث کی کتابوں کے

مصنفین ہیں ایک امام بخاریؒ کے سوا سب آئمہ اربعہ سے کسی ایک کے مقلد ہیں (طبقات شافعیہ میں امام بخاریؒ کو شافعی لکھا ہے اور شاہ ولی اللہ بھی ان کے مقلد ہونے کے قائل ہیں۔ مترجم) لیکن جیسے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ کورانہ تقلید نے علم و تحقیق کے سوتے خشک کر دیئے تھے اور اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور یہ تمام آئمہ حدیث احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان آئمہ حدیث کی اجتہادی بصیرت ہی نے انہیں اس نتیجہ پر پہنچایا یعنی ان حضرات کے مخلصانہ و محققانہ اجتہاد نے اسلاف کے فتاویٰ کو جب تحقیق کی کسوٹی پر جانچا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کی اپنی تحقیق مسائل مذکورہ میں اس سے بہتر فتویٰ نہیں لا سکتی جو اسلاف لائے ہیں لہٰذا اجتہاد انہوں نے بھی کیا لیکن ان مسائل میں نہیں جن میں آئمہ اربعہ فتویٰ دے چکے تھے بلکہ ان جدید مسائل میں جن میں اسلاف کے فتاویٰ موجود نہیں تھے اور اس میں بھی انہوں نے اپنی تحقیق کو اجتہاد کے ان اصولوں سے نہیں ہٹنے دیا جو آئمہ اربعہ نے نصوص قطعیہ سے اخذ کر کے وضع کئے تھے یعنی تحقیق میں بھی انہیں کی تقلید پر کاربند رہے۔

اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ تمام محققین علماء شریعت نے تقلید کے لئے ان چار کے ساتھ کسی پانچویں کو نہیں لیا حالانکہ مجتہدین کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا امت کے تمام محققین علماء شریعت نے کہیں ایک جگہ جمع ہو کر باہم مشوروں سے یہ طے کیا تھا کہ ہم ان چار کے علاوہ کسی پانچوں کو ان میں شامل نہیں کریں گے؟.....

یقیناً ایسا نہیں ہے! یا پھر ایسا ہوا ہے کہ آئمہ اربعہ نے اپنے نظریے کو لوگوں میں مقبول بنانے کے لئے اپنی اپنی جگہ کوئی تحریک چلائی ہوگی؟ یا اس بارے میں کوئی زبردست قسم کی پروپیگنڈا مہم چلائی ہوگی؟........

یقیناً ایسا بھی نہیں ہوا! بلکہ ایسی کسی کاروائی کو وہ شرعاً ناجائز اور حرام سمجھتے تھے اور اس طرح کے کسی اقدام کو وہ اسلام میں رخنہ اندازی امت میں فرقہ بندی اور دین میں بد ترین بدعت سمجھتے تھا اس کے برعکس وہ اپنے فتاویٰ پر یہ تنبیہہ فرماتے تھے۔ یہ میری اجتہادی رائے ہے لہٰذا اگر کسی کے پاس اس سے قوی تر دلیل قرآن و سنت سے موجود ہو تو وہ اس پر عمل کرے اور میری رائے کو ترک کر دے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے اس بارے میں تنبیہات تقلید کے مخالفین کی زبان سے بھی آپ سنیں گے اور امام مالک کا واقعہ مشہور ہے کہ ہارون الرشید نے مؤطاء کے لئے ان سے اجازت چاہی تھی کہ لوگوں کو مؤطاء پر عمل پیرا ہونے کی سرکاری طور پر تحریک کی جائے لیکن امام مالکؒ نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا علم صرف یہی نہیں لوگوں کے پاس اس کے علاوہ بھی علم موجود ہے تو کیا پھر یہ قابل غور بات نہیں کہ اس کے باوجود محققین نے اپنی تحقیق پر آئمہ اربعہ کے فتاویٰ ہی کو ترجیح دی ہے اور اپنی تحقیق کو ہمیشہ آئمہ اربعہ کی تقلید کے تابع رکھا ہے اس طرح پر کہ چاروں میں سے مقلد تو ایک کے رہے لیکن باقی تینوں کے حق پر ہونے کے قائل رہے محققین علماء شریعت کی یہ روش جو تین صدیوں پر محیط ہے ہمیں باور کراتی ہے کہ یہ محض اتفاقات زمانہ کے سلسلہ کی بات نہیں بلکہ یہ دین حنیف کے نازل کرنے والے کا تکوینی امر ہے جس نے دین حق کی حفاظت انسانوں کے سپرد کرنے کے بجائے اپنے پاس رکھی ہے لہٰذا جب اس نے امت کی رہنمائی کے لئے ہزاروں مجتہدین مطلق میں سے صرف چار کو شرف قبولیت بخشا ہے تو کون ہے جو اس کے تکوینی فیصلہ کو بدل ڈالنے کی قدرت رکھتا ہو لہٰذا یہ کہنا انتہائی غلط اور لغو ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا ہرگز نہیں! اجتہاد کا دروازہ کل بھی کھلا تھا آج بھی کھلا ہے اور آئندہ تاقیامت کھلا رہے گا نہ کبھی بند ہوا اور نہ کبھی بند ہوگا اور نہ کسی کو یہ اتھارٹی حاصل ہے کہ وہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دے (لیکن

اس دروازہ سے گزرنے والے نہیں رہے) جنانچہ محققین علماء نے پیش آمدہ مسائل میں ہمیشہ اجتہاد کے تسلسل کو بھی منقطع نہیں ہونے دیا لیکن آئمہ اربعہ ابوحنیفہؒ مالکؒ شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ جب مجتہد مطلق ان کے بعد آج تک نہ آیا ہے اور نہ قیامت تک آئے گا یہ مطلب نہیں کہ کسی انسانی عمل دخل نے مجتہد مطلق کی راہ روکی ہوئی ہے بلکہ اس لئے کہ جب نبوت ختم ہوگئی اور دین مکمل ہوگیا تو ضروری تھا کہ دین کے اصول ومبادی اور عقائد و اعمال کی تشریح و تفسیر کی تکمیل کا انتظام بھی قرون اولٰی ہی میں کردیا جائے چونکہ آئندہ فتنوں کا ایک زبردست طوفان برپا ہونے والا تھا لہٰذا اگر قدرت کی طرف سے خیرالقرون ہی میں یہ مکمل انتظام نہ کردیا جاتا اور بعد کی صدیوں میں قدرت ہی کی طرف سے اجتہاد مطلق کی توفیق سلب نہ کرلی جاتی تو ارباب فتنہ اپنی تیز دستی سے اجتہاد کی آڑ میں نہ جانے کیا کیا ہاتھ دکھا جاتے اس لئے کسی انسانی تدبیر کے نتیجہ میں نہیں بلکہ قدرت کے اپنے تکوینی فیصلہ کے نتیجے میں اجتہاد مطلق کی ایک خاص توفیق صرف آئمہ اربعہ کو ملی اور بہت خوب ملی' آئمہ اربعہ کا اپنے اس فرض منصبی سے نہایت جامعیت اور خوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہونا بجائے خود اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و انعام کا ثمر ہے اسی طرح یہ کام بھی اس مقلب القلوب کا ہے جو دلوں کا مالک ہے کہ اس نے تمام محققین علماء شریعت کے دلوں میں آئمہ اربعہ کے لئے اعتماد و وثوق ڈال دیا لہٰذا بعد کے محققین امت نے چاروں آئمہ میں سے کسی ایک کے دامن سے وابستہ ہونے ہی کو شریعت کا مطالبہ اور دین کا تقاضا قرار دیا ہے کہ امام ابن تیمیہ جیسا وسیع النظر بیباک اور بے لاگ محقق و مجتہد بھی امام احمد صاحب کا مقلد بن کر چلنے کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے اور ضروری قرار دیتا ہے بایں ہمہ ان محققین نے مقلد ہونے کے ساتھ پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کے عمل کو ہمیشہ جاری رکھا اور جاری رکھے ہوئے ہیں کیونکہ ہر محقق عالم کو یہ حق حاصل ہے کہ پیش آمدہ مسائل میں وہ

قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کرے اور اگر وہ چاہے کہ تمام مسائل میں اجتہاد کرے اور کسی کی تقلید نہ کرے تو وہ ایسا کرسکتا ہے کیونکہ وہ اجتہاد کی علمی و عملی قابلیت سے متصف ہے پھر اگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ وہ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید سے خود کو وابستہ کرلیتا ہے تو یہ بھی اس کی اجتہادی بصیرت ہی کا ثمرہ ہے۔ جیساکہ مثلاً امام ابن تیمیہ امام طحاوی امام ابن منذر امام ابو عمر بن عبدالبر جو بالترتیب حنبلی، شافعی اور مالکی ہیں اور جیسے دیگر ہزاروں مجتہدین جن کی اجتہادی بصیرت نے انہیں آئمہ اربعہ کی تقلید کے دائرے میں لاکھڑا کیا گویا یہ دلیل قطعی ہے آئمہ کے اجتہاد کی صداقت و حقانیت پر اب آپ ایک طرف تو اس حقیقت کو نگاہ میں رکھیں کہ امت کے محققین و مجتہدین کی تخلیقی قابلیت اور اجتہادی بصیرت آئمہ اربعہ کے اجتہاد کے سامنے سر تسلیم خم کھڑی ہے اور دوسری طرف یہ بھی دیکھئے کہ آج کے غیرمقلد حضرات جو خود کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں دین سے بے بہرہ اور ناواقف نوجوانوں کو جنہیں عربی زبان کا کچھ شعور نہیں ہوتا بلکہ ناظرہ قرآن تک نہیں پڑھا ہوتا انہیں کسی ایک حدیث کا اردو ترجمہ رٹوا کر باور کراتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ایک ان پڑھ قسم کا سطحی ذہن کا کاروباری آدمی تھا اس کے علم کا یہ حال تھا کہ وہ یہ ایک حدیث بھی نہیں جانتا تھا جس کا ترجمہ آپ نے یاد کرلیا ہے ایک آدھ حدیث کے ساتھ چند مناظراتی قسم کے چٹکلے سکھا دیئے جاتے ہیں جس کے بعد وہ نوجوان اپنے اس سرمایہ علم و تحقیق کے زعم میں خود کو امام ابوحنیفہؒ سے بڑا مجتہد سمجھنے لگتا ہے اور چونکہ لوگ عام طور پر اس طرح کے نزاعی چٹکلوں سے بے خبر ہوتے ہیں جس کے باعث اس طرح کے مجتہدین کی بن آتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بحث و تکرار اور نزاع و جدال کا ایک سلسلہ چل نکلتا ہے اور یہ شرمناک پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حدیث سے جاہل ہونے کے باعث بیشتر مسائل اپنی رائے سے گھڑ لئے ہیں۔

فتنوں کی ایک طویل حدیث میں آخر زمانے کے بہت سے فتنوں کا ذکر ہے جس میں یہ بھی ہے کہ لعن آخر ھذہ الامۃ اولہا (مشکواۃ کتاب الفتن) بعد میں آنے والے اسلاف امت پر لعنت بھیجیں گے۔ امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ پر غیر مقلد حضرات کی طعن و تشنیع اسی ملعون فتنہ کا شاخسانہ ہے۔ اس فتنہ کی بنیاد تو ایک شخص ذوالخویصرہ تمیمی نے رکھ دی تھی جب اس نے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے تقویٰ و عدل پر نکتہ چینی کی تھی۔ بات یہ تھی کہ نبی ﷺ بعض عرب سرداروں کو تالیف قلب کے لئے مال عطا فرما رہے تھے ذوالخویصرہ کو آپ کے ان عطیات سے اتفاق نہیں ہوا اور کہنے لگا دیا محمد اتق اللہ" اے محمد اللہ سے ڈر۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا ارے کمبخت! کیا اہل زمین میں اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ حق مجھ ہی پر عائد نہیں ہوتا؟ جب اس نے پیٹھ پھیری تو خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپؐ نے فرمایا شاید نماز پڑھتا ہو۔ بعض دفعہ کیسی نمازی کی زبان پر ایسے الفاظ آجاتے ہیں جو اس کے دل میں نہیں ہوتے۔ پھر آپؐ نے اس کی طرف دیکھا وہ پیٹھ پھیر کر جارہا تھا آپؐ نے فرمایا اس کی طرز کے کچھ لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں جائے گا اور وہ دین سے پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ (مسند احمد الفتح الربانی 147/23)

یہ روایت ابو سعید خدریؓ کی ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت میں ہے کہ بنو تمیم کا ایک شخص آیا جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا آپؐ لوگوں کو مال دے رہے تھے وہ کہنے لگا اے محمدؐ! آج جو کچھ آپ نے کیا میں نے وہ دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تو نے کیا دیکھا وہ کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے انصاف کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ

غضبناک ہوگئے اور فرمایا ارے کمبخت! اگر میرے ہاں انصاف نہیں ہے تو پھر کس کے ہاں انصاف ملے گا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اسے قتل نہ کردیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! اسے چھوڑ دو مستقبل قریب میں اس کی سوسائٹی کے لوگ آئیں گے جو دین میں غلو کریں گے حتیٰ کے دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ (ایضاً 148/23)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ مخلص اور ضرورت سے زیادہ متقی اور پارسا تیرہ بخت سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کو بھی تنقیدی نگاہ سے دیکھتا تھا گویا رب العالمین کی سبحانیت سے ادھر اس کے معیار پر کوئی پورا اترتا ہی نہیں اس کی طرز کے لوگ آئیں گے یعنی جیسے اس تیرہ نصیب کی نگاہ میں سید المرسلین ﷺ کا مبارک عمل غیرمعیاری ہے ایسے ہی آنے والوں کی غالیانہ نگاہوں میں اسلاف کا عمل نہیں جچے گا اور انہیں بھی اسلاف کا عمل غیرمعیاری دکھائی دے گا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے تعارف میں وہی الفاظ ذکر فرمائے ہیں جو ذوالخویصری کی طرز کے لوگوں کے لئے ذکر کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خارجی ذوالخویصری کی کیٹاگری کے لوگ ہی تھے حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں یخرج قوم من امتی یقرؤن القرآن لیس قراتکم بشئی ولا صلاتکم الی صلاتہم بشئی ولا صیامکم الی صیامہم بشئی یقرؤن القرآن یحسبون انہ لہم وھو علیہم لا تجاوز صلاتہم تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمۃ (البدایہ 290/7 بحوالہ صحیح مسلم کنز العمال 1142/11 بحوالہ مسلم)

میری امت میں سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ قرآن پڑھیں گے تمہاری قرات ان کے

مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور نہ تمہاری نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت رکھتی ہیں اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت رکھتے ہیں وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے خیال میں وہ ان کے حق میں ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف ہے ان کی نماز ان کے گلے سے آگے نہیں جائے گی وہ اسلام سے پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے "سیکون فی امتی اختلاف و فرقۃ قوم یحسنون القول ولسیؤن الفعل یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتھم و صیامہ مع صیامھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ" (البدایہ 296/7)

میری امت میں اختلاف و افتراق پیدا ہوگا کچھ لوگ ہوں گے جن کی باتیں بہت خوبصورت ہوں گی عمل گندا ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلے سے آگے نہیں جائے گا تم اپنی نماز ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنا روزہ ان کے روزے کے مقابلہ میں حقیر جانو گے اور دین سے وہ پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔

چنانچہ ضرورت سے زیادہ متقی یہ ذوالخویصرائی گروہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں میدان میں آیا کیونکہ حضرت علیؓ کا تقویٰ اور عمل بالسنۃ انہیں ذوالخویصری کی طرح غیر معیاری دکھائی دیا لہٰذا یہ خالص توحید خالص تقویٰ اور خالص دین کی دعوت لے کے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں میدان جنگ میں آگئے۔ ان کی خوبصورت باتیں اتنی ایمان فریب تھیں کہ صحابہؓ کے لئے اپنے بیٹوں کو قابو میں رکھنا مشکل ہوگیا یعنی صحابہؓ کے بیٹے اپنے والدین کے کردار کے مقابلہ میں جو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست تربیت کا نتیجہ تھا ان انسانی لطیفوں کی باتوں سے زیادہ متاثر ہوتے تھے۔ ایک صحابی کے

بیٹے کا ذکر ہے جو آپؐ کی حیات مبارک میں پیدا ہوا تھا اور آپؐ نے اس کی پیشانی پر ہاتھ مبارک رکھ کر دعا دی تھی جہاں آپؐ نے اپنا مبارک ہاتھ رکھا تھا وہاں نصف دائرے میں بہت خوبصورت بال نکلے جب وہ اس گروہ سے متاثر ہوا تو پیشانی کے وہ مبارک بال گر گئے اور اس کے والد نے اسے زنجیروں سے باندھ دیا حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس صحابی کے ہاں گئے لڑکے کو سمجھایا رسول اللہ ﷺ والی دعا اسے یاد دلائی اور برکت والے بال گرجانے کی طرف سے توجہ دلائی آخر کار بڑی مشکل سے اس کی سمجھ میں بات آئی تب کہیں اس نے توبہ کی تو وہ پیشانی کے مبارک بال دوبارہ نکل آئے۔ (مسند احمد الفتح الربانی 154/23)

حضرت عدیؓ بن حاتم کا بیٹا طرفہ بن عدی اس گروہ سے متاثر ہوگیا عدی نے اسے سمجھایا بظاہر مان گیا لیکن بعد میں چوری بھاگ گیا حضرت عدیؓ نے پیچھا کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا اور وہ ناکام واپس آگئے (طبری 55/4)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں انہوں نے اپنے ہم مسلکوں کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا کہ سب نہر پر آملیں اور فرماتے ہیں۔ ثم خرجوا یتسللون وحدانا لئلا یعلم احدبهم فیمنعوهم من الخروج من بین الآباء والامهات والاخوان والخالات وفارقوا سائر القرابات یعتقدون بجهلهم و قلة علمهم ان هذا یوضی رب السموات والارض (البدایہ 276/7)

پھر وہ اپنے ماں باپ خالہ ماموں وغیرہ کو سوئے چھوڑ کر ان کے درمیان سے دبے پاؤں ایک ایک کرکے نکلے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلنے پائے ورنہ وہ انہیں نکلنے سے منع کردیں گے اور تمام رشتہ داریوں سے قطع تعلق کرکے چلے اپنی جہالت اور اپنی کم علمی کے باعث یہ عقیدہ رکھ کر چلے کہ ان کا یہ اقدام آسمان و زمین کے رب کو خوش کردے گا۔

حوقد تدارک جماعة من الناس بعض اولادهم و اخوانهم فردوهم

وانبوهم و ونجوهم فمنهم من استقر علی الاستقامة منهم من فر بعد ذلک ولحق بالخوارج" (البدایہ 286/7)

کچھ لوگ اپنے بعض بچوں اور بھائیوں کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں واپس لے آئے انہیں سمجھایا بجھایا ڈانٹ ڈپٹ کی جس پر بعض نے پکی توبہ کرلی اور بعض پھر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے اور خوارج سے جاملے۔

حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفی کا غلام ابو فیروز خارجیوں سے جاملا لوگوں نے کہا تیرے آقا عبداللہ بن ابی اوفی آئے ہوئے ہیں کہنے لگا وہ بہت اچھے آدمی ہیں بشرطیکہ ہجرت کرلیتے یعنی خارجیوں سے آملتے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی فرمانے لگے دشمن خدا سے پوچھو ہجرت مدینہ کے بعد بھی کوئی ہجرت ہے؟ (مسند 155/23)

اس گروہ کی دعوت میں بظاہر اس قدر خلوص للہیت سچائی اور ایسا کھرا پن تھا کہ ان کے مقابلہ میں نوجوانوں کو اپنے والدین کا وہ عمل بھی ہدایت سے ہٹا ہوا دکھائی دینے لگا جو خاتم النبین ﷺ کی تربیت میں پروان چڑھا تھا۔ ان کی ایمان فریب میٹھی باتوں کا نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

عبد بن وھب راسبی جو اس گروہ کا امیر کارواں چنا گیا اس نے اپنی تقریر میں کہا۔ اللہ کی قسم یہ دنیا جس پہ خوش ہونا جس کی طرف مائل ہونا اور جس کو ترجیح دینا بڑی مشقت اور بردباری ہے اس دنیا کو امر بالمعروف نہی عن المنکر اور قول حق پر ترجیح دینا ان لوگوں کو زیب نہیں دیتا جو رحمان پر ایمان رکھتے ہیں اور قرآن کے حکم کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص احسان کرتا ہے اور پھر اسے نقصان سے دو چار ہونا پڑتا ہے تو یہ حقیقت ہے کہ اس کا اجر قیامت میں اللہ کی رضا ہے اور اس کی جنتوں میں ہمیشہ رہنا ہے لہٰذا تم اپنے بھائیوں کو اس بستی سے نکال لو جس کے باشندے ظالم ہیں اور کسی پہاڑ کے دامن میں پناہ لو اور ان گمراہ کن بدعات کو ماننے سے صاف انکار

کردو۔" حرقوص بن زہیر کہنے لگا "یہ دنیا متاع قلیل ہے اور عنقریب داغ جدائی دینے والی ہے لہٰذا اس کی زیب و زینت اور چمک دمک تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے ہو کے رہ جاؤ اور دیکھنا یہ دنیا تمہیں جستجوئے حق سے نہ ہٹا دے اور ظلم کو ٹھکرا دینے سے نہ روک دے یقیناً اللہ ان کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ کو شعار بنایا اور ان کے ساتھ ہے جو محسن ہیں" (طبری 55/4)

زید بن حصن طائی اٹھا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ایک پر تاثیر تقریر کی اور قرآن کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائیں اور یہ آیت بھی سنائی "اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کر اور خواہش کی اتباع نہ کرنا ورنہ وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کردے گی۔

اور وہ تینوں آیتیں بھی پڑھ کر سنائیں جن میں ہے کہ جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں۔ دوسری آیت میں ہے وہی لوگ ظالم ہیں۔ تیسری آیت میں ہے وہی فاسق ہیں۔ پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں ان لوگوں پر جو اہل قبلہ میں سے ہماری دعوت کے مخاطب ہیں کہ انہوں نے خواہش نفس کی اتباع کی ہے اور کتاب اللہ کے حکم کو پس پشت ڈالا ہے اور اپنے قول و عمل میں وہ ظلم و جور کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ کہ ان سے جنگ کرنا اہل ایمان پر فرض ہوچکا ہے۔

ایک صاحب عبداللہ بن سنجرہ سلمی بہت جذباتی ہوگئے اور شدت جذبات میں رونے لگے اور نہایت جذباتی اور والہانہ انداز میں لوگوں کو میدان جنگ میں نکلنے کی دعوت دی اور کہا کہ ان لوگوں کی پیشانیاں اور چہرے تلواروں سے چھید ڈالو تاکہ رحمان و رحیم کی اطاعت کی جانے لگے پھر اگر تم فتح و ظفر سے ہمکنار ہوئے تو تم نے مراد پائی اور اطاعت شعاروں والے اجر کے حق دار قرار پائے اور اگر تم قتل کردیئے گئے تو پھر اللہ کی رضا اور اس کی جنت میں لوٹ جانے سے افضل اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ (البدایہ 285/7)

غور فرمایئے! کتنی پیاری ہیں ان کی تقریریں کس طرح اخلاص و ایمان، سچائی اور تقوے ٹپک رہے ہیں کیوں نہ نوخیز ذہنوں کو متاثر کریں کیوں نہ ان کے دلوں کو موہ لیں۔

مندرجہ بالا کوائف سے ان کی حسب ذیل خوبیاں واضح اور عیاں ہو رہی ہیں۔

1- یہ لوگ اپنے مسلک میں بہت پکے ہیں۔ 2- اپنے مسلک سے ان کی وابستگی مخلصانہ اور سچی ہے 3- انہیں اپنے ہدایت پر ہونے اور دوسروں کے گمراہ ہونے کا بھرپور یقین ہے۔ 4- ان کی باتیں مؤمنانہ اور متقیانہ ہیں اور بات صاف اور کھری کرتے ہیں۔ 5- توحید خالص ان کا نصب العین ہے 6- ان میں منافقت یا مداہنت کا شائبہ تک نہیں 7- ان کی راتیں اللہ کی عبادت میں بسر ہوتی ہیں دن روزے کی حالت میں گزرتا ہے اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن دن رات کا معمول ہے۔ خشوع و خضوع اور اللہ کے حضور رونا حیرت انگیز ہے۔ 8- اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی انہیں کسی حال میں گوارا نہیں۔ 9- ان کی دعوت کا مخلصانہ و والہانہ انداز اور کھرا پن دلوں کو موہ لیتا ہے 10- اپنے موقف پر ان کا استدلال قرآن کی آیات اور صریح احادیث ہیں۔ 11- ان کی تمام تگ و دو کا محور محض اللہ کی رضا ہے اور اللہ کے لئے ان کی ہر چیز قربان ہے۔ 12- شہادت کا شوق انہیں تڑپاتا ہے اور جنت کی آرزو انہیں بے قرار رکھتی ہے 13- ان کی دعوت کا بظاہر سچائی پر مبنی ہونا اس قدر نمایا ہے کہ خود صحابہؓ کے اپنے بیٹے اپنے والدین کے عمل کو ان کے مقابلہ میں غیر معیاری سمجھ رہے ہیں۔

اتنی زیادہ خوبیوں کا تقاضا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کو مستقبل کے لئے امت کا بہترین گروہ قرار دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کی خوبیاں بھی گنواتے ہیں اور پھر انہیں امت کا بدترین گروہ قرار دیتے ہیں اور ان کے بارے میں امت کو یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ جب ان سے تمہارا مقابلہ ہوجائے تو انہیں قتل کردو اور ان کے قاتل کے لئے اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر

ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا لویعلم الجیش الذین یصیبونہم ماقضی لھم علی لسان نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم لاتکلوا علی العمل (البدایہ 295/7)

جو لشکر انہیں قتل کرے گا اگر اس لشکر کو اس اجر و انعام کا علم ہوجائے جو اس قتل کے نتیجے میں ان کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر طے کردیا گیا ہے تو وہ حصول جنت کے لئے اسی ایک عمل کو کافی سمجھ لیں گے۔

یہ حدیث صحیحین کی ہے صاحب البدایہ نے مسند احمد سے نقل کی ہے اور حدیث کی دوسری کتب میں بھی مروی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں ان کے لئے سخت وعید اور ان کی سخت مذمت کا ذکر ہے۔ مثلا ایک حدیث میں ہے ھم شرالخلق والخلیقة طوبٰی لمن قتلھم یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منه فی شئی (رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ - البدایہ 296/7)

وہ بدترین مخلوق ہی بدترین عادات والے ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جو انہیں قتل کردے اور وہ جو ان کے ہاتھوں قتل ہو وہ کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں گے حالانکہ کتاب اللہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

ابو غالب کہتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں تھا جب ستر خارجیوں کے سر لائے گئے اور مسجد کی سیڑھیوں پر رکھ دیا گیا حضرت ابوامامہؓ تشریف لائے اور انہیں دیکھ فرمانے لگے "کلاب جھنم شر قتلی قتلوا تحت ظل السماء ومن قتلوا خیر قتلی تحت ظل السماء وبکی" (کنزل العمال 304/11)

یہ جہنم کے کتے ہیں اور روئے زمین پر قتل ہونے والوں میں بدترین مقتول یہ ہیں اور بہترین مقتول روئے زمین پر وہ ہیں جو ان کے ہاتھوں قتل ہوئے یہ کہہ کر وہ رو پڑے۔ میں نے کہا اے ابوامامہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ان پر آنسو بھی بہا رہے ہیں؟ فرمایا

ہاں! ان پر رحم آتا ہے کہ اہل اسلام میں سے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا اے ابو امامہ یہ آپ کی اپنی رائے ہے یا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک بار نہیں دو بار نہیں تین بار نہیں حتیٰ کہ سات بار۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ان کے قتل پر مامور فرماتے ہیں اور ان کی خوبیوں کے مغالطہ سے بچانے کے لئے ان کی نشانیاں اور علامات بتاکر ان کی پہچان کراتے ہیں اور حضرت علیؓ کو ان کے قتل کرنے کے فضائل بتاتے ہیں۔

لیکن ان کی خوبیاں اتنی مسحور کن ہیں کہ حضرت علیؓ ان تمام باتوں کے باوجود انہیں قتل کرتے ہوئے جھجکتے ہیں اور آپ کے لشکر والے بھی ان کے قتل کے فضائل سن کر پھر سوچ میں پڑ جاتے ہیں حتیٰ کہ کہ جب واضح علامات دیکھ لینے کے بعد حضرت علیؓ اس پورے گروہ کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں تو آخری علامت کے مشاہدے کے لئے بے قرار ہوجاتے ہیں اور فرماتے ہیں مخرج نامی شخص کو ڈھونڈو۔ لوگ اسے مقتولین میں تلاش کرتے ہیں وہ نہیں ملتا تو روایت میں ہے کہ "فاخذ یعرق" حضرت علیؓ کو یہ سن کر پسینے چھوٹ گئے۔ حضرت علیؓ رونے لگے سخت گھبرا گئے لیکن چونکہ مخرج نامی شخص کے سوا باقی تمام علامات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت کو بتائی گئی تھیں وہ پوری تھیں اس لئے فرمایا تم غلط کہتے ہو اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے کہ وہ شخص انہیں میں ہے۔ اس کی لاش مل گئی تو حضرت علیؓ بے ساختہ سجدہ میں گر گئے اور فرمایا تمہیں خوشخبری ہو تمہارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جنہم میں ہیں اور لوگوں کو بھی اطمینان ہوگیا کیونکہ خارجیوں کی خوبیوں کے باعث وہ بھی ان کے قتل پر تشویش میں تھے۔ (البدایہ مخلصا" 292-293-294/7)

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ

1۔ خارجی بظاہر صالح ترین لوگ تھے 2۔ خود صحابہؓ بھی ان کی سیرت سے متاثر تھے 3۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نیکیوں اور خوبیوں کے ذکر کے باوجود انہیں گمراہ قرار نہ دیا ہوتا تو انہیں کوئی گمراہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ 4۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شناخت کے لئے واضح علامات بیان نہ فرمائی ہوتیں تو یہ فیصلہ بہت مشکل تھا کہ ذوالخویصرائی طرز کے لوگوں کا وہ گروہ کونسا ہے جسے نبوی پیش گوئی کا پہلا مصداق قرار دیا جاتا ہے جس کے بعد آنے والے گروہوں کو اس پر قیاس کرکے شناخت کرنا آسان ہوجائے۔ 5۔ جس گروہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ذوالخویصری کے بعد یہ پہلا گروہ تھا جو اس کے طرز پر ظہور میں آیا اس کی دیگر واضح علامات کے ساتھ اس کے خروج کا وقت بھی آپ ﷺ نے معین فرما دیا تھا آپؐ نے فرمایا تھا کہ "میری امت دو گروہوں میں بٹ جائے گی ان دو کے درمیان سے دین سے پار ہو جانے والا ایک تیسرا گروہ نکلے گا اس تیسرے نکلنے والے گروہ کو وہ گروہ قتل کرے گا جو پہلے دو میں اقرب الی الحق ہوگا۔ (البدایہ 278/7)

امت کا دو گروہوں میں بٹنا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلاف کو کہا گیا ہے اس اختلاف کے نتیجہ میں جو گروہ نکلا وہ وہی خارجیوں کا گروہ ہے جو نہروان میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

6۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقیدہ و ایمان میں کوئی ایسی خامی موجود ہے جو اتنی خوبیوں کے باوجود انہیں لسان نبوت سے "جہنم کے کتے" کا نام دلوا رہی ہے۔

اگر ذوالخویصرائی طرز کے لوگوں کا صرف یہ ایک گروہ وجود میں آنا ہوتا تو کوئی بات نہ تھی کیونکہ حضرت علیؓ ان سے نمٹ چکے بات ختم ہوگئی لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہے بلکہ روایات میں آتا ہے کہ "جب حضرت علیؓ خارجیوں کو قتل کر چکے تو ایک شخص کہنے لگا اللہ کا شکر ہے جس نے انہیں ہلاک کردیا اور ہمیں ان سے راحت بخشی تو حضرت

علیؓ نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان میں سے ابھی وہ باقی ہیں جو مردوں کی پشتوں میں ہیں اور جنہیں ابھی عورتوں کے رحم نے اٹھایا بھی نہیں" (کنزالعمال 287/11)

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی ان میں سے کوئی گروہ نکلے گا کٹ جائے گا حتیٰ کہ آپؐ نے دس سے زیادہ بار فرمایا کہ جب بھی ان میں سے کوئی گروہ نکلے گا کٹ جائے گا حتیٰ کہ ان کے باقی ماندہ میں دجال نکلے گا۔ (البدایہ 302/7 بحوالہ مسند احمد)

گویا خروج دجال تک ان ذوالخویصرائی گروہوں کا ایک تسلسل قائم رہے گا اور دجال کی ہلاکت پر دیگر فتن کی طرح ذوالخویصرائی فتنہ کا بھی ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے گا۔ اس تسلسل کی تصدیق بھی حضرت علیؓ کے دور ہی سے ہوگئی کیونکہ نہروان کے خارجیوں کے بعد حریث بن راشد ناجی' اشرس بن عوف' اشہب بن بشر بجلی سعید بن نفدتمیمی' بنو عرینہ کے ایک صاحب اور اہل کوفہ کے ایک صاحب یکے بعد دیگرے یہ تمام اپنے اپنے گروہ کو لئے "سوئے جنت رواں دواں" کے نعرہ کے ساتھ میدان میں اترتے رہے اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں جہنم میں اترتے رہے۔ گروہ اول کے قتل میں حضرت علیؓ اور آپ کے ساتھیوں کو جو شروع میں جھجک ہوئی وہ اس گروہ کی ان بے شمار خوبیوں کی وجہ سے تھی جن کا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ یہ خوبیاں اس قدر نمایاں اور اثر انگیز تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی واضح علامات کے باوجود ان کی نیکیاں دیکھ کر یہ گمان ہوتا تھا کہ ممکن ہے انہی علامات کا کوئی دوسرا گروہ ہو جن میں یہ خوبیاں نہ ہوں۔ لیکن ان کا نہروان میں قتل ہونا اور مخرج نامی شخص کا ان میں قتل ہونا یہ نشانیاں ایسی قطعی اور فیصلہ کن تھیں کہ ان کے سبب سے تمام شکوک رفع ہوگئے۔

صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے گروہ کو بظاہر اتنی کمال درجہ کی خوبیاں دے کر گویا قدرت خداوندی افراد امت کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتی تھی کہ جب کوئی گروہ اسلاف کی راہ کو چھوڑ کر چلے گا تو اس کی نیکی، اس کا تقویٰ، اس کے اخلاق حسنہ، اس دعوائے توحید، اور اتباع سنت اس کا اخلاص و ایثار اس کی سچائی اور کھرا پن غرض اس کی کوئی بڑی سے بڑی خوبی بھی اس کو جہنم میں گرنے سے نہیں بچاسکتی چنانچہ گروہ اول کی شناخت ہوجانے کے بعد اس کی صفات والے ہر گروہ کی پہچان آسان ہوگئی۔ جیسا کہ بعد میں عملاً" ایسا ہوتا رہا لیکن اخیر زمانے میں اسی سلسلہ کے ایک گروہ کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے جس کی تعریف انہی الفاظ میں کی گئی ہے جو الفاظ ذوالخویصرائی کے گروہ اور اہل نہروان کے لئے ارشاد فرمائے گئے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اخیر زمانے میں منظرعام پر آنے والا یہ گروہ اہل نہروان کی مانند اس سلسلہ کے دیگر گروہوں کی نسبت زیادہ خطرناک ہوگا یہ حدیث بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر مصنفین نے بھی حضرت علیؓ سے روایت کی ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

"سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یخرج قوم من امتی فی آخر الزمان احداث الاسنان وسفہاء الاحلام یقولون بقول خیر البریۃ یقرؤن القرآن لا یجاوز ایمانہم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ" (البدایہ 290/7)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانے میں میری امت میں سے ایسے لوگ آئیں گے جو نوعمر ہوں گے عقل سے کورے ہوں گے بات حدیث نبوی کے حوالے سے کریں گے قرآن پڑھیں گے ایمان ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے "یمرقون من الدین کما یمرقون من الرمۃ" یہی الفاظ ہیں

جو ذوالخویصرائی تمیمی اور نہوان کے خارجیوں کی تعریف میں ارشاد فرمائے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ذوالخویصرائی تمیمی' اور نہوان والے اور آخر زمانے میں حدیث نبوی کے حوالے سے بات کرنے والا نوعمر بیوقوفوں کا گروہ یہ تینوں گروہ ایک ہی ڈگر پر چلنے والے ایک طرح کی صفات سے متصف صراط مستقیم سے بھٹک کر اپنی مزعومہ اسلامی راہ پر چلنے والے گروہ ہیں۔ ذوالخویصرائی تمیمی اور نہوان کے خارجی تو تاریخ کا حصہ بن چکے لیکن تیسرا گروہ جس کی پیش گوئی آخر زمانہ میں کی گئی ہے یہ گروہ کب منظر عام پر آئے گا؟ اور اس سے کس طرح پہچانا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس گروہ کے مقتداء اول ذوالخویصرائی تمیمی کے ان اوصاف کا تعین کریں جن اوصاف کی بدولت وہ بہت سی خوبیوں سے متصف ہونے کے باوجود اسلام سے پار نکل جانے والا قرار پایا پھر دیکھیں کہ یہ اوصاف کس گروہ میں پائے جاتے ہیں۔ جس گروہ میں یہ اوصاف پائے جائیں وہ گروہ ذوالخویصرائی نہج پر عمل پیرا قرار پائے گا خواہ اس کا اخلاق و تقویٰ بظاہر کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا دکھائی دیتا ہو اور جو گروہ اس راستہ پر پڑ گیا وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا لیکن وہ ہمیشہ یہی سمجھتا رہے گا کہ پوری امت میں صرف ہم ہی لوگ ہدایت پر ہیں باقی سب گمراہ ہیں جیسا کہ ان کے آباء و اجداد تے سمجھا حالانکہ وہ ابلہ فریبی کے سبب جہنم کی راہ پر رواں دواں ہوں گے۔

ذوالخویصرائی گروہ کے اوصاف

ذوالخویصرائی کے متعلق روایات ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں بعد میں گروہ خوارج جو ذوالخویصرائی کے ڈگر پر چلنے کا مصداق قرار پایا ان کے بارے میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی حسب ذیل روایات بھی مذکورہ روایات میں شامل کرلیں۔

جاء رجل الی ابی سعید فقال ھل سمعت رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم يذكر في الحرورية شيئًا فقال سمعته يذكر قومًا يتعمقون في الدين يحقر احدكم صلاته عند صلاتهم و صومه عند صومهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية"

(البدایہ 300/7 الفتح الربانی مسند احمد 148/23-152)

ابو سعیدؓ کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حروریہ کے بارے میں آپؐ کچھ فرماتے ہوں؟ ابو سعیدؓ کہنے لگے ہاں! سنا ہے آپ ایسے لوگوں کا ذکر فرماتے تھے جو دین کے معاملہ میں شدت برتیں اور غلو کریں گے تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانو گے اور وہ دین سے اس طرح پار نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔

نہروان کے خارجیوں کو حروریہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ شروع میں مقام حروراء کو انہوں نے اپنا مرکز بنایا تھا ان کے بارے میں کچھ روایات ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں ان روایات سے ان کی جن خوبیوں کی نشاندہی ہوتی ہے اس کا ذکر بھی ہم کرچکے ہیں یہاں ہم انہی روایات کی روشنی میں یہ دیکھیں گے کہ وہ ذوالخویصرائی صفات کون سی ہیں جنہوں نے ان کی تمام خوبیاں منفی کرکے رکھ دیں اور انہیں "کلاب جہنم" جہنم کے کتے بنا ڈالا۔ مذکورہ احادیث پر غور کرنے سے حسب ذیل اوصاف کی نشاندہی ہوتی ہے۔

1- نماز روزے کا بہت پابند ہونا اور ان ارکان کو بڑی خوبصورتی سے ادا کرنا اور پیاری پیاری باتوں میں دل موہ لینا

2- اپنی بے علمی کے باعث بڑے کی بات نہ سمجھ سکنا اور اپنی ناسمجھی کے زور پر بڑے کو تنقید کا نشانہ بنانا

3- اجتہاد کی قابلیت سے کوئی سروکار نہ ہونے کے باوجود اجتہاد کا شوق فرمانا

4- باتیں بڑی اور خوبصورت کرنا لیکن کردار اچھا نہ ہونا۔

5- معمولی مسائل پر شدت برتنا اور غلو سے کام لینا اور فروعی مسائل کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا۔

ان صفات میں پہلی صفت جو بظاہر بہت بڑی خوبی ہے یہی وہ صفت ہے جو اس گروہ کی گمراہی کے چہرہ پر ہدایت کے میک اپ کی خدمت انجام دیتی ہے اس پہلو سے یہ بہترین صفت نتیجہ کے لحاظ سے بدترین خصلت ہے۔

موجودہ دور پرفتن میں آپ کو متعدد گروہ ایسے مل جائیں گے جو اسلاف کے طریقہ کو چھوڑ کر چل رہے ہیں اور مذکورہ پانچ ذوالخویصرائی اوصاف سے متصف ہیں اور ہر ایک کا اپنا پسندیدہ لائحہ عمل ہے لیکن اس وقت ایسے گروہوں کا تجزیہ و تعارف ہمارا موضوع نہیں ہے بلکہ اس وقت ہمارے سامنے غیر مقلد بے علم نوجوانوں کا وہ گروہ ہے جو اپنی ناسمجھی اور بے علمی کے زور پر طریق سلف سے ہٹ کر ذوالخویصرائی ڈگر پر رواں دواں ہے اور فرمان نبوی "یخرج قوم من امتی فی آخر الزمان" (کچھ لوگ آخر زمانے میں میری امت میں سے نکلیں گے) کا مصداق بن رہے ہیں جن کے لئے وہ تمام وعیدیں ہیں جو نہروان کے خوارج کے بارے میں ہم ذکر کرچکے ہیں اور مذکورہ پانچ صفات ان میں بتمام و کمال موجود ہیں۔

صفت اول تو ان کے ہاں پکا سچا مومن ہونے کا عنوان ہے اور اتباع سنت کا نشان ہے دوسری صفت میں ان کے ہاں بعض صحابہؓ تک تنقید و طعن کا نشانہ بنتے ہیں خاص طور امام ابوحنیفہؒ تو گویا ان کے ازلی دشمن ہیں یہ صفت خالصتاً" ذوالخویصرائی صفت ہے کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ باتفاق امت مجتہد مطلق ہیں اور مجتہد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کرنے کی صورت میں بھی اجر کا حقدار قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ

ہے کہ مجتہد ہر حال میں منشاء نبوی کے مطابق چل رہا ہے لہٰذا جو شخص اپنی بے علمی کے باعث کسی مجتہد کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے وہ گویا براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرتا ہے یہی ذوالخویصرائی خصلت ہے۔

ہاں! اگر یہ کہا جائے کہ ہم ابو حنیفہؒ کو مجتہد ہی نہیں مانتے تو ایک ایسی بات ہے جس پر دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ تابعین تبع تابعین، آئمہ ثلاثہ شافعی مالک احمد بن حنبل اور ان کے متبعین سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام ابو حنیفہؒ مجتہد مطلق تھے بلکہ تمام مجتہدین پر فائق تھے لہٰذا جو شخص یہ کہتا ہے کہ وہ مجتہد نہیں تھے تو گویا وہ یہ دعوے کرتا ہے کہ تابعین تبع تابعین اور بعد کے تمام آئمہ و محققین کی سمجھ غلط تھی میں جو کچھ سمجھا ہوں وہی صحیح ہے اس کو دلیل نہیں کہا جاتا بلکہ ایک اجڈ جاہل کی جہالت کہا جاتا ہے۔ بہرحال یہ بات آئمہ دین کے ہاں مسلم ہے کہ امام ابو حنیفہؒ مجتہد مطلق تھے اور آئمہ دین کی طرف سے کسی کو مجتہد مطلق قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ صف اول کا محدث، مفسر، فقیہ، قاری، متقی اور متبع سنت ہے اور جو شخص کسی ایسی ہستی پر زبان طعن دراز کرتا ہے تو گویا وہ اپنے بارے میں ذوالخویصرائی تمیمی کا پیروکار ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

خوشا نصیب! اس طعن سے وہ امام الائمہ کا تو کچھ بگاڑنے سے رہا البتہ اپنے لئے وہ "کلاب جہنم" کے لقب کا اعزاز ضرور حاصل کرلے گا۔ العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے رستے سے پناہ میں رکھے۔ آمین!

تیسری ذوالخویصرائی صفت یعنی اجتہاد کی قابلیت سے سروکار نہیں لیکن اجتہاد کے بغیر گزارا بھی نہیں، یہ صفت اس بے علم نوجوان گروہ کا طرہ امتیاز ہے یعنی چند احادیث کے الفاظ رٹ لئے کسی عربی جاننے والے سے یا اردو ترجمہ والی کسی کتاب سے ان کا ترجمہ یاد کرلیا اور مجتہد کی مسند پر براجمان ہوگئے اور بعض ایسے عربی دان مولوی

حضرات جنہوں نے حدیث کی چند کتابیں دیکھ لیں اور سمجھ بیٹھے کہ تمام علوم دینیہ حدیث تفسیر فقہ اصول و فروع پر انہیں دسترس حاصل ہوگئی لہٰذا اجتہاد فرمانے بیٹھ گئے حالانکہ انہیں اتنی بھی تمیز نہیں ہوتی کہ فروعی مسائل کی حقیقت و حیثیت کو سمجھ لیں کیونکہ فروعی مسائل انسانی معاشرہ کا تقاضا ہیں اس لئے شریعت نے انہیں رحمت قرار دیا ہے لیکن یہ جاہل مجتہدین فروعی مسائل میں اختلاف کو گوارا کرنے کا ظرف نہیں رکھتے ہمارے سامنے ایسے محقق علماء بھی ہیں جو تقلید نہیں کرتے لیکن وہ جہلا کو اجتہاد کا حق بھی نہیں دیتے۔ نہ فروع مسائل پر انہوں نے جھگڑے پیدا کئے اور آئمہ اربعہ کی عبقریت کے معترف ہیں جیسے حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب' حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت حکیم عبدالرحیم اشرف رحمتہ اللہ علیہ وغیرھم یہ لوگ علماء ہیں اور طریق سلف کے متبع ہیں۔ چوتھی ذوالخویصرائی صفت ہے خوبصورت باتوں کے ساتھ کردار خوبصورت اور قلبل رشک نہ ہونا۔ اس کی ہر وہ شخص گواہی دے گا جس کو ان سے معاملات لین دین ہمسائے میں رہنے وغیرہ کا تجربہ ہوا ہو کیونکہ یہ اتنا ظرف ہی نہیں رکھتے کہ کسی ایسے مسلمان سے رواداری کا برتاؤ کریں جو چند فروعی مسائل میں ان سے مختلف مسلک پر عمل پیرا ہے اور اتنا تنگ ظرف شخص اچھے اخلاق و کردار کا حامل کبھی ہو سکتا ہی نہیں۔ پانچویں ذوالخویصرائی صفت تعمق فی الدین ہے یعنی دین میں غلو کرنا معمولی مسائل پر شدت برتنا فروعی مسائل کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا اور ان کو فرقہ بندی کا ذریعہ بنانا۔ یہ صفت ذوالخویصرائی دین کی حقیقی بنیاد ہے آج کے غیر مقلد نوجوانوں کا دین اسی ستون کے سہارے قائم ہے اگر یہ ستون کمزور پڑ جائے تو ان کے دین کی پوری عمارت دھڑام سے زمین پر آگرے۔ فاتحہ خلف الامام' رفع یدین' آمین بالجہر ایک وتر' آٹھ تراویح' سینے پر ہاتھ باندھنا' یہ وہ معرکتہ الاراء مسائل ہیں جن پر اس گروہ کے دینی اکھاڑے کی

گرم بازاری کا دارومدار ہے حالانکہ ان مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو بھی شریعت اسلامی میں بنیادی حیثیت حاصل نہیں ہے اختلاف جو کچھ ہے وہ مستحب غیر مستحب اور افضل وغیرہ افضل کا اختلاف ہے جو صحابہؓ کے زمانے سے چلا آرہا ہے لیکن اس میں جنگ و جدال کی نوبت کبھی پیش نہیں آئی ہر فریق نے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوتے دوسرے کے مسلک کا احترام کیا اس بنا پر کہ دوسرا مسلک بھی شرعی دلائل پر مبنی ہے میرے مسلک کے راجح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرا مسلک غیر شرعی ہے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لائے وہاں نماز کا وقت ہوگیا وہاں قریب کہیں نماز پڑھی تو رفع یدین نہ کیا حالانکہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک رفع یدین سنت ہے۔ جب آپ سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ صاحب قبر کا اکرام مناسب سمجھا۔ ظاہر ہے کہ اگر امام شافعیؒ کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کا مسلک سنت کے مطابق نہ ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ رفع یدین جسے وہ سنت سمجھتے تھے اسے ترک کردیتے اور خلاف سنت مسلک پر عمل پیرا ہوتے۔ ان مسائل میں جھگڑے اور فرقہ بندی اسی وقت سے شروع ہوئی جب سے غیر مقلد بے علم نوجوانوں کا ذوالخویصرائی گروہ جنگ و جدال کے عزائم سے لیس ہوکر اکھاڑے میں کود پڑا جس کے بارے میں لسان نبوت سے آخر زمانے میں منظرعام پر آنے کی پیش گوئی کی گئی تھی اس گروہ نے اس معمولی اختلاف کو کفرو اسلام کی حد تک پہنچا دیا ہے جو سراسر گمراہی اور قبیح ترین بدعت ہے۔ ایک دفعہ کی بات ہے میں ایک اہل حدیث دوست سے عام گفتگو کررہا تھا اور دوستی ان سے پرانی تھی ایک مجھ سے کہنے لگے کہ آپ ان سے کتنے خوشگوار موڈ میں باتیں کررہے ہیں حالانکہ یہ لوگ ہمیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ میں نے کہا یہ غلو ہے جو شرعاً قابل مذمت ہے باہم فروعی قسم کے اختلافات ہیں ان سے کفر اسلام کا فرق کیسے پیدا ہوجائے گا؟ تو وہ اہل حدیث فوراً لہجہ

بدل کر فرمانے لگے کہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ میں نے ان سے کہا کہ مسئلہ صحابہؓ سے مختلف فیہ آرہا ہے اور جس مسئلہ میں صحابہؓ میں اختلاف ہو جائے وہ اختلاف قیامت تک باقی رہے گا اسے ختم کرنا امت کے بس میں نہیں ہے تو وہ دوست فرمانے لگے یہ صحابہؓ درمیان میں کون ہوتے ہیں ـــ□ العیاذ باللہ! یہ جملہ سن کر میں سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ مغرب کی اذان ہو رہی تھی میں نے کہا پھر تمہارا خدا ہی حافظ ہے اور "قالوا سلاما" پر عمل کرتے ہوئے مسجد کی راہ لی اور اب تک سوچتا ہوں کہ ذوالخویصرائی تمیمی میرے اس اہل حدیث دوست سے کوئی مختلف فطرت رکھا تھا؟ اور اگر ان کی ساری خوبیوں' راست بازیوں کے باوجود اس کج فطرتی پر انہیں "کلاب جہنم" کا لقب دیں تو یقیناً یہ ان کے حسب حال ہے اور ان مختلف فیہ فروعی مسائل میں بنیادی اہمیت فاتحہ خلف الامام کو حاصل ہے۔ کیونکہ اس میں اس گروہ کی طرف سے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا صلواۃ الابام القرآن" سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ یہ صحیحین کی حدیث ہے جس کے صحیح ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور یہ حدیث صاف بتارہی ہے کہ جس نے نماز میں فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی خواہ وہ مقتدی ہے یا امام ہے یا اکیلا اپنی پڑھ رہا ہے۔ حدیث کا حکم سب کے لئے عام ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے تو گویا امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کی صریحاً مخالفت کی ہے اور جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی بات مانی ان میں سے کسی کی نماز بھی نہیں ہوئی اور جب زندگی میں ان کی کوئی نماز بھی نہیں ہوئی تو مسلمان کہاں رہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہونے کے باوجود انہوں نے حدیث کو نہیں مانا اور امام ابوحنیفہؒ کی بات مانی تو گویا انہوں نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اور حدیث میں آتا ہے من ترک الصلواۃ متعمدا فقد کفر جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ اور

جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے قول پر عمل کیا انہوں نے گویا پوری زندگی کی نمازیں جان بوجھ کر چھوڑ دیں۔ اور اس بارے میں سب سے سنگین جرم ابوحنیفہؒ پر عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے حدیث کی مخالفت کر کے کروڑوں افراد امت کی نمازیں ضائع کروادیں۔ یہ ہے فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں اس گروہ کا مقدمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خلاف! اور یہ مقدمہ ایسی صاف اور سیدھی باتوں پر مبنی ہے کہ نوخیز ذہن اسے بلا تامل قبول کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنی بے خبری اور کم علمی میں اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں۔ فاتحہ کے علاوہ باقی فروعی مسائل رفع یدین' آمین بالجہر' ایک وتر آٹھ تراویح' سینہ پہ ہاتھ باندھنا وغیرہ بھی اگرچہ غلو کے جھولے میں بیٹھ کر کفرو اسلام کی حد فاصل پر جا اترے ہیں تاہم وہ فاتحہ خلف الامام کی سی اہمیت نہیں رکھتے لہٰذا ہم ان فروعی مسائل میں اس گروہ کے غلو اور اس کی کوتاہ علمی کو واضح کرنے کے لئے مثال کے طور پر فاتحہ کے مسئلہ کا مطالعہ کرتے ہیں اور جاننا چاہتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کا دارومدار کیا صرف مذکورہ حدیث "لا صلوٰۃ الابام القرآن" پر ہے؟ یا حدیث و قرآن میں اس مسئلہ کی کچھ اور تفصیلات بھی ہیں؟ اس سلسلہ میں ہم حنفی نقطہ نظر سے بات نہیں کریں گے کیونکہ اس گروہ کی نفسیات میں یہ بیماری ہے کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی تائید میں کیسی ہی صحیح اور صریح حدیث لے آئیں ان کے ہاں یہ تاثر ابھرے گا کہ کھینچ تان کر ابوحنیفہؒ کو سچا ثابت کرنے کے حیلے ہیں' لہٰذا ہم اس مسئلہ میں اپنی تحقیق پیش کرنے کے بجائے ایک ایسی ہستی کی طرف رجوع کرتے ہیں جو خود اس گروہ کی عقیدتوں کا بھی مرکز ہیں اور جس کو اس گروہ کے لوگ امت میں واحد حق گو اور واحد حق پرست کی حیثیت سے جانتے ہیں اور وہ ہیں ملت اسلامیہ کے مایہ ناز محقق محدث مفسر اور فقیہ حضرت امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ امام موصوف نے اپنے فتاویٰ میں فاتحہ خلف الامام پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور تحقیق کا حق ادا کیا ہے ان کی یہ بحث ان کے فتاویٰ کے 65 صفحات

پر پھیلی ہوئی ہے یہاں اس بحث کے ضروری حصوں کا ترجمہ نقل کرتے ہیں اور یاد
رہے کہ امام ابن تیمیہ حنفی نہیں بلکہ حنبلی ہیں۔

فاتحہ خلف الامام (ترجمہ از فتاوی امام ابن تیمیہ)

فاتحہ خلف الامام کے بارے میں علماء امت کے اصولی موقف تین ہیں۔
1۔ امام کے پیچھے فاتحہ کسی حال میں نہ پڑھی جائے۔ 2۔ امام کے پیچھے فاتحہ ہر حال میں پڑھی جائے 3۔ جب امام کی قرات سنائی دے رہی ہو تو مقتدی چپ رہے اور نہ پڑھے کیونکہ امام کی قرات کو سننا اس کے اپنے پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور جب امام کی قرات سنائی نہ دے رہی ہو تو پھر اپنے دل میں پڑھ لے کیونکہ ایسی صورت میں اس کا پڑھنا چپ رہنے سے بہتر ہے۔

یہ تیسرا موقف جمہور علماء سلف کا قول ہے جیسے امام مالکؒ امام احمد بن حنبل اور ان کے جمہور اصحاب اور امام شافعی و امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب میں سے ایک گروہ اور خود امام شافعی کا اپنا پہلا قول بھی یہی ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمد بن حسن کا ہے۔ اس تیسرے قول میں پھر آگے تفصیل ہے۔ یہ کہ امام کے آہستہ پڑھنے کی صورت میں مقتدی کا پڑھنا واجب ہے یا مستحب ہے؟ امام احمدؒ کے مذھب میں دونوں قول ہیں لیکن مشہور قول یہ ہے کہ مستحب ہے۔ اسی طرح جب امام اونچی آواز میں پڑھ رہا ہو تو مقتدی کا سننا اور خود نہ پڑھنا واجب ہے یا مستحب۔ اور جب قرات اسے سنائی دے رہی ہے پھر وہ پڑھتا ہے تو اس کا پڑھنا حرام ہے یا مکروہ؟ اور اگر پڑھے تو کیا اس کی نماز باطل ہوجائے گی؟ امام احمد اور دیگر علماء کے اس میں دونوں قول ہیں ایک یہ کہ مقتدی کے لئے پڑھنا حرام ہے اور پڑھے گا تو نماز باطل ہوجائے گی دوسرا یہ کہ نماز باطل نہیں ہوگی۔ اکثر علماء کا قول یہی ہے اور یہی امام احمد کا مشہور مذھب ہے۔ اور یہ کہ جو لوگ جہری نمازوں میں مقتدی کی قرات کے قائل ہیں ان کے نزدیک کیا مقتدی کا فاتحہ پڑھنا واجب ہے یا مستحب؟ اس میں دونوں قول ہیں ایک یہ کہ واجب ہے یہ امام شافعیؒ کا قول جدید ہے اور یہی ابن حزم کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ مستحب ہے یہ امام

اوزاعیؒ اور لیث بن سعدؒ کا قول ہے اور میرے دادا ابوالبرکات نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن میں تمام تر احتیاط کے باوجود اختلاف سے نکلنے کی کوئی صورت موجود نہیں ہے۔

قرآن و سنت سے دلائل

غرض جمہور کے قول کے مطابق مقتدی کے لئے دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جہری نمازوں میں خاموش رہ کرسنے' دوسری یہ کہ سری نمازوں میں خاموش کھڑا رہنے کی بجائے پڑھے' ان دونوں صورتوں کے بارے میں ہم دلائل ذکر کرتے ہیں۔ پہلی صورت یعنی جب امام اونچی آواز میں پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش رہ کر سنے خود قرات نہ کرے' اس صورت کے حق میں دلائل کتاب اللہ سے ہیں۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور قیاس شرعی سے ہیں۔ کتاب اللہ کے دلائل حسب ذیل ہیں۔
اللہ تعالٰی فرماتے ہیں واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔
اسلاف کا یہ قول مشہور ہے کہ یہ آیت نماز میں قرات کے بارے میں نازل ہوئی اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز میں قرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس اجماع کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی پر جہری نمازوں میں قرات واجب نہیں امام احمد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کا قول (اذا اقری القرآن ...... الخ) عام ہے پھر یا اسے خاص کیا جائے گا نماز کے اندر قرات کے لئے یا نماز سے باہر قرات کے لئے اور یا دونوں حالتوں کے لئے عام چھوڑا جائے گا۔ ان تین صورتوں میں سے دوسری صورت یعنی یہ آیت نماز سے خارج کی قرات کے لئے خاص ہے یہ قطعی طور پر باطل اور غلط ہے

کیونکہ کوئی مسلمان بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ قرآن نماز سے باہر سننا واجب ہے اور نماز کے اندر سننا واجب نہیں اس لئے کہ مقتدی کا امام کی قرات سننا جس کی متابعت واجب ہے اس شخص کے سننے سے بہتر ہے جو کسی عام تلاوت کرنے والے کی قرات سنتا ہے۔ لہٰذا آیت کا مفہوم دو ہی صورتوں پر مشتمل ہے یہ کہ آیت امام کی قرات کے لئے خاص ہے یا یہ کہ آیت کا حکم عام ہے جس میں امام کی قرات بھی شامل ہے دونوں صورتوں میں یہ آیت مقتدی کو اس بات کا پابند کرتی ہے کہ وہ امام کی قرات کو خاموشی سے سنے خواہ سننے کے اس حکم کو واجب کہا جائے یا مستحب کہا جائے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مقتدی کا امام کی قرات کو خاموش رہ کر سننا خود پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور جو شخص امام کی قرات سننے کے بجائے خود پڑھنے میں لگ جائے اس خیال سے کہ اس کا پڑھنا امام کی قرات سننے سے بہتر ہے تو یہ غلط ہے نص اور اجماع دونوں کے خلاف ہے کیونکہ قرآن و سنت مقتدی کو پڑھنے کے بجائے سننے کا حکم دیتے ہیں۔ جو لوگ مقتدی کے لئے پڑھنا اس لئے افضل قرار دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک جہری نمازوں میں مقتدی کے لئے پڑھنا واجب یا مستحب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو نیکی مقتدی کو خود پڑھنے پر ملتی ہے اس سے کہیں افضل نیکی اسے قرات سننے پر مل جائے گی جس کی دلیل یہ ہے کہ فاتحہ سے زائد قرات کا مقتدی کے لئے سننا متعین ہے اگر یہ سننا خود پڑھنے سے افضل نہ ہوتا تو اسے سننے کے بجائے پڑھنا چاہئے تھا لیکن جب قرآن و سنت اور اجماع تینوں یہ بتاتے ہیں کہ مقتدی کا سننا اس کے پڑھنے سے افضل ہے تو معلوم ہوا کہ سننے پر جو نیکی حاصل ہوتی ہے وہ پڑھنے والے کی نیکی سے افضل ہے اور اس میں فاتحہ اور غیر فاتحہ دونوں برابر ہیں ایسی صورت میں یہ کیسے جائز ہوگا کہ اعلیٰ درجہ کی نیکی سے روک کر ادنیٰ درجہ کی نیکی کا حکم دیا جائے (یعنی سننے کے بجائے پڑھنے کا حکم دیا جائے) اور اس حال میں یہ بات دلیل سے ثابت ہے کہ امام کی قرات مقتدی کے لئے کافی ہے یہی

جمہور صحابہ و تابعین کا مذہب ہے اور اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے۔ "من کان له امام فقراة الامام له قراة" جو کسی امام کا مقتدی ہو تو اس کے امام کی قرات ہی مقتدی کے لئے قرات ہے۔ یہ حدیث مرسل مسند دونوں طرح روایت کی گئی ہے آئمہ ثقات نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے مسند روایت کیا ہے اور اس روایت کو قرآن و سنت کی ظاہر نصوص نے تقویت بخشی ہے اور جمہور صحابہ و تابعین اسی کے قائل ہیں اور یہ مرسل اکابر تابعین کی مرسل ہے اور اس طرح کی مرسل حدیث کے دلیل ہونے پر آئمہ اربعہ اور دیگر آئمہ و محدثین کا اتفاق ہے اور خود امام شافعیؒ نے ایسی مرسل کے دلیل بنانے کو درست قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ امام کی قرات کا سننا ایک ایسا حکم ہے جس پر قرآن کی قطعی دلیل موجود ہے کیونکہ یہ ان ظاہری مسائل میں سے ہے جن کی تمام امت کو ضرورت ہے لہٰذا قرآن میں اس کا حکم اتنا واضح ہونا چاہئے تھا جس سے بیان کا مقصد حاصل ہوجائے۔

سنت نبوی سے دلیل

1- صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا اور ہمارا طریقہ ہمیں وضاحت سے سمجھایا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی پھر فرمایا "اقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا اکبر فکبروا واذا قرا فانصتوا" پہلے صفیں سیدھی کرو پھر تم میں ایک امام بن جائے پھر جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب قرات کرے تو تم خاموش کھڑی ہوجاؤ۔ لہٰذا خاموش کھڑے رہ کر امام کی قرات سننا امام کی پوری اقتداء کرنے کے لئے ضروری ہے لہٰذا جس نے ایسے لوگوں کے لئے قرات کی جو اس کی قرات سنتے ہی نہیں تو وہ گویا اس کے

مقتدی ہی نہیں ہیں۔ اور یہ وہ اصول ہے جو مقتدی سے قرات کے ساقط ہونے کی حکمت بیان کرتا ہے کیونکہ مقتدی کا اپنے امام کے تابع ہو کر چلنا ہر دوسری چیز سے مقدم ہے۔

2- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ ابھی پڑھا ہے؟ ایک شخص کہنے لگا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا میں بھی کہتا تھا کہ کیا بات ہے مجھ سے قرآن چھینا جارہا ہے۔ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تو ان نمازوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ قرات اونچی پڑھتے تھے لوگ آپ کے ساتھ پڑھنے سے رک گئے۔ اس حدیث کو امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا کہ "فانتھی الناس" (لوگ قرات کرنے سے رک گئے)

یہ زہری کا کلام ہے۔ امام بخاری سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ اور جب یہ زہری کا قول ہے تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صحابہ جہری نمازوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرات نہیں کرتے تھے کیونکہ زہری اپنے زمانے میں سنت کے سب سے بڑے عالم ہیں اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صحابہؓ کی قرات واجب یا مستحب ہوتی تو یہ ان عام احکامات میں سے ہوتی جسے عام صحابہ و تابعین جانتے ہوتے اور زہری اس کو سب سے زیادہ جاننے والے ہوتے اور اگر زہری یہ نہ بھی بتاتے کہ لوگ پڑھنے سے رک گئے تھے پھر بھی یہ حدیث قرات کے ممنوع ہونے کی دلیل ہے لیکن جب امام زہریؒ قطعیت کے ساتھ یہ فرما رہے ہیں کہ صحابہ جہری نمازوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرات کرنے سے رک گئے تھے پھر دلیل میں کس پہلو سے کمی رہی۔

3- امام مالک نے مؤطا میں وہب بن کیسان سے روایت کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ

فرماتے ہیں جس نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں قرات نہ کی تو اس کی نماز نہیں ہوئی سوا اس شخص کے جو امام کے پیچھے ہو۔

4- نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا امام کے پیچھے قرات کرے؟ فرمایا جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرات اس کے لئے کافی ہوجاتی ہے اور اگر اکیلا نماز پڑھے تو پھر وہ قرات کرے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے۔

5- صحیح مسلم میں عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے زیدؓ بن ثابت سے امام کے ساتھ قرات کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قرات نہیں۔

6- امام بیہقی ابو وائل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعودؓ سے قرات خلف الامام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ خاموش رہ کر قرآن سنو نماز میں ایک خاص مشغولیت ہے قرات تجھے امام ہی کی کافی ہوجائے گی۔ زید بن ثابتؓ اور عبداللہؓ بن مسعود دونوں صحابہ میں سے مدینہ اور کوفہ کے فقیہ ہیں اور دونوں کے کلام میں اس بات پر تنبیہہ ہے کہ امام کی قرات کو خاموش رہ کر سننا مقتدی کے خود پڑھنے سے مانع ہے۔

سکتہ کے دوران قرات کرنا

سکتہ کا مطلب ہے امام کا خاموش ہونا جیسے تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللھم پڑھنے کے لئے اور ولاالضالین کے بعد دوسری سورت شروع کرنے کے لئے' فاتحہ خلف الامام کے قائل یہ بھی کہتے ہیں کہ امام کے ساتھ پڑھنے کے بجائے امام کے سکتوں کے دوران پڑھ لی جائے اس بارے میں امام ابن تیمیہ کیا فرماتے ہیں؟ سنئے!

اگر جہری نمازوں میں مقتدی پر قرات واجب ہو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ پڑھے۔ دوسری یہ کہ امام خاموشی اختیار کرے حتیٰ کہ مقتدی فاتحہ پڑھ لے اور اس مسئلہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ مقتدی کے فاتحہ پڑھنے کی خاطر امام کے لئے خاموشی اختیار کرنا واجب نہیں ہے۔ اور امام کے ساتھ ساتھ پڑھنے سے مقتدی کو روک دیا گیا ہے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر جہری نمازوں میں مقتدی کے لئے پڑھنا اور سننا دونوں مستحب ہوتے تو امام پر مقتدی کی قرات کی خاطر خاموشی اختیار کرنا بھی واجب ہوتا حالانکہ جمہور علماء کے نزدیک مقتدی کی قرات کے لئے امام کا خاموشی اختیار کرنا مستحب نہیں ہے یہی امام ابوحنیفہؒ امام مالک امام احمد بن حنبل اور دیگر آئمہ کا مذہب ہے ان آئمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کی قرات کے لئے سکوت نہیں فرماتے تھے کسی ایک صحابی نے بھی آپ سے قرات کے لئے سکوت فرمانا نقل نہیں کیا بلکہ آپؐ سے تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللھم کے لئے سکوت فرمانا صحیح بخاری میں ثابت ہے اور کتب سنن میں ہے کہ آپ دو سکتے فرماتے تھے ایک سکتہ قرات سے پہلے اور ایک سکتہ قرات سے فارغ ہونے کے بعد اور یہ سکتہ ہلکا سا ہوتا تھا اور فاصلہ کے لئے ہوتا تھا جس میں قرات فاتحہ کی گنجائش نہیں نکل سکتی بعض روایات میں ہے کہ یہ سکتہ سورۃ فاتحہ کے بعد تھا اور دو سکتوں سے زائد تین یا چار سکتوں کا کوئی بھی قائل نہیں اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین یا چار سکتے نقل کئے ہیں انہوں نے ایک ایسی بات کہی ہے جو مسلمانوں میں سے کسی سے منقول نہیں اور ولا الضالین کے بعد والا جو سکتہ ہے وہ اس قسم کا ہے جو آیت کے ختم ہونے پر ہوتا ہے ایسے سکتہ کو سکوت نہیں کہا جاسکتا لہٰذا علماء میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ اس طرح کے وقفے میں قرات کی جائے اور ہم نے اپنے بعض ساتھی ایسے بھی دیکھے ہیں جو آیت کے وقف پر پڑھتے تھے یعنی جب امام نے کہا الحمد للہ رب العالمین تو وہ

کہتے الحمدللہ رب العالمین۔ اسی طرح آخر تک اور یہ ایسی صورت حال ہے جس کا علماء میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر نبی ﷺ اتنا سکتہ فرماتے جس میں فاتحہ کی گنجائش نکل سکے تو یہ ایک ایسی بات تھی جو تواتر سے منقول ہوئی ہوتی کیونکہ تواتر سے منقول ہونے کے اسباب و دواعی موجود تھے حالانکہ یہ بات کسی ایک نے بھی نقل نہیں کی لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ بات وقوع پذیر نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی کہ اگر صحابہؓ آپ کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہوتے پہلے سکتہ میں یا دوسرے سکتے میں تو یہ مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جس کی منقول ہونے کے اسباب و دواعی تواتر کی حد تک موجود تھے حالانکہ یہ بات کسی راوی نے کسی ایک صحابی سے بھی نقل نہیں کی کہ صحابہؓ آپؐ کے پیچھے سکتہ ثانیہ میں فاتحہ پڑھا کرتے تھے حالانکہ اگر یہ بات شرعی مسئلہ ہوتی تو صحابہؓ اس کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ سکتوں کے دوران فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔

جہری قرات سے مقصد ہی یہ ہے کہ مقتدی سنیں اب اگر وہ امام کی قرات سے ہٹ کر اپنی قرات میں لگ جائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام کو حکم دیا گیا کہ وہ ایسے لوگوں کو قرآن سنائے جو سنتے ہی نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اس آدمی سے باتیں کرے جو اس کی باتیں سنتا ہی نہیں اور اس شخص کو تقریر سنائے جو اس کی تقریر سنتا ہی نہیں اور یہ ایک ایسی بیوقوفانہ حرکت ہے جس سے شریعت پاک ہے اور اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ: جو شخص اس وقت بات کرے جب امام خطبہ دے رہا ہے اس کی مثال اس گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہیں یہی مثال اس شخص کی ہے جو اس وقت قرات کرتا ہے جب امام قرات کررہا ہے۔

جو لوگ جہری نمازوں میں قرات کو واجب کہتے ہیں وہ دلیل میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو سنن کی کتابوں میں حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میرے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو قرات نہ کرنا سوا فاتحہ کے کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔

یہ حدیث آئمہ حدیث کے ہاں کئی اعتبار سے معلل ہے امام احمد اور دیگر آئمہ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور صحیح حدیث صرف اتنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا صلواۃ الا بام القر آن" یہ وہ حدیث ہے جسے بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے لیکن حدیث زیر بحث میں بعض اہل شام نے غلطی کی ہے صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبادہؓ بن صامت بیت المقدس میں امام تھے وہاں انہوں نے یہ بات کہی جسے حدیث مرفوع سمجھ لیا گیا حالانکہ اس میں عبادہ کی اپنی بات بھی شامل تھی جس سے مرفوع حدیث موقوف میں گڈمڈ ہوگئی۔ یہ بات واضح طور پر معلوم ہوچکی کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرات کا ناجائز و ممنوع ہونا صحابہؓ و تابعین اور بعد کے آئمہ سے متواتر منقول ہے۔ جیسے سری نمازوں میں امام کے پیچھے پڑھنا صحابہؓ تابعین اور بعد کے آئمہ سے متواتر منقول ہے اور جن مسائل کا صحابہ تابعین اور بعد کے آئمہ کرام سے منقول ہونا مشہور ہے ان میں یہ بھی ہے کہ مقتدی پر مطلقاً (سری اور جہری نمازوں میں) قرات خلف الامام واجب نہیں' اور مقتدی پر قرات کرنا واجب ہو تو یہ اس عام علم میں سے ہوتا جسے نبی صلی اللہ علی وسلم نے کھلے عام بیان کیا ہوتا اور اگر یہ صحابہ کے لئے بیان کیا جاتا تو اس پر کھلے عام عمل کرتے اور صحابہؓ میں اگر یہ اس طرح عام ہوتا تو ایسا واجب ابن عمرؓ سے کیسے چھپا رہ جاتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اس واجب پر کبھی عمل نہیں کیا۔ ہاں! اگر یہ کہا جائے کہ مقتدی کے لئے قرات مستحب ہے پھر اگر ابن عمرؓ کے علم میں نہیں آسکا تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ مستحب بسا اوقات پوشیدہ رہ جاتا ہے۔ (چونکہ اس کے ساتھ واجب کے مانند عمل کا اہتمام نہیں ہوتا)

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب فاتحہ خلف الامام میں حضرت عمران بن حصین سے روایت نقل

کی ہے کہ کسی مسلمان کی نماز امام پیچھے طہارت رکوع اور سجدے کے بغیر نہیں ہوتی اور اگر وہ اکیلا ہو تو پھر فاتحہ اور دو تین مزید آیتیں بھی ضروری ہیں اس روایت میں حضرت عمرانؓ بن حصین نے امام کے پیچھے فاتحہ کو واجب قرار نہیں دیا جب کہ طہارت رکوع اور سجدہ کو واجب کہا ہے بلکہ تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں فاتحہ کو واجب قرار دیا ہے

خلاصہ

فاتحہ خلف الامام پر امام ابن تیمیہؒ کی طویل ترین بحث کا آخری صفحہ ایک لحاظ سے پوری بحث کا خلاصہ ہے جو حسب ذیل ہے۔

نماز میں مقتدی کے امام کے پیچھے پڑھنے سے آئمہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک مقتدی کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ مقتدی کے لئے افضل عمل کیا ہے؟ امام مالکؒ۔ شافعیؒ۔ احمدؒ حنبل کا مذہب یہ ہے کہ۔ امام کی خاموشی کی صورت میں مقتدی کے لئے پڑھنا افضل ہے جیسے ظہر اور عصر کی نمازیں اور مغرب عشاء کی آخری رکعتیں اور جہری نمازوں میں جب امام سے دور ہونے کے باعث امام کی قرات سنائی نہ دے رہی ہو تب بھی یہی حکم ہے امام بوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ امام کے پیچھے ہر حال میں نہ پڑھنا افضل ہے اور صحابہؓ و تابعین رضوان اللہ اجمعین میں دونوں مسلک موجود تھے وہ بھی تھے جو امام کے پیچھے پڑھتے تھے اور وہ بھی تھے جو امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے لیکن جب مقتدی امام کی قرات سن رہا ہو تو جمہور علماء دین کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی صرف سنے اور خود نہ پڑھے یہ مسلک ہے امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر آئمہ دین کا اور امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی صرف فاتحہ پڑھے اور اہل شام میں سے امام اوزاعیؒ وغیرہ ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنا مستحب ہے اور یہی مسلک

ہمارے دلوا جان کا ہے۔
اور جمہور علماء امت جہری اور سری نمازوں میں فرق کرتے ہیں سری نمازوں میں مقتدی
کو پڑھنا چاہئے اور جہری نمازوں میں مقتدی کو نہ پڑھنا چاہئے اور یہ قول معتدل ترین
قول ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ جلد 23)
امام ابن تیمیہؒ نے قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے مسئلہ کی جو وضاحت فرمائی ہے
اس پر مزید کسی اضافے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور امام ابن تیمیہؒ کی اس تحقیق سے
معلوم ہوا کہ

(1) صحابہؓ و تابعین اور بعد کے آئمہ دین اس بات پر متفق ہیں کہ مقتدی کے لئے امام
کے پیچھے فاتحہ پڑھنا کسی حال میں واجب نہیں نہ جہری نمازوں میں اور نہ سری نمازوں
میں۔

(2) سری نمازوں میں جمہور علماء امت کے نزدیک مقتدی کا پڑھنا افضل ہے امام
ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ پڑھنا افضل ہے۔

(3) جہری نمازوں میں جمہور علماء امت کے نزدیک مقتدی کا نہ پڑھنا افضل امام ابوحنیفہؒ
جمہور کے ساتھ ہیں۔

(4) امام احمدؒ اور بہت سے دیگر علماء امت کے نزدیک جہری نمازوں میں مقتدی کا پڑھنا
حرام ہے اور بعض کہتے ہیں نماز باطل ہو جائے گی۔

(5) امام شافعیؒ اور ابن حزمؒ کے نزدیک جہر نمازوں میں مقتدی کا پڑھنا واجب ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کا اختلاف فاتحہ خلف الامام جمہور علماء سے صرف
سری نمازوں میں ہے کیونکہ جہری نمازوں میں تو امام شافعیؒ کے سوا سبھی کے نزدیک
مقتدی کا پڑھنا ناجائز ہے بلکہ امام احمد کے نزدیک حرام ہے اور سری نمازوں میں بھی
صرف افضل اور غیر افضل کا اختلاف ہے جو کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ اس کا

مطلب ہے کہ اگر مقتدی نہ پڑھے تو جمہور کے نزدیک کوئی حرج نہیں پڑھ لے تو اچھا ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر نہ پڑھے تو اچھا ہے پڑھے تو کوئی حرج نہیں (یہ مذکورہ تفصیل علامہ ابن تیمیہ کے فتوی کے مطابق ہے ورنہ علماء اس کے قائل نہیں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب درس ترمذی میں تفصیل مذاہب کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ حنفیہؒ کے نزدیک قرات فاتحہ خلف الامام صلوٰۃ جہریہ اور صلوات سریہ دونوں مین مکروہ تحریمی ہے یہی حنفیہؒ کی ظاہر روایت ہے۔ البتہ امام محمد سے ایک روایت یہ ہے کہ صلوات جہریہ میں مکروہ اور سریہ میں مستحب یا کم از کم مباح ہے۔ اس کو لکھنوی اور بعض متاخرین احناف سے اختیار کیا ہے اور شاہ صاحبؒ کا میلان اسی طرف ہے لیکن محقق ابن ہمام نے اس روایت کی تردید کی ہے۔ اور اسی حرمت کے شیخ صفدر قائل ہیں۔ (مترجم) اور یہ معمولی سا اختلاف بھی کوئی ذوقی چیز نہیں بلکہ دونوں طرف قرآن و سنت کے دلائل ہیں۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اگر بات صرف اتنی سی ہے تو اس پر جھگڑے کھڑے کرنا شرعاً کیسے جائز ہو گا؟! اور اتنی معمولی سی بات پر امت میں فرقہ بندی کی دیواریں کھڑی کرنا کیا فساد فی الدین نہیں؟! اور کیا ذوالخویصرائی فتنہ کچھ اور ہے؟ اس جھگڑے کی مثال صحابہؓ و تابعین کے ہاں کہیں ملتی ہے؟ رہی حدیث "لاصلوۃ الابام القرآن" تو امام کے اس پر عمل کرنے سے مقتدی کا عمل بھی اس پر ہو گا' کیونکہ جب اسے دوسری حدیث سے ملا کر پڑھیں گے تو کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور وہ دوسری حدیث جسے امام ابن تیمیہؒ نے بھرپور دلائل کے ساتھ صحیح قرار دیا ہے وہ یہ ہے "من کان له امام فقراۃ الامام له قراۃ" جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قرات اس کی قرات ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو ترتیب وار ایک سیاق میں ذکر کریں تو معنے یہ ہوں گے کہ:۔ فاتحہ کی بغیر کوئی نماز نہیں اور جو امام کے پیچھے ہو تو پھر امام کا پڑھنا ہی اس کے لئے کافی ہے۔ بات صاف ہو گئی کہ جب امام نے فاتحہ پڑھ لی

تو گویا مقتدی نے پڑھ لی۔ لہٰذا صرف امام کے فاتحہ پڑھ لینے سے پوری جماعت کی نماز
فاتحہ کے ساتھ ہوئی فاتحہ کے بغیر نہیں رہی' یہ ہے اس مسئلہ کی حقیقت جو تمام اختلافی
مسائل میں نمبرایک پر ہے اور باقی اختلافی مسائل جو اس سے بہرحال کم اہمیت رکھتے
ہیں انہیں اس پر قیاس کر لیں' پھر غور فرمائیں اس جسارت پر کہ کس طرح ایک معمولی
سی بات کا بتنگڑ بنا کر امت کا ایمان داؤں پہ لگایا جا رہا ہے حدیث شریف میں
ذوالخویصرائی کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ "یتعمقون فی الدین" یعنی
دین میں تعمق کریں گے تعمق کا مطلب ہے بات کا بتنگڑ بنانا ایک معمولی سی
بات جس کی دین میں کوئی حیثیت نہیں اسے کفر و اسلام کا مسئلہ بنا لینا یہ
ذوالخویصرائی صفت اپنے پورے آداب ولوازمات کے ساتھ غیر مقلدوں کے
اس بے علم نوجوان گروہ پر صادق آتی ہے اور ان فروعی مسائل کی آڑ میں امام الائمہ
حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو طعن و تنقید کا نشانہ بنانا بھی اسی ذوالخویصرائی
صفت کے لوازمات کا حصہ ہے ورنہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کوئی ایسی غیر معروف شخصیت
نہیں ہیں کہ غیر مقلدوں کو ان کی اصلیت سے پردہ اٹھانا پڑے بلکہ ابوحنیفہؒ النعمانؒ
امت مسلمہ کی وہ مایہ ناز علمی ہستی ہیں جن کی مثال ان کے بعد امت نے کوئی دوسری
نہیں دیکھی اس کی گواہ وہ درجنوں سوانحات ہیں جو ابوحنیفہؒ کے مناقب میں شافعی مالکی
اور حنبلی علماء نے لکھی ہیں ان سوانحات میں ان کے مصنفین نے امام اعظمؒ کے
تقوائے و احسان علم و تحقیق اجتہاد و تفقہ اور قرآن و حدیث پر وسیع و عمیق نظر کی
دل کھول کر داد دی ہے اور اگر کسی ناقد نے اس کے برعکس زبان کھولی ہے تو اس کی
اس نامسعود رائے کو پزیرائی حاصل نہیں ہوئی اور علماء امت نے اسے لائق توجہ نہیں
گردانا ایسی کسی مرجوح رائے کو ماضی کے مدفن سے کرید کر نکالنا اور حقائق کی لاش پر
مکر و زور کا پرچم لہرا کر امام الائمہ کے سیئات گنوانا اس سے امام اعظمؒ کی عظمت شان میں

اور ان کے علمی مقام و مرتبہ میں تو کوئی آنچ آنے سے رہی البتہ اس بھونڈی حرکت کے مرتکبین حسد بغض کی آگ میں جل جل کر اپنی تیرہ بختی اور بدنصیبی کی گواہی دیتے رہیں گے اور ذوالخویصر کے مشن کا علم بلند کرنے کا اعزاز حاصل کرتے رہیں گے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مقام علمی

فروعی مسائل کے غلو میں پوری شدت پیدا کرنے کے لئے امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت کو مطعون و مجروح کرنا بھی ضروری ہے چنانچہ علم سے کورے غیر مقلد نوجوانوں کے ہاں فروعی مسائل میں انتہاء درجہ کا غلو کرنے کے بعد بھی ایمان تب تک مکمل نہیں ہوتا جب تک امام اعظم ابو حنیفہؒ کی علمی شخصیت کا خاکہ نہ اڑایا جائے لہٰذا آیئے امام اعظمؒ کے علمی مقام و مرتبہ پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں۔

غیر مقلدوں کا معاندانہ پروپیگنڈا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث کے بجائے اپنی رائے پہ فتوے دیتے تھے اور حدیث انہیں آتی ہی نہیں تھی ورنہ ان کی بھی بخاری و مسلم کی طرح کوئی حدیث کی معروف کتاب ہوتی۔

عرض یہ ہے کہ امام اعظمؒ جیسے کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے مجتہد مطلق تھے اور مجتہد مطلق دین کے ہر شعبہ میں علم و عمل میں فائق ترین شخصیت کا حامل ہوتا ہے چنانچہ امام اعظمؒ تمام علوم اسلامیہ حدیث تفسیر فقہ اصول اور عربیت میں اپنے ہم عصروں پر فائق تھے اسی طرح تقوے اور اتباع سنت میں درجہ احسان پر تھے ان کے اجتہاد کا دارومدار تمام تر نبی ﷺ کے فرمان "ماانا علیہ اصحابی" کے اصول پر ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرئیل 72 ملتوں میں تقسیم ہوگئے تھے اور میری امت 73 ملتوں میں بٹ جائے گی جو ایک کے سواسب کی سب جہنم میں جائیں گی صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون ہیں جو جنت میں جائیں گے فرمایا جو اس

راہ پر ہونگے جس راہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں" (مشکواۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ) "ماانا علیہ" جس پر میں ہوں۔ اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت "و اصحابی" اور میرے صحابہؓ۔ اس سے مراد صحابہ کا عمل جو سنت نبوی کی مکمل عملی تصویر و تفسیر ہے اس مجموعہ پر عمل پیرا ہونے والے اہل سنت و الجماعت کے نام سے موسوم ہوئے۔ آئمہ اربعہ (ابو حنیفہ مالک شافعی احمد بن حنبل) کا اجتہاد اس دائرے کا پابند ہے۔ اور آئمہ کے اجتہاد کے مطابق سنت ہونے اور برحق اور صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے اور فروعی مسائل میں ان کے اختلاف کو امت میں سے آج تک کسی نے حق و باطل کا اختلاف قرار نہیں دیا بلکہ اس بارے میں علماء امت نے ہمیشہ یہی کہا کہ ہر ایک کا استدلال چونکہ کتاب و سنت سے ہے اور صحیح نہج پر ہے لہٰذا دونوں یا تینوں یا چاروں رائے حق پر ہیں اور ایسا اختلاف انسانی فطرت کا تقاضا ہے امام اعظمؒ کے فتویٰ کی بنیاد ہمیشہ قرآن کریم کی نص یا حدیث صحیح پر ہوتی ہے۔ اگر حدیث موجود نہ ہو تو پھر صحابہؓ کا قول یا عمل اگر صحابہؓ کے اس بارے میں کئی اقوال ہوں تو ان میں سے کسی قول کو اختیار کرنا ہوگا۔ صحابہؓ کے تمام اقوال کو نظر انداز کر کے ان کے مقابلہ اپنی رائے سے اپنا قول اپنانا امام اعظمؒ کی نزدیک جائز نہیں۔ اگر کوئی تابعین درمیان میں صحابی کا حوالہ دیئے بغیر حدیث بیان کرے کہ نبی ﷺ نے یوں فرمایا۔ ایسی روایت کو حدیث مرسل کہا جاتا ہے امام اعظمؒ کے نزدیک ایسی حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس اور رائے پر عمل نہیں کیا جائے گا امام شافعیؒ کے نزیک ایسی حدیث کے مقابلہ میں قیاس اور رائے کو ترجیح ہوگی اگر حدیث بلحاظ سند ضعیف ہے لیکن اس کا متن مقاصد شریعت سے متصادم نہیں ہے تو ایسی ضعیف حدیث کے ہوتے ہوئے امام اعظمؒ کے نزدیک قیاس اور رائے پر عمل نہیں کرنا ہوگا بلکہ فتویٰ ضعیف حدیث کے مطابق دینا ہوگا لیکن اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس میں نہ کوئی آیت قرآنی موجود ہے نہ حدیث صحیح نہ

صحابہؓ کا کوئی عمل نہ کوئی حدیث مرسل حتیٰ کہ کوئی ضعیف حدیث بھی ایسی موجود نہ ہو
جس سے اس مسئلہ میں راہنمائی لی جا سکے تو ایسی صورت میں اس کے سوا کوئی چارہ
نہیں رہ جاتا کہ غور و فکر کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ اس پیش آمدہ مسئلہ سے ملتا جلتا
کوئی ایسا مسئلہ نبی ﷺ یا صحابہؓ کے زمانے میں کبھی پیش آیا ہو اور اس مسئلہ میں
آپؐ یا آپؐ کے صحابہؓ نے اس وقت جو فیصلہ دیا تھا اس کے مطابق اس پیش آمدہ مسئلہ
میں فتویٰ دے دیا جائے اس کا نام قیاس اور رائے ہے مسائل زندگی میں اس عمل کو
قیاس شرعی کہا جاتا ہے اور قیاس شرعی کی تعلیم بھی خود نبی ﷺ نے صحابہؓ کو دی
ہے کیونکہ زندگی کے مسائل لا متناہی ہیں اور نصوصی شرعیہ اصول کی حیثیت رکھتی ہیں
لہٰذا قیاس شرعی کے بغیر مسائل زندگی کے شرعی کی کوئی صورت نکل سکتی ہی نہیں البتہ
نماز کے فروعی مسائل میں قیاس اور رائے کا کہیں کوئی دخل نہیں ہوتا فاتحہ خلف الامام
ہو یا رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ اس میں ہر مسلک والے کو قرآن و حدیث یا تعامل
صحابہؓ و تابعین سے دلیل لانی ضروری ہے اس لئے کہ عبادات میں رائے اور قیاس کام
نہیں آتے۔ ہمارے ہاں اتفاق یہ ہوا کہ درس نظامی کی جن چھ کتب حدیث کو داخل
نصاب کیا گیا ان کے مصنفین امام بخاری کے سوا شافعی یا حنبلی ہیں امام بخاری مجتہد ہیں
بعض نے شافعی لکھا ہے طبقات شافعیہ ان میں بخاری اور مسلم حدیث کی صحیح ترین
کتب ہیں اور امام بخاریؒ نے رفع یدین سے متعلق ان روایات پر مشتمل جو صحت کے
لحاظ سے صحیح بخاری کے معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں ایک مستقل رسالہ رفع یدین
کے مسئلہ پر "جز رفع الیدین" کے نام سے لکھا ہے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی بیشتر
احادیث بھی صحاح ستہ کی کتب میں ہیں لیکن ایک تو مذکورہ کتب حدیث کے مصنفین کا
متعلقہ کتاب کی تالیف و ترتیب میں اپنے فقہی رجحان کو ملحوظ رکھنا اور دوسرے ہمارے
ملک کے غیر مقلدین کا امام بخاریؒ کے جز رفع الیدین نامی کتاب کو یوں اچھالنا کہ گویا یہ

بھی صحیح بخاری ہی کا ایک حصہ ہے حالانکہ اس میں مذکور تمام روایات کی صحت م
نہیں ہے تیسرے یہ کہ مسئلہ فاتحہ کے مجموعہ احادیث میں سے حدیث کا ایک جملہ ،
صلوۃ الابام القر آن" سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں۔ اس جملہ کو مجم
احادیث سے یوں اچک لیا گیا جس طرح کوئی "لاتقربو الصلوۃ" کے جملہ کو اچک ـ
چوتھے یہ کہ غیر مقلد حضرات کے ہاں فروعی مسائل کا دنگل رچانے کے علاوہ کوئی ا
مشغلہ ہی نہیں ہے بلکہ ان کی حیات مذہبی کا تمام دارومدار ہی اس پر ہے اگر وہ یہ دنگ
نہ رچائیں تو غذائی مواد رک جانے کے باعث ان کے مذہب کے اسباب زندگی منقط
ہوجائیں گے جبکہ علماء حق فروعی مسائل میں الجھنے سے ہمیشہ اپنا دامن بچاتے ہیں کیونکہ
اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین وعیدیں موجود ہیں مثلاً
"ماضل قوم بعد ھدی الا اوتو الجدل" کوئی قوم ہدایت کے کے بعد گمراہ
ہو جائے تو اسے جھگڑا کرنے کا ذوق دے دیا جاتا ہے اس کے سوا اس کے پلے اور کچھ
باقی نہیں رہ جاتا۔

مشکوۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والستہ فصل ثانی رواہ احمد و ترمذی و ابن ماجہ

ان جھگڑوں سے بچے رہنے والوں کے لئے خوشخبری یاں ہیں مثلاً "من ترک المراء و محق بنی لہ فی وسط الجنۃ" جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا ترک کر دے اس کے لئے جنت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا۔ (مشکوہ باب حفظ السان فصل ثانی)اس مجموعی صورت حال نے ایک تاثر پیدا کردی کہ شاید حدیث کی بس یہی کتابیں ہیں ان کے سوا حدیث کی کوئی اور کتاب موجود ہی نہیں اور اگر کوئی ہے تو وہ مستند اور معتبر نہیں۔ دوسرے یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے تیسرے یہ امام ابوحنیفہؒ علم حدیث سے واقف ہی

نہیں تھے ورنہ ان کی اپنی بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرح تصنیف موجود ہوتی ہے
جو مدارس میں داخل نصاب ہوتی یہ علمی باتیں نہیں بلکہ نہایت سطحی اور عامیانہ باتیں
ہیں جو عوام کو مغالطہ میں مبتلا کرنے کے لئے ہی کی جاتی ہیں حالانکہ تھوڑی بہت علمی
واقفیت رکھنے والا بھی اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ امام اعظمؒ کا زمانہ صنف و تالیف
کا زمانہ نہیں بلکہ حفظ و روایت اور استنباط و درایت کا زمانہ ہے چنانچہ اس دور میں
احادیث کے بہت سے مجموعے ضبط تحریر میں آئے ان میں سے کوئی بھی تصنیف کہلائے
جانے کا مستحق نہیں ہے کیونکہ ان میں درج شدہ احادیث میں کوئی ترتیب نہ تھی ان کا
مقصد درحقیقت ان تمام احادیث کو یکجا کردینا تھا جو اس محدث نے اپنے اساتذہ سے سنی
ہیں پورے مجموعے میں نہ کوئی باب نہ عنوان نہ ترتیب اگر کسی کو کوئی حدیث کسی
مسئلہ کے بارے میں معلوم کرنی ہو تو وہ اس پورے مجموعے کا مطالعہ کرے گا تب کسی
نتیجہ پر پہنچے گا۔

اس ماحول میں امام ابوحنیفہؒ تالیف احادیث میں ایک نئی طرز ڈالتے ہیں عبادات و
معاملات کے ابواب کی ایک ترتیب قائم کرتے ہیں اور ہر مسئلہ سے متعلق احادیث اس
کے باب کے ضمن میں ترتیب وار درج کرتے ہیں گویا وہ علوم شرعیہ میں جدید ترین
اسلوب تصنیف کے موجد ہیں اس لحاظ سے علم حدیث میں ان کی کتاب "کتاب
الاثار" تصنیف و تالیف کی تاریخ میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بعد اسی
اسلوب پر امام مالک نے "موطا" ترتیب دی۔ لیکن یہ ابتداء تھی جس کا آغاز دوسری
صدی میں ہوا تیسری صدی میں جو مصنفین صحاح ستہ کا زمانہ ہے یہ اسلوب تصنیف
اوج کمال کو پہنچ گیا۔ حسن ترتیب اور جامعیت کے اعتبار سے اس صدی کی تصنیفات کو
ایک خاص امتیاز حاصل ہے اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کمال علم کا
تعلق تصنیف سے نہیں ہے بلکہ عملی زندگی میں علمی کارناموں سے ہے اور اس بارے

میں امام ابو حنیفہؒ کا ہم پلہ ان کے بعد آج تک کوئی دوسرا نہیں آیا۔

علاوہ ازیں ایک دوسرا فرق جسے ملحوظ خاطر رہنا چاہئے وہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا دور تابعین کا دور ہے تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے صحابہؓ کو دیکھا ہو لیکن بات تابعی بننے کے لئے کافی نہیں بلکہ وہ اپنے عمل میں سیرت میں اخلاق میں وہی رنگ بھرے جو اس نے صحابہؓ کے عمل سیرت اور اخلاق سے پایا ہے آپ کسی ایسے تابعی کا نام نہیں بتاسکتے جو صحابہؓ کے طریق عمل سے منحرف ہوکے چلا ہو اور اہل علم نے اسے تابعی قرار دیا ہو۔ ایسے ہی صحابی وہ ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والا اور ساتھ چلنے والا ہو لیکن اگر وہ قول میں عمل میں سیرت میں اخلاق میں اللہ کے نبی ﷺ کے مخالف چلتا ہے تو اسے صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہیں گے چنانچہ ذوالخویصرائی تمیمی کو کسی نے صحابی نہیں کہا جس نے بعد دعوئے ایمانی نبی ﷺ سے کہا تھا کہ اتق اللہ یا محمد اے محمد اللہ سے ڈر، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمدؐ کو حاولئک ھم الصادقون اولئک ھم الصدیقون اولئک الراشدون، اولئک ھم المؤمنون حقا کے القابات فاخرہ کے ساتھ اپنی رضوان خاص کا تمغہ بھی دیا اور بعد والوں کے لئے اپنی رضوان کے حصول کو صحابہؓ کی اتباع باِلاحسان (یعنی بڑی خوبصورتی سے اتباع) کے ساتھ مشروط اور وابستہ کردیا اور فرمایا والذین اتبعوھم باحسان اور وہ لوگ جنہوں نے صحابہؓ مہاجرین و انصار کی بڑی خوبصورتی سے اتباع کی۔

اب غور فرمایئے امام ابو حنیفہؒ ایک تابعی سے علم حاصل کرتے ہیں اور اس وقت علم صرف دو ہی چیزوں کا نام تھا قرآن اور حدیث نبوی وہ تابعی ابو حنیفہؒ سے کہتا ہے کہ میں نے فلاں صحابی کو یوں کرتے دیکھا اس نے مجھ سے یہ کہا اس نے مجھے اس کام سے روکا تو اب امام ابو حنیفہؒ اس تابعی سے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ جس صحابی کا حوالہ دے

رہے ہیں اس کے پاس ایسا کرنے یا کہنے کی کیا دلیل ہے؟ کیونکہ صحابی سے دلیل نہیں پوچھی جاتی اس لئے کہ وہ جو کچھ کررہا ہے یا کہہ رہا ہے یا بتا رہا ہے وہ اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا قول اور عمل ہے اور کہنے والا یا کرنے والا اولٰئک ھم الصادقون کی جماعت کا ایک فرد ہے سالبتہ اگر صحابہؓ کا عمل باہم مختلف ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اجتہاد کا بھی دخل ہے لہٰذا اب وہ فرمان نبویؐ دیکھا جائے گا جس کی بنا پر صحابہؓ کا عمل باہم مختلف ہوا تاکہ ایک کو ترجیح دے کر اختیار کیا جاسکے اس تمہید کی روشنی میں آپ جب امام ابوحنیفہؒ کی کتاب الاثار اور امام مالک کی کتاب مئوطا کو دیکھیں گے تو ان میں آثار صحابہؓ و تابعین بکثرت پائیں گے اور آثار کی نسبت مرفوع متصل احادیث ان میں کم ہیں کیونکہ درحقیقت آثار صحابہؓ و تابعین احادیث مرفوعہ ہی ہیں کیونکہ صحابہؓ کے عمل میں درحقیقت تابعین کی زبانی نبی ﷺ کا عمل ہی منقول ہورہا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے تمام تر اساتذہ تابعی ہیں اور تابعین میں کسی ضعیف راوی کا ہونا ممکن نہیں البتہ اگر بوجہ حافظہ کی کمزوری یا کبر سنی کے باعث روایت میں اختلاط کا اندیشہ ہو تو متابعت وغیرہ سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے لہٰذا جب کوئی تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تو ظاہر ہے تابعی نے یہ حدیث کسی صحابی سے سنی ہوگی کیونکہ وہ خود تو رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملا۔ ایسی حدیث کو مرسل کہتے ہیں جس میں تابعی صحابی کا حوالہ دیئے بغیر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے لیکن امام شافعی مرسل حدیث کو دلیل کے قابل نہیں سمجھتے کیونکہ امام شافعی کے زمانے تک تابعی کے بعد درمیان میں کئی واسطوں کا اضافہ ہوگیا لہٰذا پہلا واسطہ یعنی صحابی کا درمیان سے حذف ہوجانا دل میں یہ خلجان پیدا کرتا ہے کہ نہ جانے کس نے یہ کیوں کیا؟ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے مئوطاء امام مالک کو صحیح بخاری سے زیادہ صحیح قرار دیا ہے کیونکہ یہ وہ دور

ہے جس دور میں راویوں کا سلسلہ سند ضعیف راویوں سے پاک ہے نبی ﷺ نے
فرمایا علیکم باصحابی ثم الذین یلو نہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو
الکذب (مجمع الزوائد) میرے صحابہؓ کی اتباع کرنا پھر ان کی جوان کے بعد ہیں پھر ا
کی جوان کے بعد ہیں پھر جھوٹ عام ہوجائے گا یعنی پہلا دور صحابہؓ کا دوسرا تابعین ا
تیسرا تبع تابعین کا تینوں کی اتباع کا حکم دیا کیونکہ تینوں زمانوں کا عمل درحقیقت سنہ
نبوی کا عمل ہے اور چوتھا زمانہ قابل اتباع نہیں کیونکہ اس میں جھوٹ کو بھی رواج پڑ
ہے لہٰذا چوتھے زمانے والوں کو پہلے تین زمانوں سے دلیل لانی پڑے گی یہی زمانہ ہمار
مشہور محدثین امام احمد بن حنبل امام بخاری امام مسلم ترمذی ابوداؤد وغیرھم کا ہے اس
زمانہ میں حدیث نبوی پر غرض پرستوں کی یلغار ہوتی ہے اور محدثین کو حدیث لیتے
وقت چھان پھٹک کرنی پڑتی ہے چنانچہ خلافت عباسیہ کے آغاز ہی میں نئے نئے فتنو
نے سر اٹھایا اور اپنے اپنے عقائد و رجحانات کے لئے احادیث گھڑنے کی ناپاک مساعی
آغاز کیا لہٰذا اب علم الاسناد نے ایک مستقبل فن بلکہ نہایت اہم ترین فن اور ایک اہ
ترین فریضہ دینی کی حیثیت اختیار کرلی جس سے آئمہ حدیث نے اس خطرناک فتنے
سرکچل کے رکھ دیا لیکن اس فتنے سے یہ خیر کا پہلو بھی نکلا کہ جھوٹوں اور کذابوں کی
پہچان کے ساتھ لاکھوں صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین کے اسماء گرامی اور ان کے علمی و
سوانحی کارنامے بھی آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ ہوگئے لیکن اس سے وہ
سہولت بھی ختم ہوگئی جو تبع تابعین کے زمانے تک حاصل تھی کہ صحابی کے
حوالے سے نبیؐ کا قول و عمل یا تابعی کے حوالے سے صحابی کا قول و عمل روایت کیا
جائے تو یہ روایت صحیح قرار دی جائے گی لیکن اب اگر تبع تابعین کے زمانے کے
بعد کوئی شخص صحابی کا حوالہ دے کر کہہ دے کہ فلاں صحابی رسول ﷺ سے یوں
روایت کرتے ہیں یا فلاں تابعی فلاں صحابی کا یہ قول یا عمل نقل کرتے ہیں تو اس

روایت کو اس طرح بے دریغ قبول نہیں کیا جائے گا جس طرح امام ابوحنیفہؒ کے دور میں قبول کرلیا جاتا تھا کیونکہ اب صحابہؓ تک کئی واسطے درمیان میں پڑ گئے ہیں اگر واسطے سچے ثقہ اور با اعتماد ہوں تو وہ حدیث صحیح ہے اس کو دلیل بنایا جائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ محدث جو حدیث روایت کررہا ہے وہ حدیث سناتے وقت ان تمام واسطوں کا بھی ذکر کرے جن واسطوں سے یہ حدیث اس محدث تک پہنچی ہے مثلاً امام بخاری محدث ہیں وہ حدیث بیان کرتے ہیں حدثنا ابراہیم ابن المنذر حدثنا محمد بن فلیح حدثنا ابی عن ہلال عن عبدالرحمان بن ابی عمرہ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سننے والا سمجھ گیا کہ ابوہریرۃؓ تک تمام واسطے سچے اور قابل اعتماد ہیں لہٰذا حدیث صحیح ہے لیکن اگر امام بخاری یوں کہیں حدثنا ابراہیم ابن المنذر عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ تو سننے والا اس حدیث کو صحیح قرار نہیں دے سکتا جب تک وہ یہ معلوم نہیں کرلیتا کہ ابراہیم اور ابوہریرۃؓ کے درمیان والے واسطے ثقہ اور صدوق ہونے کے لحاظ سے کس درجہ کے ہیں دوسری مثال امام ابوحنیفہؒ کی لیجئے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عمرؓ عن عبداللہ بن دینار عن ابن عمرؓ عن نافع عن ابن عمرؓ یعنی امام ابوحنیفہؒ اور حضرت ابن عمرؓ کے درمیان صرف ایک استاد کا واسطہ ہے اور وہ تابعی کے بغیر کوئی دوسرا ہو سکتا ہی نہیں۔ لہٰذا اگر امام ابوحنیفہؒ اس واسطے کو چھوڑ کریوں کہیں کہ عن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیں حدیث کو صحیح قرار دینے کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں پڑتی کہ ہم امام ابوحنیفہؒ سے یہ کہیں کہ ابن عمرؓ تک جو آپ کی روایت کے اساتذہ ہیں ان کا ذکر بھی کریں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ استاد تابعی کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا اور اگر امام ابوحنیفہؒ حدیث کی سند ذکر ہی نہ کریں بلکہ براہ راست نبی ﷺ

روایت کرتے ہوئے کہیں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تب بھی حدیث صحیح قرار پائے گی کیونکہ یہ بات از خود معلوم ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے اوپر کا راوی تابعی ہے خواہ وہ ایک سے زائد ہی کیوں نہ ہوں اور اس کے اوپر صحابی ہے لہٰذا جس پوری سند کو امام ابوحنیفہؒ نے حذف کیا ہے وہ یقیناً صحیح سند ہے لہٰذا حدیث صحیح ہے ایک اور مثال لیجئے امام ابوحنیفہؒ روایت کرتے ہیں۔

عن حماد عن ابراہیم النخعی عن علقمہ عن ابن مسعود یہی حدیث امام ترمذی بیان کرتے ہیں جس کی سند یہ ہے حدثنا ھناد حدثنا وکیع عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمان بن الاسود عن علقمہ عن ابن مسعودؓ امام ابوحنیفہؒ کی سند میں سبھی صف اول کے تابعی ہیں لہٰذا وہ اصح للاسانید ہے لیکن یہ حدیث مختلف محدثین کو مختلف سندوں سے پہنچی ہے امام بخاری کو کسی اور سند سے امام ترمذی کو کسی اور سند سے امام نسائی کو کسی اور سند سے ظاہر ہے کہ ہر محدث اس حدیث کو صحت کے لحاظ سے اسی معیار پر پرکھے گا جس معیار پر پرکھنے کا وہ سند تقاضا کرے گی جس سند کے واسطے سے یہ حدیث اس محدث تک پہنچی ہے تاہم یہ مختلف اسانید امام ابوحنیفہؒ کی اصح الاسانید کی تائید کرتی ہیں خواہ اپنی اپنی جگہ یہ ضعیف ہی قرار پائیں کیونکہ جب ایک حدیث کی صحیح ترین سند موجود ہو اور کئی ایک کمزور سندیں بھی ہوں تو اس صحیح سند کی تائید سے ان کمزور سندوں کی کمزوری ختم ہوجاتی ہے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امام ابوحنیفہؒ کی اصح الاسانید کی تائید میں آنے والی مختلف محدثین کی اسانید میں اگر کہیں کمزوری ہے تو وہ دور ہوجاتی لیکن ہوتا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے کہا جاتا ہے کہ اپنی صحیح ترین سند چھوڑ کر اپنی روایت کردہ حدیث کو اس سند کی عینک لگا کر دیکھیں جو آپ کی وفات کے ایک صدی بعد امام بخاری امام ترمذی امام نسائی وغیرہ محدثین کے تلامذہ نے تیار کی ہے۔ غرض امام

ابوحنیفہؒ کا دور صحابہؓ سے متصل ہونے کے باعث کسی حدیث کو روایت کردینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث صحیح ہے اور اس کے بعد پھر اسے دلیل کے لئے قبول کرلینا اس کی صحت کو قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے گویا امام ابوحنیفہؒ اللہ کے خاص فضل و انعام سے زمانے کی اس ساعت میں ہیں جہاں حدیث نبوی سے استدلال کے لئے سند کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ بعد کے آئمہ اس سہولت سے محروم ہیں کیونکہ زمانہ آگے بڑھ گیا ہے اور صداقت کی ساعتیں بیت چکیں' امام ابوحنیفہؒ کے استدلال کو جو قوت ساعت خیر میں ہونے کے سبب از خود حاصل ہے بعد کے محدثین کو استدلال کے لئے وہ قوت پیدا کرنے کی خاطر جرح و تعدیل کے خار زاروں سے گذرے بغیر چارہ نہیں جو بجد محنت طلب معاملہ ہے۔ حضرت امام اعظمؒ جب فتوے دیتے ہیں تو صحابہؓ و تابعین کا عمل مشاہدے میں ہے جو سنت نبوی کی حقیقی تصویر ہے بعد کے آئمہ رحمتہ اللہ جب فتوے دیتے ہیں تو صحابہؓ و تابعین کا عمل راویوں کی زبانی ہے جن کی جانچ پڑتال کے بعد تصویر کے خدوخال واضح ہوتے ہیں دونوں جگہ جو واضح فرق ہے اسے نظر انداز نہیں کیاجاسکتا' اس میں کلام نہیں کہ تمام آئمہ دین اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و انعام کا ثمر ہیں امت میں ان کے بعد کوئی ان کا ہم پلہ نہیں سبھی قبولیت خداوندی کی سند تھے لیکن جو قبولیت بفضلہ تعالیٰ امام اعظم رحم اللہ کو عطا ہوئی صحابہؓ کے بعد امت میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں پائی گئی اور یہ اسی قبولیت ہی کا ثمر ہے کہ امت کی تقریباً نوے فیصد اکثریت نے شریعت اسلامی پر عمل پیرا ہونے کے لئے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اتباع کا قلادہ گردن میں ڈال لیا اور امت کے اہل علم آپؒ کی سوانح لکھنے کو سرمایہ آخرت سمجھنے لگے حتیٰ کہ مالکی شافعی اور حنبلی حضرات امام اعظم کے سوانح میں علماء احناف پر سبقت لے گئے۔ یہاں ان سوانحات کا تذکرہ مقصود نہیں بلکہ ان سوانحات میں محقق عظیم ابن حجر مکی شافعی کی تصنیف کا حوالہ ذکر کرنا ہے۔ مصنف

موصوف کی عبقری شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں موصوف علماء شافعیہ
بلند پایہ محقق ہیں جس پر ان کی درجنوں تصنیفات شاہد ہیں انہی تصنیفات میں امام
رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح بھی ہے جو مختصر ہونے کے باوجود ان کے ذوق تحقیق کا ش
ہے اور اس کے اختصار کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہ اس موضوع کی مطولات سے
نیاز کر دے موصوف کی نگاہ میں امام اعظمؒ کے مناقب و اوصاف کا جو مقام ہے وہ '
کے عنوان سے ظاہر ہے کیونکہ کتاب کا عنوان اردو تعبیر میں یہ ہے امام اعظم
مناقب کی حسین ترین خوبیاں کتاب کے عربی زبان میں ہونے کے باعث اردو دان
اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا لہذا اردو تعبیر کا جامہ پہنائے جانے کی ضرورت
جس سے عزیزم مولانا عبدالغنی صاحب اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے باحسن وجوہ عہد
ہوئے ہیں اللہ تعالے ان کی اس سعی مسعود کو شرف قبولیت سے نوازے آ
والحمد للہ رب العالمین!

بشیر احمد حصاروی

رحیم یار خان

محرم ہجری

24-5-1998ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد .... جوں جوں قیامت قریب ہوتی جارہی ہے فتنوں اور مصیبتوں کا دروازہ کشادہ تر ہوتا جارہا ہے اور اس نازک دور میں ہر متبع نفس کی یہ خواہش ہے کہ مذہب اسلام کی پابندی سے رستگاری حاصل کرلی جائے اور مذہبی قیود و حدود کو خیرباد کہہ کر جی چاہی اور من چاہی اور شیطان چاہی زندگی بسر کی جائے اور اپنی ناقص اور نارسا عقل و رائے ہی کو اپنا امام بلکہ نبی تسلیم کرلیا جائے اور اعجاب کل ذی رائے برایہ کا مظاہرہ کیا جائے اور سلف کے علمی کارناموں پر ہوس کی گرد ڈال دی جائے اور ان پر سے اعتبار ہٹا کر لوگوں کو مادر پدر آزاد کردیا جائے کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

منکرین حدیث و فقہ نے مطلب برآری کے لئے محض اپنے بائیں ہاتھ کے کرتب اور شعبدہ بازی سے جن حضرات کو منکرین حدیث یا قلت حدیث کی صف میں لاکھڑا کیا ہے ان میں ایک حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ذات گرامی بھی ہے۔ یہاں تک کہ بعض بدبختوں کی قلم اور زبان سے یہ باتیں بھی لوگوں نے پڑھیں اور سنیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو صرف سترہ احادیث آتی تھیں اور بعض بے حیاؤں نے صرف تین حدیثوں کا اقرار کیا ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ حضرت امام صاحبؒ کا علم حدیث میں مقام اور رتبہ عرض کیا جائے اور منکرین کے دجل و تلبیس کو آشکارا کیا جائے تاکہ کسی کو مغالطہ نہ رہے اور صحیح بات ذہن نشین ہوجائے۔

اس دجل کو واضح کرنے کے لئے استاذ محترم محدث اعظم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد

سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ نے مقام ابی حنیفہ تصنیف فرمائی تھی جس میں حضرت نے اپنے دعویٰ پر دلائل کے انبار لگا دیئے اور غیرمقلدوں کے دجل و تلبیس کے دندان شکن جواب دیئے۔ حضرت مدظلہ کے دلائل کے انبار تلے غیرمقلد ایسے دبے کر آج تک سر اٹھانے کے قابل نہ رہے اور نہ قیامت تک ہوں گے بلکہ ان کے قریب سے گزرنے والا اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر سمجھ جاتا ہے۔ (ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا)

لیکن حضرت کی کتاب کی افادیت کے باوجود کوئی کم عقل و کج فہم یہ کہہ سکتا تھا کہ اپنوں کی تعریف کونسا کمال ہے ہر ایک ہی اپنوں کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ امام شافعیؒ کے مقلد اپنے امام کی تعریف کرتے ہیں۔ امام مالکؒ کے مقلد اپنے امام کی۔ لیکن آپ اس کو امام ابوحنیفہؒ کی کرامت سمجھئے یا گردش زمانہ کا عجوبہ کہ مختلف مذاہب کے علماء کرام نے جس قدر امام ابوحنیفہؒ کے مناقب لکھے ہیں شاید ہی کسی کے لکھے ہوں، طوالت کے خوف سے ان سب کی فہرست سے اجتناب کررہا ہوں۔ کیونکہ مقدمہ میں تفصیل آچکی ہے۔ ان میں علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ نے الخیرات الحسان فی مناقب ابی النعمان لکھ کر وکالت کا سو فی صد حق ادا کردیا۔ تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع ہی نہ ملے کہ اپنوں کی تعریف اپنے کرتے رہتے ہیں اور اس تفصیل سے امام صاحبؒ کے احوال کا تذکرہ کیا کہ عقل حیران ہے اور اعداء امام صاحبؒ کے دندان شکن جواب دیئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

لیکن علامہ ابن حجر مکیؒ شافعی کی کتاب عربی زبان میں تھی جس سے عوام فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے بندہ نے الخیرات الحسان کا ترجمہ کردیا ہے تاکہ ہر عام و خاص اس سے فائدہ اٹھاسکے۔ مزید یہ کہ اس پر استاذ محترم مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر مدظلہ کے مقدمے نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اور اس ترجمہ کے آخر میں ہم نے امام ابوحنیفہؒ کے اساتذہ کرام اور تلامذہ کی فہرست شائع کردی ہے جس سے غیر مقلدوں کے دجل کی قلعی کھل جائے گی۔ مزید یہ کہ الخیرات الحسان کے ترجمہ ساتھ بندہ نے علامہ سیوطیؒ شافعی کی کتاب تبییض الصحیفه بمناقب ابی حنیفه کا ترجمہ کرکے لگا دیا ہے تاکہ (واستشهدوا شهيدين من رجالكم) کا مصداق ہوجائے اور کوئی خلجان باقی نہ رہے۔ پھر اس کے آخر میں استاذ محترم محدث مدینہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہ کی کتاب المواهب الشريفة في مناقب ابي حنيفه کا ترجمہ کرکے شائع کردیا ہے تاکہ (يد الله على الجماعة) کا مصداق ہوجائے۔

یہ چند جملے استاذ محترم کے ہی نقل کردیئے ہیں کیونکہ بڑوں کی بات میں اصلاح غالب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میں اپنے برادران حضرت مولانا افتخار احمد صاحب فاضل خیر المدارس اور حضرت مولانا غلام اکبر صاحب فاضل دارالعلوم کبیروالا کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ بندہ کا ہر مشکل وقت میں ساتھ دیتے ہیں خصوصاً کتب کی ورق گردانی اور تصحیح میں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بندہ۔ عبدالغنی طارق

--- استاذ جامعۃ قادریہ رحیم یار خان
فاضل جامعہ اشرفیہ و وفاق المدارس پاکستان
ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی

مقدمہ

از

مناظر اسلام حجۃ الاسلام فاتح فرق باطلہ
حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً امابعد

یہ آپ کے ہاتھ میں ایک مشہور اور مبارک کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہؒ النعمان کا اردو ترجمہ ہے۔ جو مفتی حجاز العلامہ الشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الھیتمی المکی ۹۷۳ ہجری نے مکہ میں بیٹھ کر تحریر فرمائی۔ نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ مبارک رسالہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حالات و مناقب میں تحریر کیا گیا۔ امام اعظمؒ قانون اسلامی کے مدون اول ہیں۔

حضرت رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان ہے الناس معادن خیارھم فی الجاھلیہ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا (بخاری ۱۔ ۴۷۹، مسلم ۲ ۔ ۳۶۸) یعنی جس طرح زمین کی کانیں مختلف الاستعداد ہوتی ہیں کسی سے سونا نکل رہا ہے کسی سے چاندی، کوئی پیتل کی کان ہے، کوئی لوہے کی، اور کسی سے کوئلہ نکل رہا ہے۔ ان سب کانوں میں سونے کی کان کو سب کانوں پر شرف حاصل ہے۔ اسی طرح انسان بھی مختلف الاستعداد ہوتے ہیں۔ اگر شریف النسب آدمی اسلام لانے کے بعد فقیہ بن جائے تو یہ سونے پر سہاگہ اور نور علی نور ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی شرافت نسبی کا کیا کہنا۔

آپؒ کے نسب مبارک میں آٹھ انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ 1۔ حضرت آدم علیہ السلام 2۔ حضرت شیث علیہ السلام 3۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام 4۔ حضرت نوح علیہ السلام 5۔ حضرت ادریس علیہ السلام 6۔ حضرت ہود علیہ السلام 7۔ حضرت اسحاق علیہ السلام 8۔ حضرت یعقوب علیہ السلام

اس شرافت دینی کا کیا کہنا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں - یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اور آپ کے نسب میں سولہ بادشاہ ہیں۔

1۔ ساسان 2۔ بابک 3۔ حاز 4۔ مہروس 5۔ ساسان دوم 6۔ اسفندیار 7۔ گشتاسپ 8۔ لہراس 9۔ کتمش 10۔ کیاسین 11۔ کیابود 12۔ کیقباد 13۔ دارا 14۔ مرحام 15۔ مرہان شو 16۔ منوچہرالکیان

سبحان اللہ نبوت اور ملوکیت کے خون کے حسین ترین مزاج کا نام نعمان بن ثابت ہے۔ اسی شرافت نسبی پر جب فقاہت یعنی نبوت کی مزاج شناسی کا نور چمکا تو اس عظمت کا اعتراف اہل اسلام نے امام اعظمؒ کے لقب سے کرایا۔ شرافت نسبی اور فقاہت نفسی نے آپ کے قلب منور میں یہ داعیہ پیدا کیا کہ اسلامی قانون کو مدون کیا جائے۔ تو آپ نے ایک شوریٰ ترتیب دی اور قانون اسلامی کو مرتب فرمایا اور اس تفصیل اور تشریح سے مرتب فرمایا کہ قیامت تک آنے والے مسلمان اسی مینارہ نور کی روشنی سے مستفید ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔ تاریخ اسلام کی یہ روشن ترین حقیقت ہے کہ عروج اسلام کے دور میں اکثر سلاطین اسلام حنفی ہی رہے۔

اول و آخر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم انسانوں کی ہدایت کے لئے کم و بیش ایک لاکھ

چوبیس ہزار نبی بھیجے جو سب برحق نبی تھے لیکن ان سب میں ہمارے نبی اقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص امتیاز عطا فرمایا کہ آپؐ کو عالم ارواح میں سب سے اول منصب نبوت سے نوازا اور دنیا میں آپ سب نبیوں کے آخر میں ختم نبوت کا تاج سجائے پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ حضرات انبیاء علیہم السلام میں اول بھی ہیں اور آخر بھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو بھی عجیب شان سے نوازا گیا۔ آئمہ اربعہ سب برحق ہیں مگر ان میں سب سے پہلے امام صاحبؒ کا مذہب مدون ہوا۔ اور اصحاب کشف کا بیان ہے کہ امام صاحبؒ کا مذہب ہی آخر تک رہے گا چنانچہ علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں "اور میں پہلے عرض چکا ہوں کہ جب باری تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ مجھ کو شریعت کے سرچشمہ پر آگاہ کردیا تو میں نے تمام مذاہب کو دیکھا کہ وہ سب اسی سرچشمہ سے متصل ہیں اور ان تمام میں سے آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے مذاہب کی نہریں خوب جاری ہیں۔ اور جو مذاہب ختم ہوچکے وہ خشک ہوکر پتھر بن گئے ہیں اور آئمہ اربعہ میں سے سب سے لمبی نہر حضرت امام ابوحنیفہؒ کی دیکھی پھر اس کے قریب قریب امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی اور سب سے چھوٹی نہر حضرت امام داؤد علیہ الرحمتہ کے مذہب کی پائی۔ جو پانچویں قرن میں ختم ہوچکا ہے۔ تو اس کی وجہ میں نے یہ سوچی کہ آئمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے مذہب پر عمل کرنے کا زمانہ طویل رہا۔ اور حضرت امام داؤد رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر تھوڑے دن عمل رہا۔ پس جس طرح امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مذاہب کی بنیاد تمام مذاہب مدونہ سے پہلے قائم ہوئی ہے اسی طرح وہ سب سے آخر میں ختم ہوگا اور اہل کشف کا بھی یہی مقولہ ہے۔ (مواہب رحمانی اردو ترجمہ میزان شعرانی جلد ا صفحہ ۱۰۷)

کثرت مقلدین جب امام صاحبؒ کی نہر سب سے بڑی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ

اس سے بہت سے لوگ اور علاقے سیراب ہوئے۔ ہمارے پاک پیغمبر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات پر اپنا ایک فخریہ بھی بیان فرمایا کہ میرے اتباع کرنے والے بکثرت ہوں گے۔ ایک دفعہ تو یہ ارشاد فرمایا کہ میدان قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ جن میں سے اسی (۸۰) صفیں میری امت کی ہوں گی۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۷۷) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت باقی سب نبیوں کی امتوں سے دو تہائی جنت میں جائیں گے۔ یہ بات جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث فخر ہے تو یقیناً حضرت امام اعظم کے لئے بھی باعث فخر ہے۔ فرقہ ناجیہ اہل سنت و الجماعت کے مذاہب اربعہ کے مقلدین میں حضرت امام اعظمؒ کے مقلدین ہمیشہ دو تہائی کے قریب رہے ہیں۔ علامہ شکیب ارسلان ۱۳۶۲ ہجری لکھتے ہیں "مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو اور مقلد ہے۔ سارے ترک اور بلقان کے مسلمان' روس اور افغانستان کے مسلمان' ہندوستان (پاک و ہند) کے مسلمان اور عرب کے اکثر مسلمان شام و عراق کے اکثر مسلمان فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ حاشیہ صفحہ ۶۹ ۔ حسن التقاضی)

۱۹۱۱ء کی سرکاری مردم شماری کے مطابق حنبلی ۳۰ لاکھ' مالکی ایک کروڑ شافعی دس کروڑ اور حنفی ۳۷ کروڑ سے زائد تھے۔ یعنی کل اہل سنت ۴۸ کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد تھے جن میں حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مقلدین ۳۷ کروڑ سے زائد تھے۔ یہ کثرت اتباع حقیقتاً" امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے لئے بہت بڑا فخر ہے۔ اللھم زد فزد ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں غیر مقلدین کا کوئی خانہ نہیں ہے۔ گویا ۱۹۱۱ء تک غیرمقلدین خواہ اہل قرآن ہوں خواہ اہل حدیث' یہ قابل ذکر ہی نہیں تھے۔

عالمگیریت باقی حضرات انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات میں سے پیغمبر اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ باقی نبی ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کے نبی تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے عالمگیر نبی ہیں۔ جب آپؐ کا دین، دین عالمگیر تھا تو اس کا ہر جگہ پہنچنا ضروری تھا اور یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ملک عرب سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔ آپؐ کی مکمل اور متواتر سنت آئمہ اربعہ کے ذریعہ مختلف علاقوں میں پھیلی۔ لیکن آئمہ ثلاثہ کے مقلدین دنیا کے ہر ملک میں آج ہوائی جہاز کے دور میں بھی کتاب و سنت کے مدرسے قائم نہیں کر سکے۔ جبکہ فقہ حنفی کے ذریعہ کتاب و سنت خیرالقرون میں ہی ساری دنیا میں پہنچ چکی تھی۔ محدث حرم امام سفیان بن عیینہؒ جن کی پیدائش ۹۱ ہجری اور وفات ۱۹۸ ہجری ہے۔ فرماتے ہیں شیئان ماظننتهما ان یتجاوزا قنطرة الکوفة قراة حمزه ورای ابی حنیفه وقد بلغا الآفاق (مناقب ذہبی ۲۰) دو چیزوں کے بارے میں میں کبھی سوچتا بھی نہ تھا کہ یہ کوفہ کا پل پار کر کے باہر جائیں گی۔ حمزہ کی قرات اور ابوحنیفہؒ کی رائے اب وہ دونوں زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہیں۔ امام سفیانؒ کا وصال ۱۹۸ ہجری میں ہے اور خیرالقرون کی حدود ۲۲۰ ہجری تک ہیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۶۲ حاشیہ ۱) اس سے دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ خیرالقرون میں ہی خدا کا قرآن قاری حمزہ کی قرات کے ذریعہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اور متواتر سنت فقہ حنفی کے ذریعہ چار دانگ عالم میں پہنچ چکی تھی۔ نواب صدیق حسن خان مسالک الممالک کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ عباسی خلیفہ واثق باللہ ۲۴۸ ہجری نے کچھ لوگوں کو سد سکندری کا حال معلوم کرنے کے لئے چین کی آخری سرحد پر بھیجا۔ وہاں کی جو رپورٹ انہوں نے آکر دی وہ نواب صاحب نے یوں تحریر فرمائی۔ محافظان سد کہ در آنجا بودند ہمہ دین اسلام داشتند و

مذہب حنفی زبان عربی فارسی می گفتند اما از سلطنت عباسیہ بے خبر بودند (ریاض السیاحۃ ص ۳۲۱) یعنی سد سکندری کے تمام محافظ باشندے مسلمان حنفی المذہب تھے اور عربی فارسی زبان سے واقف تھے مگر حکومت عباسیہ سے بے خبر تھے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ ان مذکورہ اور دیگر بہت سی عظمتوں کی بنا پر اہل اسلام میں آپ کا تعارف امام اعظم کے لقب سے ہوا۔

عن ابی ھریرۃؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اعظم الناس نصیبًا فی الاسلام اھل فارس لوکان الاسلام فی الثریا لتناوله رجال من اھل فارس (تاریخ ابونعیم)

حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں اعظم نصیب (عظیم تر حصہ) اہل فارس کا ہے اگر اسلام ثریا ستارے پر بھی ہو تو اہل فارس کے لوگ وہاں سے لے لیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح خدا کا قرآن سات قاریوں کی تدوین و محنت سے مکمل اور متواتر شکل میں امت میں پھیلا۔ اسی طرح حضرت نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت مکمل تدوین اور عملی تواتر سے چار اماموں کے ذریعہ امت میں پھیلی۔ یہ چار امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ ان میں سے امام احمدؒ عرب کے شیبانی قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ امام شافعیؒ عرب کے خاص مطلبی قریشی قبیلہ کے فرزند ارجمند ہیں جبکہ امام مالکؒ عرب کے اصبحی قبیلہ کے نونہال تھے۔ یہ تینوں امام عربی النسل تھے۔ اس لئے اس عظیم پیش گوئی کے مصداق قرار نہیں پاسکتے۔ ہاں ان میں سے ایک ہی امام حضرت امام ابوحنیفہؒ فارسی النسل ہیں۔ جب اہل فارس کا نصیب اسلام میں اعظم ہے تو یقیناً ان

کا امام بھی امام اعظم ہے۔ اس امام کے حق میں اعظم کا لفظ زبان رسالت پر آیا۔ اور اہل اسلام میں بلا نکیر رائج ہوگیا۔ اور تاریخ اسلامی نے بھی حرف بحرف اس کی تصدیق کردی کہ امت محمدیہ کا عظیم ترین حصہ ان کے ذریعہ ہی سنت پر عامل ہے۔

عن ابی عثمان النهدی سمعت سلمان یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا سلمان لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله ناس من اهل فارس یتبعون سنتی ویتبعون آثاری ویکثرون الصلواة علی (تاریخ ابونعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ۹۷)

حضرت عثمان نہدیؒ حضرت سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلمان اگر دین ثریا ستارے کے ساتھ بھی لٹک رہا ہو تو اہل فارس اس کو اتارلیں گے۔ اور وہ میری سنت کا اتباع کریں گے۔ میرے نقش پر چلیں گے اور کثرت سے مجھ پر درود پڑھیں گے۔

ابوحنیفہؒ یہ حضرت امام اعظمؒ کی مبارک کنیت ہے۔ یہ کنیت نسبی نہیں بلکہ وصفی ہے جسے ابوہریرہ اور ابوتراب وغیرہ' دین اسلام کا نام قرآن پاک نے ملت حنیف بتایا ہے۔ جو حضرت ابراہیم حنیف علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ حضرت امام اعظمؒ نے سب سے پہلے اس دین حنیف کی تدوین فرمائی ہے۔ عربی محاورہ میں پہل کرنے والے کو "اب" کہتے ہیں چونکہ دین حنیف کی پہلی مکمل تدوین کا سہرا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے سربندھا اس لئے اہل اسلام میں آپ کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی تھی۔ ابوالملة الحنیفة اور حنیفہ سے حنفی ایسا ہی ہے جیسے مدینہ سے مدنی۔ اس کی کنیت کی یہی وجہ علامہ جار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری ۵۳۸ء نے اپنی کتاب شقائق النعمان فی مناقب النعمان میں تحریر فرمائی ہے۔ اور یہی وجہ امیر یمانی نے

الروض الباسم فی الوب عن سنہ ابی القاسم میں لکھی ہے۔

مناقب حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ جس طرح حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں۔ امام صاحب کے مناقب پر بھی ہر مذہب والے نے کتابیں لکھیں۔

نہ دائم آں گل خنداں چہ رنگ و بودارہ - کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے اودارد

1۔ امام المحدث المنورخ الفقیہ ابوالعباس احمد بن الصلت الحمانی ۳۰۸ ہجری 2۔ الامام الحافظ المجتہد ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی ۳۲۱ ہجری 3۔ الامام الحافظ المحدث ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن احمد السعدی المعروف بابن ابی العوام ۳۳۵ ہجری 4۔ فضائل الامام ابی حنیفہ شیخ احمد بن محمد بن احمد بن شعیب الحنفی ۳۵۷ ہجری 5۔ الحافظ المحدث الناقد الامام عبداللہ بن محمد الحارثی ۳۴۰ ہجری 6۔ شیخ الاسلام الامام المحدث الفقیہ ابوالحسین احمد القدوری ۴۲۸ ہجری 7۔ الامام المحدث مئورخ الکبیر الفقیہ القاضی ابی عبدالرحمٰن بن علی الصمیری ۴۳۶ ہجری اخبار ابی حنیفہ واصحابہ 8۔ العلامہ جار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری نے شقائق النعمان فی مناقب النعمان لکھی ۵۳۸ ہجری 9۔ العلامہ صدر ابی المنوید موفق الدین بن احمد المکی الخوارزمی ۵۶۸ ہجری نے مناقب الامام الاعظم تحریر فرمائی۔ 10۔ الامام المحدث الکبیر الفقیہ المجتہد الامام ظہیر الدین المرغینانی صاحب الہدایہ ۵۹۱ ہجری (11-12) الشیخ الامام شرف الدین ابوالقاسم بن عبدالعلیم العینی القرشی الحنفی نے دو کتابیں لکھیں۔ قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان اور الروضۃ العانیہ المنیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ 13۔ الشیخ محی الدین عبدالقادر القریشی ہجری نے البستان فی مناقب النعمان لکھی 14۔ الشیخ مئورخ ابن المظفر یوسف بن قراغلی

بغدادی نے کتاب الانتصار لامام آئمہ الامصار لکھی 15۔ الامام محمد بن محمد الکردری
المعروف بالبزازی نے ۸۲۷ ہجری نے مناقب میں زبروست کتاب لکھی 16
مؤرخ ابن خلکان نے تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان لکھی 17۔ ابو
ابوعمر بن عبدالبر المالکی نے الانتقاء میں مفصل تذکرہ لکھا ۴۶۳ 18۔ خطیب بغدادی نے
تاریخ بغداد جلد ۱۳ پر امام صاحب کے مفصل مناقب بیان کئے۔ مگر بعد میں ایسے مثالب
بھی لکھے کہ امام صاحب کا اسلام بھی ثابت نہ ہو۔ اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک
شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ کہ وہ افضل ترین انسان بھی ہو۔ اور بدترین خلائق بھی
ہو یقیناً ان میں سے ایک ہی بات صحیح ہوگی اب دیکھنا ہے کہ امت نے اجماعاً کس بات
کو قبول کیا اور کس کو رد کیا۔ تو امت نے اجماعاً آپ کے مناقب کو قبول فرمایا اور
مثالب کو رد فرمایا تو باجماع امت امام کے مناقب مجمع علیہ متواتر قرار پائے اور آپ کے
مثالب شاذ و منکر قرار پائے 19۔ امام ابن حجر مکی الشافعی نے الخیرات الحسان کے نام سے
امام صاحب کو خراج تحسین پیش کیا جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ 20.
علامہ جلال الدین السیوطی الشافعی نے تبییض الصحیفہ لکھی 21۔ شیخ الامام
ابی عبداللہ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی نے عقود الجمان لکھی 22۔ حضرت ملا
علی قاری ۱۰۱۴ ہجری میں مناقب امام اعظم تحریر فرمائی الغرض امام کی سیرت میں جو کتابیں
لکھی گئیں اگر صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو وہ ایک مستقل کتاب تیار ہوجائے
گی۔ یہ دراصل امت کی طرف سے امام صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ حال ہی
میں المحدث الناقد حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ کی مکانۃ ابی حنیفہ فی الحدیث
چھپ کر آئی ہے جس میں امام صاحب کی شان محدثیت کو آفتاب نیمروز کی طرح واضح
فرمایا

الخیرات الحسان یہ کتاب مؤلف نے ایک خطبہ اور چالیس فصلوں میں تصنیف

فرمائی ہے۔ خطبہ میں وجہ تالیف کا ذکر ہے ایک محمود غزالی نامی کسی بدعتی نے حضرت امام اعظمؒ کے خلاف زبان طعن دراز کی۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ زبان درازی امام محمد غزالی الشافعی نے کی ہے۔ تو ابن حجر کی الشافعی نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے یہ کتاب لکھ کر بتایا کہ حضرت امام اعظم کی عزت و احترام میں شوافع ہرگز احناف سے پیچھے نہیں ہیں۔ فصل اول میں پھر یہی بات دہرائی ہے دوم میں نسب مبارک سوم میں سن ولادت چہارم میں اسم مبارک اور کنیت پنجم میں حلیہ مبارک ذکر فرمایا ہے ٦۔ میں تابعیت کو ثابت کیا ہے۔ ٧۔ میں شیوخ امام جن کی تعداد چار ہزار تک ہے ٨۔ میں تلامذہ کا ذکر ہے۔ جب یہ ایک حقیقت ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ تو آئمہ ثلاثہ کے تلامذہ صرف مدرس بنے۔ لیکن امام صاحبؒ کے تلامذہ نہ صرف قاضی بلکہ قاضی القضاہ بنے اور مدرس۔ محدث۔ فقیہ۔ امام۔ اور ہر طبقے کے پیشوا تھے۔ ٩۔ میں حصول علم ١٠۔ میں مسند افتاء پر جلوہ گری۔ ١١۔ میں اصول اور بنائے مذہب ١٢۔ میں خصائص امام کا ذکر فرمایا ہے۔ ١٣۔ میں مثل مشہور کے مواقف کہ ولی راولی مے شناسد کے مجتہدین۔ محدثین۔ فقہاء قضۃ اور ہر طبقہ کے آئمہ کے اقوال امام کی شان میں بیان فرمائے ہیں ١٤۔ میں علمی کمال کے ساتھ شان عبادت ١٥۔ میں آپ کی شان تصوف ١٦۔ میں حفاظت زبان۔ ١٧۔ میں آپ کی سخاوت۔ ١٨۔ میں آپ کا زہد اور ورع۔ ١٩۔ میں امانت۔ ٢٠۔ میں عقل ٢١۔ میں کمال فراست ٢٢۔ ٢٣۔ میں آپ کی حاضر دماغی اور حاضر جوابی کا ذکر کیا ہے۔ ٢٤۔ میں آپ کی شان علم کا ذکر ہے۔ ٢٥۔ میں بتایا ہے کہ اتنی مصروفیات کے باوجود آپ اپنے ہاتھ کی کمائی سے گزر اوقات کرتے اور شاہی وظائف قبول نہ فرماتے۔ ٢٦۔ میں آپ کی خوش پوشی اور لباس کا ذکر ہے ٢٧۔ میں آپ کے جوامع الکلم حکمتیں اور آداب مذکور ہیں۔ ٢٨۔ میں اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل کے مطابق آپ کی ابتلاؤں کا تذکرہ ہے۔ ٢٩۔ میں سند قرات

۳۰۔ میں سند حدیث ۳۱۔ میں وصال مبارک ۳۲۔ میں تاریخ وفات اور ۳۳۔ میں تجہیز و تدفین کا بیان ہے۔ ۳۴۔ میں ھواتف ان غائبانہ آوازوں کا ذکر ہے جو آپ کے وصال کے بعد سنی گئیں۔ ۳۵۔ میں مزار پر انوار کا ذکر ہے۔ ۳۶۔ میں لا یبقی من النبوۃ الا المبشرات کے تحت مبشرات کا ذکر ہے ۳۷۔ میں اس اعتراض کا جواب ہے کہ آپ قیاس کرتے تھے وہ کتاب و سنت کی تفصیل و تشریح کے لئے تھا نہ کہ تردید کے لئے۔ ۳۸۔ میں آپ کی تعدیل متواتر کے مقابلہ میں شاذ و منکر جروحات کی حقیقت بیان کی ہے ۳۹۔ میں خطیب بغدادی کی تردید کی ہے کہ جب امام شافعیؒ امام صاحب کے مزار تک کا احترام کرتے تھے تو امام شافعی کے مقلد کو امام اعظم کے خلاف زبان کھولنے میں کم از کم اپنے امام ہی کی شرم لازم ہے۔ اور ۴۰۔ آخری فصل میں بتایا ہے کہ مجتہد حدیث کی مخالفت نہیں کرتا البتہ دو معارض احادیث میں سے راجح کی تلاش کرتا ہے۔ الغرض یہ کتاب عربی زبان میں تھی جس سے اردو دان حضرات فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب استاد جامعہ قادریہ رحیم یار خان نے آسان اردو میں اس کا ترجمہ کر دیا۔ اس کتاب کا ہر حنفی گھر میں ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور مزید دینی خدمات کی ہمت عطا فرمائے۔

فقط والسلام

محمد امین صفدر عفا اللہ عنہ

۱۹ جمادی الثانی ۱۴۱۸ ہجری

خطبة افتتاحية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے علماء کرام کو انبیاء علیہم السلام کی وراثت اور ان کے اخلاق حسنہ کے ساتھ مخصوص فرمایا اور ان کو لوگوں کا رہنما بنایا ان کے دنیاوی اور اخروی معاملات میں اور پھر علماء میں سے مجتہدین یعنی فقہاء کرام کو بلند مرتبہ عطا کیا کیونکہ وہ لوگوں کی ضرورتوں کا زیادہ خیال فرماتے ہیں اور ان کی روز مرہ کی ضروریات میں حق کو واضح کرتے ہیں اسی سے لوگ اپنی ظاہری اور باطنی زندگی کے قیام میں ان کے محتاج ہیں۔

پس یہ فقہاء کرام بادشاہ ہیں؟ نہیں بلکہ بادشاہ تو ان کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں بلکہ وہ فقہاء کرام کی آراء اور ان کی قلموں سے صادر ہونے والے فتاویٰ کے قیدی ہیں۔ یہ لوگ ستارے ہیں؟ نہیں بلکہ ستارے تو خود ان سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اور ان سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

یہ لوگ سورج ہیں؟ نہیں بلکہ سورج تو خود ان کے انوار سے نور کسب کرتا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی جس کی وجہ سے میں ان کے کمالات کے مصارف میں ترقی کروں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے معزز رسولؐ ہیں جو ان کے مرتبہ اور ان کے کمالات کو عام کرنے والے ہیں اور ان کے سارے احوال میں اپنی سابق توفیق کے آثار اتباع سے ان پر فیض برسانے والے ہیں' اس سبقت کرنے میں خلافت کبریٰ کی طرف ان کے کوئی برابر نہ ہو سکا کیونکہ انہوں

نے اپنے ظاہر و باطن سے لوگوں کو ہدایت اور امداد دی۔ لاکھوں درود و سلام ہوں آپ
پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جنہوں نے احاطہ کیا کمالات صوابیہ او
معارف مصطفویہ کے نشانات کا اس لئے وہ پیشواء ہوئے راہ حق کے پہلے لوگوں کے
لئے اور بعد میں آنے والوں کے لئے۔ درود و سلام ہو علماء کے دوام کے ساتھ اور ا
کی بزرگی کے ساتھ۔

اما بعد

برس با برس گزر گئے کہ ہمارے پاس مکہ مکرمہ مشرفہ (اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی رعب و
ہیبت کو زیادہ کرے) میں ایک شخص قسطنطنیہ کے فضلاء میں سے حاضر ہوا۔ جو علو
عقلیہ اور نقلیہ اور قوانین طب اور رسمیہ اور علوم اخلاق اور علوم مواہب اور اعرا
مطالب کے جامع تھے۔ یہ ایسی صفات ہیں کہ ان سے قومیں کامیاب ہوتی ہیں او
محفوظ ہوتی ہیں اعتراض اور ملامت سے (یعنی وہ شخص ہمارے آئمہ صوفیہ اور ان
جماعت الصوفیہ حضرت جنیدؒ کے قبیلہ سے تھا) ہم نے ان بزرگوں کی وجہ سے فخر کیا او
ایسا فخر کیا جیسا کہ فخر کرنا چاہتے تھے۔ ان لوگوں پر جو آمنے سامنے ہوں گے تختوں
(جنت میں) جو معارف کے سمندر سے فیض حاصل کرتے ہیں' اسی اثنا میں بات ان
اماموں تک پہنچی جو علوم رسمیہ اور وہبیہ اور معارف وہبیہ کے جامع ہیں اور ہر وقت
مشاہدہ کی کیفیت اور کرم جود کی بارش سے مالا مال ہیں۔

اس عالم فاضل نے کہا کہ میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ ایک مختصر کتاب
جمع کریں جو خلاصہ ہو ان باتوں کا جن کو آئمہ نے امام اعظم نعمان بن ثابت کے مناقب
میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو اپنی رحمت اور رضامندی کی
بارش سے سیراب کرے اور ان کو جنت الفردوس میں ٹھکانہ عطاء فرمائے۔

پہلا مقدمہ

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس بعض متعصبین ایک کتاب لائے جو امام غزالیؒ کی طرف منسوب تھی جس میں سخت تعصب اور تنقیص تھی امام المسلمین و امام المجتہدین ابو حنیفہؒ کی جس کو کان سننا گوارا نہیں کرتے تھے اور بات ختم کرنی یہ تھا کہ کاش کہ یہ کتاب نہ ہوتی اور اس نے علامہ کردریؒ کو اس قدر برا بھلا کہا کہ انہوں نے اس کے جواب میں ایک ضخیم کتاب لکھی مولف نے مقابلہ فاسد کا بالفاسد کیا اور امام شافعیؒ کو برزبان طعن کھولی اور بہت سخت الفاظ سے یاد کیا اور اس پر بہت لمبا کلام کیا جس کو اچھا نقل نہیں کیا جا سکتا۔

اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے غزالی سے حجۃ الاسلام محمد الغزالیؒ سمجھا لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں امام ابو حنیفہ کی تعریف اور مدح اس طرح کی ہے جو ان کی شایان شان تھی، دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کا جو نسخہ میں نے دیکھا اس کے اوپر لکھا ہوا تھا یہ کتاب محمود الغزالی کی تصنیف ہے اور محمود الغزالی یہ حجۃ الاسلام محمد الغزالیؒ نہیں ہیں، اور اس کے ساتھ اس کے حاشیہ پر لکھا ہوا تھا کہ یہ شخص معتزلی مذہب ہے اس کا نام محمود الغزالی ہے اور یہ محمود الغزالی حجۃ الاسلام نہیں ہے بعض محققین حنفیہ نے جیسے علامہ تفتازانیؒ کے شاگرد نے کہا ہے کہ بالفرض اگر یہ کلام امام غزالی کی بھی ہو تو یہ ان کے طالب علمی کے زمانہ کی بات ہے جبکہ وہ علوم جدل وغیرہ سے پختہ آراء تھے، لیکن جب ان چیزوں سے ان کا ذہن صاف ہوگیا اور ان پر معارف کے دروازے کھلے تو انہوں نے ہر صاحب حق کے حق کو جانا اور پہچانا جس کا انہوں نے اپنے محل پر اقرار کیا اس بات کی دلیل ان کا احیاء العوم میں امام ابو حنیفہؒ کے مرتبہ کو بیان کرنا ہے۔

اب ہم یہاں احیاء العلوم کی عبارت کا خلاصہ لکھ دیتے ہیں تاکہ امام غزالیؒ اس بات سے بری ہو جائیں جو ان پر کہی گئی تھی لیکن احیاء کے خلاصہ سے قبل ایک مقدمہ لکھ دو کیونکہ اس کا لکھنا مناسب ہے اور وہ یہ ہے۔

کہ بعض علماء ہندؒ نے احیاء العلوم کا ایسا عجیب وغریب اختصار کیا ہے جس کا نام عین العلم رکھا (اس کتاب کی شرح ملا علی قاریؒ نے بھی لکھی ہے جو طبع ہو چکی ہے اور میرے ذاتی کتب خانہ رحیم یار خان میں موجود ہے) جس کے صرف چند اوراق میں پوری احیاء کے مقصد کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے قریب ہے کہ اس کو جوامع الکلم کے نام سے یاد کیا جانے لگے' اس لئے میں نے اس کتاب کی ایک شرح بھی لکھی کیونکہ ممکن تھا وہ اپنے اس اعجاز کی وجہ سے پہیلی بن جاتی (کیونکہ پہیلی کا جاننا مشکل ہوتا ہے اور وہ کتاب اپنے اختصار کی وجہ سے مشکل ترین بن گئی تھی اس لئے میں نے اس کی شرح لکھی) یہ اس مختصر اور میری شرح کی عبارت ہے۔ مکمل عبارت آئندہ صفحہ پر آئے گی۔

بہتر یہ ہے کہ آئمہ اربعہ میں سے اس کو اختیار کرے جس کے بارے میں اس کا خیال ہوا کہ وہ ان سب میں سے افضل ہے اور اعلم ہے کیونکہ اس وقت اس کا دل اس امام کے قول کی طرف زیادہ مائل ہوگا اور اس کی رائے کی اتباع کریگا اور تعمیل حکم میں جلدی کریگا۔

پھر ان آئمہ اربعہ یعنی ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ و امام مالکؒ وغیرہ کا مذہب ایک علاقہ میں مخصوص ہے وہاں دوسرے امام کی اتباع یعنی تقلید کرنے والا نہیں ہے یا اس امام کی اتباع کرنے والے اکثریت میں ہیں' جیسے حجاز' یمن' مصر' شام' حلب' عراق' عرب و عجم میں امام شافعیؒ کے مقلد ہیں۔

اور سارے مغرب کے علاقہ میں امام مالکؒ کے مقلد ہیں' اور روم' ہند و پاک' (جس

میں بنگلہ دیش، چین وغیرہ اور افغانستان) ماوراء النہر روس اور اس کی ریاستیں امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔

اس لئے مصنفؒ نے کہا مثل امام ابوحنیفہؒ کے ہم حنفیوں کے نزدیک آئندہ کئی سندوں سے اس پر مفصل کلام آرہا ہے' (یعنی ان کے مناقب میں) (مثل) ابو حنیفہؒ میری امت کے سراج ہیں۔ امام رحمتہ اللہ اور ان کی عبادت اور تقویٰ اور زہد اور سخاوت' دقت نظر' اور تیزئی فکر جو مشہور ہے اس کے ہوتے ہوئے ان کی فضیلت میں ایسی احادیث سے استدلال کرنا جن کے موضوع ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے چہ معنی دارد۔

اور انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی یہ بات سنی کہ میں ابوحنیفہؒ کے علم کے پاس ہوں یعنی اس کی حفاظت کرتا ہوں اور قبول کرتا ہوں اور ان سے راضی ہوں۔ برکت دوں گا ان میں اور ان کے متبعین میں۔

(جبکہ) مخالفین نے بھی ان کی فقہ میں سبقت تسلیم کرلی۔ اسلئے

امام شافعیؒ فرماتے ہیں سب لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں اور یہ بھی انہی کا قول ہے کہ جو فقہ سیکھنا چاہے وہ ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑ لے۔ اس طرح یہ بھی انہی سے منقول ہے کہ میں نے امام مالکؒ سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے دیکھا ہے اگر وہ تجھ سے اس ستون کے سونا ہونے پر بحث کرتے تو دلائل سے غالب آجاتے اور جب امام شافعیؒ بغداد تشریف لائے تو امام صاحب کی قبر پر حاضر ہوئے اور وہاں دو رکعت نفل ادا کی تو رفع الیدین نہیں کی' ایک روایت میں ہے کہ صبح کی نماز پڑھی اور اس میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی تو آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا حضرت آج آپ نے نماز میں نہ رفع الیدین کی اور نہ قنوت پڑھی۔

تو اس پر فرمایا کہ اس امام کے ادب کی وجہ سے ایسا کیا۔ (کیونکہ یہ دونوں باتیں ان کے

مذہب میں نہیں ہیں) اور یہ کہ میں ان کے سامنے ان کے مذہب کے خلاف کروں یہ مناسب نہ تھا۔ اور

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں ان کی شان اور جلالت کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ فقہ میں معروف اور تقویٰ میں مشہور تھے۔ اور ان کے تقویٰ کا ایک ہی واقعہ کافی ہے جو محدث اعظم حضرت عبداللہ بن مبارک نے نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے ایک مرتبہ ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا تو بیس سال تک انتظار کرتے رہے اور تفتیش کرتے رہے کہ یہ کن قیدیوں میں سے ہے۔

حضرت نضر بن شمیلؒ فرماتے ہیں کہ لوگ علم فقہ سے غافل تھے امام ابوحنیفہؒ نے ان کو بیدار کیا۔

امام ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ خلیفہ منصور کے پاس گئے اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ جو عابد زاہد تھے موجود تھے انہوں نے کہا اے خلیفہ یہ شخص عالم دنیا ہے۔

منصور نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ نے علم کس سے حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا حضرت عمرؓ کے شاگردوں سے جنہوں نے حضرت عمرؓ سے علم سیکھا اور حضرت علیؓ کے شاگردوں سے جنہوں نے حضرت علیؓ سے علم سیکھا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے جنہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے علم سیکھا۔ اس پر منصور نے کہا کہ آپ نے باوثوق ذرائع سے علم حاصل کیا لیکن یہ پھر بھی تجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضاء پیش کیا تھا آپ نے انکار کردیا۔ اس پر اس نے آپ کو ایک سو کوڑے لگوائے اور جیل میں رکھا وہیں جیل میں آپ کی وفات ہوگئی۔ اور ایک مرتبہ بیت المال کی نگرانی سے انکار پر آپ کو بیس کوڑے لگوائے۔

امام صاحبؒ کے اقوال میں سے یہ بھی ایک قول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی حدیث آجائے تو سر آنکھوں پر' اور اگر صحابہ کے اقوال آئیں تو بھی کسی ایک قول کو لے لیتے ہیں ان سے باہر نہیں جاتے' اور اگر تابعین کی بات آئے تو ہم خود اجتہاد کرتے ہیں (کیونکہ امام صاحب بھی تابعی ہیں) حضرت امام ابوحنیفہؒ پہلے مکمل رات عبادت نہیں کرتے تھے ایک دن راستہ چلتے ہوئے ایک شخص کی آواز کان میں پڑی جو دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ یہ شخص ساری رات جاگتا ہے' اس کے بعد امام صاحب نے پوری رات عبادت شروع کردی اور فرماتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ لوگ میرے ایسے اوصاف بیان کریں جو مجھ میں نہ ہوں۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ ہم نے ساری رات طواف اور نماز پڑھنے والا جوان سوائے ابوحنیفہؒ کے نہیں دیکھا۔ امام ابوحنیفہؒ ساری رات اور سارا دن آخرت کی تیاری میں مشغول رہتے تھے' امام ابوحنیفہؒ نے خواب میں غیبی آواز سنی اور آپ اس وقت کعبہ شریف کے اندر تھے کہ اے ابوحنیفہؒ تو نے میری خالص عبادت کی اور تو نے میری خوب معرفت حاصل کی پس میں نے تیری مغفرت کردی۔

یعنی اس وجہ سے کہ تو نے اخلاص سے دین کی خدمت کی۔ ساری رات جاگتا تھا اور سارا زمانہ روزے رکھتا ہے اور علم کے پھیلانے میں خوب کوشش کی اور علوم ظاہری اور علوم باطنی کو مضبوط کرنے اور اس میں اخلاص پیدا کرنے میں' اور دنیا سے اعراض کرنے اور اس کو بالکل ترک کرنے کی وجہ سے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے اسباب کی تلاش کرنے میں پوری قوت خرچ کی۔

جس شخص کی یہ صفات ہوں اس کی مغفرت کی امید ہوتی ہے ایسے طریقہ پر کہ جس میں ذرہ برابر بھی کمی نہ چھوڑی جائے۔

اور (ہم نے اس کی بھی مغفرت کردی) جو تیری تقلید کرے قیامت تک تیرے اخلاص کی برکت سے۔

اس گزشتہ بات میں ان کے اور ان کے متبعین کے لئے خوشخبری ہے کہ ہر تبع کو امام کی اتباع کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور یہ اخلاق نفیسہ اور صفات طاہرہ زکیہ اپنے اندر جمع کرے جو عام طور سے صرف عارفین اور آئمہ مجتہدین میں ہی جمع ہوتے ہیں۔

بڑے بڑے مشائخ اور راسخین فی العلم نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ ان میں

1- امام جلیلؒ جن کی عظمت اور شان اور زہد پر سب متفق ہیں امام عبداللہ بن مبارکؒ (جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں لیکن امام بخاریؒ کے استاد ہیں) 2- امام لیث بن سعدؒ 3- امام مالک بن انسؒ 4- امام مسعر بن کدامؒ 5- امام زفرؒ 6- امام و قاضی ابو یوسفؒ 7- امام محمد بن حسنؒ الشیبانی وغیرہ

اور جب خلیفہ وقت نے ان کو ایک منصب دینا چاہا اور بیت المال کی چابیاں پیش کیں تو انہوں نے انکار کیا اور اس انکار کے بدلے کوڑے اور قید کو پسند کیا۔ دنیا کی تکالیف کو (جو یقینی تھیں) آخرت کی تکلیف پر (جو احتمالی تھیں) ترجیح دی۔ اسی وجہ سے جب حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے سامنے ان کا کوئی تذکرہ کرتا تو فرماتے تم ایسے شخص کا تذکرہ کرتے ہو جس کے سامنے دنیا اپنی پوری زیب و زینت کے ساتھ آئی لیکن اس نے اس سے اعراض کیا اور منہ پھیر لیا۔

اور بادشاہوں کی چاہت کے باوجود ان سے اختلاط نہ کیا اور ان کے انکار پر تہدید (یعنی سزا) کی پرواہ نہ کی، اور ان لوگوں سے کبھی کم سے کم ہدیہ بھی قبول نہ کیا۔

اور جب خلیفہ منصور نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھوں دس ہزار درہم روانہ خدمت کئے جن کو امام صاحب (کسی تعلق وغیرہ کی وجہ سے) واپس نہ کرسکے تو ان کو رکھ لیا اور اپنے بیٹے حمادؒ کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں اور تم مجھے دفن کرچکو تو یہ درہم حسن

کو واپس کردینا۔ حماد نے وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کو بعد از وفات واپس کردیا۔ تو حسن بن قحطبہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ تیرے باپ پر رحم کرے وہ اپنے دین پر بڑے پکے اور حریص تھے۔

امام صاحب لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت نہیں دیتے تھے لیکن جب خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا اشارہ ملا تو لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلانے لگے، حالانکہ وہ علیحدگی اور گوشہ نشینی کا ارادہ کرچکے تھے تواضع کی وجہ سے اور اپنے نفس (سعید) کو اس قابل نہ سمجھتے تھے کہ اس کی عزت کی جائے اور نہ اپنا کوئی فعل اس لائق سمجھتے تھے کہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی جائے۔

لیکن جب سید الانبیاء علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف سے اشارہ ملا جن کو اللہ کی طرف سے خزائن ملے تھے تاکہ ان کو تقسیم کریں اور یہ معلوم ہوا کہ یہ امر لازماً ہوکر رہے گا تو پھر لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی یہاں تک کہ آپ کا مذہب چار عالم افق پر ظاہر ہوا اور اطراف عالم میں پھیل گیا۔

آپ کے متبعین کثیر ہوئے اور حاسد ذلیل ہوئے اور مشرق و مغرب عرب و عجم میں آپ کا نفع عام ہوا اور آپ کے متبعین کو علم سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ تو انہوں نے آپ کے مذہبؒ کے اصول اور فروع لکھنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ ان کے منقولات اور معقولات میں نظر غائر کریں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے قواعد مضبوط ہوئے اور فوائد کا معدن ہوا۔ اور اس کی تائید ایک روایت سے ہوتی ہے جس کو اہل مناقب نے روایت کیا ہے کہ آپ کے والد ثابتؒ کو بچپن میں جب حضرت علیؓ کی خدمت میں لایا گیا تو آپؓ نے ان کے اور ان کی ذریت کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پس جو کچھ امام ابوحنیفہؒ کو دیا گیا تھا یہ سب اسی دعا کی برکت تھی۔

اور آپؒ تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اس کی مثال یہ ہے کہ جب آپؒ اپنے قرض

دار سے قرض وصول کرنے گئے تو اس کی دیوار کے سایہ میں نہ بیٹھے تاکہ معلوم ہو کہ کسی سے اپنے قرض کی وجہ سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ کیونکہ قرض دار سے نفع اٹھانا اگرچہ تھوڑا ہی ہو یہ شرعاً کمال تقویٰ اور حسن اخلاق اور مروت کے خلاف ہے۔

اور امام صاحب کو شبہات سے بچنے کا وافر حصہ ملا تھا۔ (اس کی مثال) کل مال کو صدقہ کردینا ہے جو آپ کے وکیل بیچ نے کپڑوں کے ساتھ ایک عیب دار کپڑا فروخت کر دیا تھا۔ اگرچہ امام صاحبؒ پر اس کا کوئی گناہ نہ تھا لیکن شبہ کی وجہ سے ایسا کیا۔ (اگر تو یہ اعتراض کرے) کہ مال مشتری کو واپس کیوں نہ کیا (تو اس کا جواب یہ ہے) کہ مشتری معلوم نہ تھا اپنے طور پر کوشش کرکے ناامید ہوگئے تھے اس لئے وہ سارا مال صدقہ کردیا۔

باب التوبہ میں ہے کہ وہ مال تیس ہزار تھا یہ صرف ایک مثال نہیں بلکہ اس کے علاوہ آپ کی کتب مناقب میں اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔ اور امام صاحبؒ کے زہد و ورع کی انتہا باندی والے قصہ سے معلوم ہوگئی جو ابھی گزرا ہے۔ اس قسم کا

ایک واقعہ یہ ہے کہ جب کوفہ میں کسی کی بکری گم ہوگئی تو امام صاحبؒ نے تقویٰ کی وجہ سے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ اور لوگوں سے دریافت کیا کہ بکری کتنا عرصہ زندہ رہتی ہے انہوں نے کہا سات سال تک تو سات سال تک بکری کا گوشت نہ کھایا کہ کہیں اس بکری کا گوشت نہ ہو جس کی وجہ سے دل تاریک ہوجائے اگرچہ نادانستگی میں کھانے سے گناہ نہیں ہوتا۔

اس لئے پرہیزگاروں کے دلوں میں ایک خاص قسم کا نور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر سبقت لے جاتے ہیں اور محبوب کے مشاہدہ کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اپنی طاقت کے مطابق اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی قدرت کے مطابق جن

چیزوں سے قطع تعلق کی ضرورت ہو ان سے بھاگتے رہتے ہیں۔

(مصنف کتاب علامہ ابن حجر مکیؒ) کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب ذکر کئے ہیں یہ کل کا احاطہ نہیں ہے بلکہ ایسے سمندر جس کا کوئی کنارہ نہیں اس کا ایک قطرہ ہے۔ اور آپ کے روشن ترین مناقب میں سے یہ ہے کہ آپؒ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ (اس جگہ بے عقلوں کا اعتراض ایک تنکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا) کسی نے کہا حضرت یہ طاقت آپ کو کس طرح ملی؟

فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تمام حروف تہجی کے ساتھ دعا مانگی تھی جو ان دو آیتوں میں جمع ہیں۔ پہلی آیت محمد رسول اللہ آخر تک (سورہ الفتح) دوسری آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا آخر تک (سورہ آل عمران) اور آپؒ رمضان شریف میں ساٹھ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے ایک دن کو اور ایک رات کو۔

اس کے علاوہ امام صاحبؒ کے بے شمار مناقب ہیں جن کا شمار مشکل ترین ہے۔

اللہ تعالیٰ (امام ابوحنیفہؒ) پر رحم کرے اور اس سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہوں اور جنت الفردوس کو ان کا دائمی ٹھکانہ بنائے۔

مصنف کہتے ہیں مختصر احیاء اور میری شرح کی عبارت ختم ہوئی وہ تعصب جو امام غزالیؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی اللہ کی قسم وہ اس سے بالکل بری ہیں۔

دوسرا مقدمہ

ان باتوں میں جن کا نفع عام ہے۔ اور طالب کو اس کا نہ جاننا برا ہے اس لئے کہ ا
جہالت سے انسان بڑی مصیبت میں گرتا ہے اس لئے سب سے پہلے اس کو اور اس کے
متعلقات کو بیان کرتا ہوں۔

اے عقل مند اگر تو آخرت میں سلامتی چاہتا ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ اولیاء اللہ او
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین کے شرف و کرم کی شان میں گستاخی سے بچ اور یہ
عقیدہ رکھ کر تمام فقہاء کرام اور علماء عظام ہدایت پر ہیں اور وہ سب کے سب بہرحال
میں اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ (خواہ ان کا اجتہاد صواب ہو یا نہ ہو کیونکہ آپؐ کا ارشا
ہے کہ مجتہد دونوں حالتوں میں ثواب کے مستحق ہے خطاء کی صورت میں سنگل اجر او
صواب کی صورت میں ڈبل اجر' یہی حال ان کے مقلدوں کا ہے' غیر مقلدوں کے لئے
نہ سنگل ہے اور نہ ڈبل بلکہ دونوں جہاں میں ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں۔
مترجم)

امام بیہقیؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی
مسئلہ کتاب اللہ سے پہنچے تو اس پر عمل کرو۔ اس کے چھوڑنے پر کوئی عذر قابل قبول نہ
ہوگا۔ اگر کوئی مسئلہ کتاب میں نہ ملے تو میری سنت میں تلاش کرو' اگر میری سنت میں
کوئی مسئلہ نہ ملے تو پھر میرے صحابہؓ کے اقوال کو دیکھو کیونکہ میرے تمام صحابہؓ آسمان
کے ستاروں جیسے ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاجاؤ گے او
میرے صحابہؓ کا اختلاف تمہارے لئے باعث رحمت ہے۔

آپ کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ میرے بعد فروعیات میں اختلاف ہوگا اور یہ
اختلاف صحابہ کے زمانہ سے ہی ہے وہ زمانہ رشد و ہدایت کا زمانہ تھا کیونکہ خود حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کو خیر القرون فرمایا اور اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ فروعیات میں اختلاف زمانہ صحابہ کے بعد بھی ہوگا۔ کیونکہ ہر صحابیؓ فقاہت اور روایت میں مشہور ہے ہر ایک کے قول کو کسی نہ کسی جماعت نے لے لیا ہے۔ پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہیں اور ان کو اس اختلاف پر برقرار رکھا اور ان کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ نفس اختلاف کو امت کے لئے رحمت فرمایا اور آپؐ نے اختیار دیا کہ جو جس کے قول کو چاہے پکڑ لے اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ صحابہؓ کے بعد آئمہ مجتہدین کے اقوال میں سے جس کے قول کو چاہے اختیار کرلے کیونکہ یہ مجتہدین اقوال و افعال میں انہی کے طریقہ اور راستہ پر ہیں۔

بہت سے واقعات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آئے کہ ایک صحابی کا قول دوسرے صحابی کے قول کے مخالف تھا آپؐ نے کسی پر اعتراض نہ فرمایا اور نہ انکار فرمایا۔

پہلا واقعہ منجملہ ان واقعات کے ایک واقعہ بدر کے قیدیوں کا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور ان کے ہم خیال لوگوں نے فدیہ لے کر قیدیوں کو رہا کرنے کا مشورہ دیا اور حضرت عمرؓ اور ان کے ہم خیال لوگوں نے قتل کا مشورہ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کی رائے پر فیصلہ فرمایا، اور قرآن کی آیت دوسری جماعت کے مشورہ کی فضیلت اور ترجیح میں نازل ہوئی، باوجود یہ کہ پہلی رائے کو بھی برقرار رکھا اس میں دونوں رائیوں کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے ہر ایک مجتہد کی رائے صحیح ہے، (اور دونوں اجر و ثواب کے مستحق ہیں) اگر پہلی رائے غلط ہوتی تو حضور صلی اللہ وسلم کبھی بھی اس کے مطابق فیصلہ نہ فرماتے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ حکمت کے عین مطابق ہے ارشاد ہوا ولولا کتاب من اللہ سبق اور فدیہ کے مال کو طیب فرمایا۔ ارشاد ہوا فکلو مما غنمتم حلالا

طیبہ اور اللہ کی طرف سے عتاب صرف غیر افضل کو اختیار کرنے پر ہوا۔
اسی بنا ہر مذاہب اربعہ میں وجہ ترجیح افضلیت اور قوت دلائل اور تقویٰ اور احتیاط پر مبنی ہوتی ہے اور یہ چند گنتی کے مسائل ہیں نہ کہ کل مسائل۔
باقی ہر ایک رائے صحیح اور درست ہے اس میں کوئی شبہ نہیں، وہ طریقہ جو صوفیاء نے اختیار کیا ہے وہ عدل اور افضل ہے۔ کیونکہ وہ اس کو لیتے ہیں جو نفس پر زیادہ سخت ہو اور عمل میں محتاط ہو تاکہ اختلاف سے بچ جائیں اور ان کا عمل متفق علیہ ہو جائے۔
اور صوفیاء کا یہ طریقہ علماء کے اس قول کے موافق ہے کہ ہر خلاف سے بچنا مسنون ہے جب تک کہ سنت صحیحہ کی مخالفت نہ ہو جس کی تاویل ناممکن ہو۔
اور ہمارے فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سب سے وضو کرنا سنت ہے۔
اسی لئے امام شریح کانوں کو چہرہ کے ساتھ دھوتے تھے اور پھر سر کے ساتھ مسح کرتے تھے اور پھر علیحدہ مستقل بھی مسح کرتے تھے تاکہ ہر خلاف سے نکل جائیں۔

دوسرا واقعہ جو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانہ میں پیش آیا وہ اس دن کا ہے جس دن بنی قریظہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جلدی چلو کوئی نماز ظہر نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں پہنچ کر پس لوگ مدینہ سے نکل پڑے اور ظہر کا وقت تنگ ہوگیا، صحابہ میں اختلاف پیدا ہوگیا بعض نے ظہر پڑھ لی اور اس بات سے دلیل پکڑی کہ آپ کا ارشاد جلدی چلنے کے لئے تھا نہ یہ کہ نماز قضا کر دی جائے اور آپ کا یہ ارشاد الا فی بنی قریظہ یہ حصر اضافی تھا حقیقی نہیں تھا۔

دوسری جماعت نے کہا کہ نہیں حصر حقیقی تھا اس لئے انہوں نے نماز نہیں پڑھی جب وہ بنی قریظہ میں پہنچے تو عصر کا وقت شروع ہو چکا تھا اس کے بعد انہوں نے ظہر ادا

کی۔
جب ان کے اس فعل اور اختلاف کی خبر حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو ملی تو آپؐ نے
کسی کے فعل پر انکار نہیں فرمایا بلکہ دونوں کو اپنی اپنی رائے پر برقرار رکھا جس سے یہ
معلوم ہوا کہ دونوں جماعتیں مجتہد تھیں اور ماجور تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہدایت پر تھے ان میں سے کوئی ملامت کا مستحق نہیں تھا اور ان کی طرف تقصیر کی
نسبت کرنا صحیح نہیں ہے جب کہ خود حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جس کی
اقتدا بھی کرو گے ہدایت پاؤ گے جب ہر ایک فرد ہدایت پر ہے تو پھر ان کے طرف تقصیر
کی نسبت کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔
علامہ ابن سعدؒ اور امام بیہقیؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ
صحابہ کرام کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت ہے۔
اور ابن سعدؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام کا اختلاف
مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور امام بیہقیؒ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ مجھے
یہ بات پسند نہیں کہ صحابہ کرام کے اقوال مختلف نہ ہوتے کیونکہ اگر ان کے اقوال
مختلف نہ ہوتے تو رخصت نہ ہوتی۔
اور ہارون الرشید نے جب یہ ارادہ کیا کہ موطاء امام مالک کو کعبہ کے ساتھ لٹکا دیا جائے
اور لوگوں کو جو کچھ اس میں ہے عمل کرنے کے لے حکم دیا جائے تو امام مالکؒ نے عرض
کی اے امیر المؤمنین آپ ایسا نہ کریں اس لئے کہ صحابہ کرامؓ فروع میں مختلف تھے
اور وہ شہروں ملکوں میں منتشر ہوگئے ہیں' علماء کا اختلاف اس امت کے لئے رحمت ہے'
ہر ایک اپنے نزدیک قول صحیح پر عمل کریگا' اور ہر ایک ٹھیک راستہ پر ہے اور ہر ایک
ہدایت پر ہے تو ہارون الرشید نے کہا اے اباعبد اللہ اللہ تعالیٰ آپکو خیر کی توفیق دے۔
اور ایسا ہی ایک واقعہ خلیفہ منصور کے زمانہ میں پیش آیا جب خلیفہ منصور نے چاہاکہ

مؤطاء کا ایک ایک نسخہ ہر ہر شہر میں بھیج دیا جائے اور سارے لوگوں کو اس پر عمل
حکم دیا جائے کہ جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کریں اس کے علاوہ کسی دوسری چیز
عمل نہ کریں۔

تو امام مالکؒ نے فرمایا اے امیر المومنین آپ ایسا نہ کریں کیونکہ ان کو اس سے پہلے کچھ
باتیں پہنچ چکی ہیں' اور انہوں نے احادیث سنی ہے اور ان کو روایت کیا ہے اور ہر قو
نے اس پر عمل کیا ہے جو ان کو پہلے پہنچی ہے' آپ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے
کہ جو بات ان کو پہنچ چکی ہے اس پر رہیں۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ہر مجتہد (اور اس کی رائے) صحیح ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ
حکم مجتہد کے اجتہاد کے تابع ہوتا ہے یہ بات آئمہ اربعہ کے اقوال میں سے ایک قو
ہے اور اسی کو اکثر شافعیہ اور حنفیہ اور باقلانی وغیرہ نے ترجیح دی ہے۔ اور یہ گزشتہ بات
اس حدیث صحیح سے منافی نہیں ہے جس میں ہے کہ مجتہد مصیب کو ڈبل اجر اور مجتہ
مخطی کے لئے ایک اجر ہے اس لئے کہ یہ حدیث محمول ہے خاص معنی پر جیسا کہ
علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ مجتہد مخطی سے یہ مراد نہیں کہ اس
نتیجہ اجتہاد صحیح نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس نے افضل کو اختیار نہیں کیا۔ (یعنی خطا
افضل کے اختیار کرنے نہ کرنے میں واقع ہوئی ورنہ رائے دونوں جانب کی صحیح ہی تھی
جیسا کہ صحابہ کرام پر بدر کے قیدیوں کے بارے میں عتاب افضل رائے کو اختیار نہ
کرنے کی وجہ سے تھا' کیونکہ آپؐ کا ان کی رائے پر فیصلہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ
ان کی رائے بھی صحیح تھی۔ اس لئے فقہا اسلام نے کہا ہے کہ ایک شخص نے چار
رکعت تحری کرکے ایک ایک رکعت چاروں طرف پڑھی تو اس کو نماز کا اعادہ نہ کر
پڑے گا۔ حالانکہ اس کی تین رکعتیں یقیناً غیر قبلہ کی طرف ہوئیں۔

حضرت عمرؓ کا اجتہاد حد کے بارے میں مختلف تھا۔ مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے

فیصلہ کیا اور فرماتے تھے کہ یہ ہم نے اس وجہ سے فیصلہ دیا اور یہ ہم نے اس وجہ سے فیصلہ کیا۔

امام بیہقیؒ نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک فیصلہ فرماتے اور قرآن کا فیصلہ اس کے خلاف نازل ہوتا۔ تو آپؐ آئندہ قرآن کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ فرماتے لیکن پہلے فیصلہ کو بھی رد نہ فرماتے۔

یہ جو کچھ کہا گیا ہے اور دلائل پیش کئے گئے ہیں یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد کیونکہ وہ یقینی طور سے محفوظ اور درست ہے۔

علامہ کردریؒ امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ دو مجتہد جو دو مختلف باتوں کے قائل ہیں (یعنی ایک چیز ایک کے نزدیک جائز دوسرے کے نزدیک ناجائز ہوتی ہے یا حرام و حلال کا فرق ہوتا ہے) یہ بمنزلہ دو رسولوں کے ہیں جو دو مختلف شریعتیں لے کر آتے ہیں تو وہ دونوں سچ اور حق ہوتی ہیں۔ (جیسے پہلی شریعتوں میں محارم سے نکاح جائز لیکن ہماری شریعت میں ناجائز ہے ان کے لئے صدقہ کا مال کھانا حرام لیکن ہمارے فقراء کے لئے حلال ہے)

امام مازریؒ فرماتے ہیں یہ بات کہ دونوں طرف حق ہے اس پر اہل تحقیق کے اکثر علماء اور متکلمین متفق ہیں اور یہی آئمہ اربعہ سے مروی ہے۔ ایک دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کیلئے دو اجر اور دوسرے کیلئے ایک اجر کا وعدہ فرمایا اگر دونوں طرف حق نہ ہوتا تو آپؐ اجر کا وعدہ نہ فرماتے۔ اور حدیث میں جو لفظ مخطی آیا ہے اس کا جواب دیتے ہوئے امام مازریؒ فرماتے ہیں کہ وہ محمول ہے خاص معنی پر (مثلاً) مجتہد سے نسیان نص ہوگیا یا ایسے مسئلہ میں اجتہاد کیا جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ تھی مثل قطعیات وغیرہ کے کیونکہ ایسے مسائل میں اجتہاد اجماع کے

خلاف ہے ایسے مواقع میں خطاء کا حمل صحیح ہے، اور اگر ایسے مسائل میں اجتہاد کیا جائے میں کوئی نص یا اجماع امت وارد نہیں ہے تو اس موقع پر خطا کا حمل نہیں ہوگا۔ امام مازریؒ نے اس میں کافی لمبی تقریر فرمائی ہے ....

قاضی عیاضؒ نے شفاء میں نقل کیا ہے کہ دونوں مجتہدوں کا حق اور راہ راست پر ہونا ہمارے نزدیک حق اور صحیح ہے۔.........

صاحب جمع الفوائد نے کہا ہے اور یہی مذہب متکلمین کا ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے کہ امام اعظمؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ و امام مالکؒ و امام احمدؒ اور دونوں سفیان اور امام اوزاعیؒ اور ابن جریرؒ اور تمام آئمہ مسلمین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راہ حق پر تھے اور جو ان آئمہ پر ایسی بات کہے (یعنی خرافات ان کے سر لگائے) اس کی بات کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہ دی جائے کیونکہ ان کو علوم لدنیہ اور مواہب الٰہیہ سے نوازا گیا تھا اور دقیق مسائل کے استنباط کی صلاحیت دی گئی تھی اور ان کو مصارف غزیرہ اور دین و تقویٰ عبادت زہد و عظمت کے ایسے درجات دئے گئے تھے کہ ہماری عقلیں ان تک نہیں پہنچ سکتیں ....

بعض آئمہ نے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ آپؐ اختلاف مجتہدین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپؐ نے فرمایا ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں حق پر ہے، اس وقت کسی نے سوال کیا کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دونوں مجتہد مصیب ہیں لیکن حق ایک طرف ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں مجتہد مصیب ہیں لیکن مخطی درگزر کیا گیا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ دونوں باتیں معنی و مطلب میں قریب قریب ہیں اگرچہ لفظ مختلف ہیں۔"

پھر آپؐ سے سوال کیا گیا کہ ان دونوں (یعنی امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ میں سے کس

تقلید کی جائے؟ تو آپؐ نے فرمایا دونوں حق پر ہیں۔ (جس کی چاہو تقلید کرلو)
اس سے یہ بات لازم آگئی کہ تو یہ اعتقاد رکھے اہل سنت والجماعت کے آئمہ مسلمین کا فروع میں اختلاف بڑی نعمت ہے اور وسیع رحمت ہے اور بڑا فضل ہے۔
اس اختلاف میں بڑی راز کی باتیں پوشیدہ ہیں جن کو اہل علم و عمل علماء نے جانا ہے۔ اور جاہل و احمق لوگ اس سے غافل ہیں حتیٰ کہ بعض جاہلوں نے یہاں تک زبان درازی کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف ایک مذہب لے کر آئے تھے یہ چار مذاہب کہاں سے آگئے؟
اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہؐ کو اس بات کے ساتھ خاص کردیا کہ ان کے اصل سے اس بوجھ اور ثقل کو اٹھادیا جائے جو پہلی امتوں پر تھا۔

(اس کی ایک مثال یہ ہے کہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں صرف قصاص ہی واجب تھا (یعنی قتل کا بدلہ قتل) کیونکہ وہ صرف جلال کے ساتھ بھیجے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں صرف دیت واجب تھی۔ (قصاص نہ تھا) اور ہماری شریعت میں اختیار ہے چاہے ولی قصاص کا مطالبہ کرے یا دیت۔

(دوسری مثال) سابقہ شریعتوں میں بدن کے اس حصہ کو کاٹنا پڑتا تھا جس جگہ نجاست لگ جاتی تھی اور ہماری شریعت میں اس کا صرف پانی سے دھونا کافی ہے۔

(تیسری مثال) یہود کی شریعت میں نسخ نص ممنوع تھی اور ہماری شریعت میں نص کا منسوخ ہوجانا ممنوع نہیں ہے۔ (اس لئے کہ جب مدینہ طیبہ مبارکہ میں) پہلا قبلہ کا حکم منسوخ ہو تو یہود نے اس کو عجیب واقعہ سمجھا"

(چوتھی مثال) ان کی کتب صرف ایک قرات پر پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن ہماری کتاب سات قراتوں بلکہ دس قراتوں میں پڑھی جاتی ہے۔

یہ سب اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ نے تمہارے ساتھ آسانی کا
ارادہ کیا ہے تنگی اور سختی کا ارادہ نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ہم
نے تم پر تمہارے دین میں تنگی نہیں کی۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دین حنیف اور سہل دین کے ساتھ بھیجا گیا
ہوں اس دین کی نرمی اور سہولت اور اس کی مشقت کے اٹھائے جانے میں ہمارے
آئمہ کا فروع میں اختلاف ہے۔
ان مذاہب کا مختلف ہونا ایسا ہی ہے جیسے مختلف زمانوں میں مختلف شریعتیں تھیں تاکہ
ایک ہی بات کو لازم کرنے سے کوئی تنگی نہ آئے۔ اور ہر فرد مذہب صحیح پر عمل کرنے
سے ثواب اور تعریف کا مستحق ہوجائے اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے مذہب میں
وسعت دیکھے تو شرائط معلومہ کے ساتھ اس مذہب کو اختیار کرسکتا ہے اور اس پر عمل
کرسکتا ہے۔ اور یہ بڑی نعمت اور وسیع رحمت ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی رفعت شان اور دوسرے انبیاء سے امتیاز کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ کی وجہ سے
آپ کی امت کو ایک کام میں اختیار دیا گیا ہے کہ جس میں سہولت ہو اس پر عمل
کرے۔ اس لئے ہر مجتہد کی تصویب اور تعریف کی گئی ہے اگرچہ بالفرض اس سے خطاء
ہوئی ہو۔ (پھر بھی وہ مصیب ہے کیونکہ اس نے خطاء صرف افضل کو اختیار نہ کرنے
میں کی ہے)

اور علامہ سبکیؒ نے ثابت کیا ہے کہ تمام شریعتیں دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہی شریعتیں ہیں اور باقی سب انبیاء علیہم السلام مثل آپ کے قائم مقاموں کے
ہیں، کیونکہ آپؐ اس وقت سے نبی ہیں جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان
تھے اسی لئے تو آپؐ نبی الانبیاء ہیں۔ یہی مطلب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کا کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، یعنی وہ ساری مخلوق آدم علیہ السلام

سے لے کر قیامت تک کے لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔
جب یہ بات آپ کی تعظیم کے لئے کہ باقی شریعتیں آپ کی شریعت ہیں ثابت ہوگئی۔
تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ صحابہ کرام اور تابعین نے جو آپ کے اقوال اور افعال سے مسائل استنباط کئے ہیں جو بھی مختلف شریعتیں ہیں تو ان کا متعدد شریعتیں ہونا اولی ہے۔ خصوصاً جب کہ آپؐ نے اس اختلاف کے واقع ہونے کی خبر دی اور اس پر چلنے کی ہدایت کی اور آپؐ اس سے خوش ہوئے اور اس (اختلاف پر) ہماری تعریف فرمائی اور اس کو رحمت فرمایا اور احسان فرمایا جیسا کہ ابھی اس کا بیان گزرا۔
اور اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جب اختلاف اس امت کا رحمت ہے تو اس میں اس بات کی خبر ہے کہ اختلاف پہلی امتوں کا عذاب اور ہلاکت ہے اس لئے کہ ان کو وسعت (فی المذھب) نہیں دی گئی تھی جس طرح اس امت کو وسعت دی گئی ہے ان کا اختلاف محض جھوٹ پر مبنی تھا اور انبیاء علیہم السلام پر ایسی باتیں کہتے تھے جس سے وہ بری تھے۔ اس بیان سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر اس طرح فضیلت دینے کی اجازت نہیں ہے کہ اس سے دوسرے مذہب کی تنقیص ہو۔ یا وہ بات تنقیص پر دلالت کرے، کیونکہ ایسی بات دنیا اور آخرت میں ذلت اور رسوائی کا سبب بنتی ہے۔
اور بہت ممکن ہے کہ ہم اس وعید میں شامل ہوجائیں جو ارشاد باری میں ہے کہ جس نے میرے کسی ولی (یعنی دوست) کو تکلیف دی تو میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔
اور تمام علماء مسلمین عاملین بلاشک و شبہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ (یعنی دوست ہیں) عموماً یہ تفصیل بے وقوفوں میں جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔ جن کا دین اور تقویٰ میں کوئی حصہ بھی نہیں ایسے جاہلوں نے بڑا تعصب ظاہر کیا۔ اور اپنے امام کے مذہب کو ترجیح دینے میں اور دوسروں کے خلاف زبان درازی کی ہے اور اس وجہ سے جو دنیا و آخرت

میں رسوائی ہوگی اس سے غافل ہیں۔
اور جاہل مقلدین تو ایک دوسرے کے امام کے خلاف زبان درازیاں کرتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مقابلہ فاسد بالفاسد ہے۔ اور اگر ان کا یہی کلام ان کے اماموں کے سامنے پیش کیا جاتا تو وہ ان کو ڈانٹتے اور اس سے برائت کا اعلان کرتے حتیٰ کہ ان کے اس فعل کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیتے' کیونکہ وہ اس فعل قبیح کی وجہ سے غضب الٰہی کا مستحق ہوگیا ہے ایسے اشخاص کا ایمان پر مرنا مشکوک ہوجاتا ہے۔ اس بات کی حضرت ابن عباسؓ نے خبر دی ہے کہ پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ وہ دین میں شک اور جھگڑا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس راستہ خطیر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اور ہمارا حشر ان آئمہ ہدیٰ (خصوصاً آئمہ اربعہ) کے ساتھ فرمائے۔ اس لئے کہ ہم ان کی محبت اور ان کی تعظیم کی وجہ سے امید کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ (موتیوں سے جڑے ہوئے) تختوں پر اٹھائے جائیں گے کیونکہ شافع محشر نے خبر دی ہے کہ جو جس قوم سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔
اور آئمہ کی شان میں تنقیص کرنے والے کے لئے یہی سزاء کافی ہے کہ قیامت کے دن اتنے بڑے مجمع عام کے سامنے ان کی رفاقت سے محروم ہوگا اور اعلان کرنے والا اعلان کررہا ہوگا کہ یہ اولیاء اللہ کا دشمن ہے (خصوصاً آئمہ اربعہ کا اور بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہؒ کا) اس کے لئے آج سوائے عذاب اور ذلت کے کچھ نہیں۔

تیسرا مقدمہ

سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس سے (سید المحدثین والفقہاء) امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں بشارات

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس فضیلت میں سب سے بڑی بات اور اہم بات اور واضح اور کامل ترین جو آپؐ کا ارشاد ہے وہ وہی ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم اور محدث ابونعیم نے حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہے' اور شیرازی اور طبرانی نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ سے اور امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر علم ثریا ستارے پر بھی پہنچ جائے تو اہل فارس کے کچھ لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔

محدث شیرازی اور ابونعیم کے الفاظ اس طرح ہیں کہ اگر علم ثریا ستارے کے ساتھ بھی لٹکا ہوا ہو۔ الخ

امام طبرانیؒ نے جو حضرت قیسؓ سے روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ عرب اس کو نہیں اتار سکیں گے بلکہ فارس کے کچھ لوگ اس علم کو اتار لائیں گے۔ اور امام مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہو تو بھی اہل فارس کے کچھ لوگ اس کو کھینچ لائیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اس میں امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کی بشارت دی گئی ہے اور ان کی فضیلت تامہ بیان کی گئی ہے۔ (کیونکہ آئمہ اربعہ میں سے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ تینوں عرب قبائل سے

ہیں صرف امام ابوحنیفہؒ ہی فارسی ہیں اس لئے یہ بشارت علی وجہ الاتم ان پر صادق آتی ہے)

کیونکہ اس کی مثل حدیث میں مذکور ہے جو امام مالکؒ کے بارے میں وارد ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ عنقریب لوگ علم کے لئے اپنے اونٹوں کو تھکا دیں گے لیکن ہر زمانہ میں سے مدینہ منورہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم نہیں ہوگا۔ (اس میں امام مالکؒ کی طرف اشارہ ہے) دوسری مثل جو امام شافعیؒ کے بارے میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قریش کو گالیاں مت دو کیونکہ ان میں ایک ایسا عالم ہوگا جو روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے اس کی بہت ساری سندیں ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ علماء اس پر متفق ہیں کہ عالم مدینہ سے مراد امام مالکؒ ہیں اور عالم قریش سے مراد امام شافعیؒ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے بعض تلامذہ نے کہا اور اسی پر ہمارے شیخ ہیں کہ اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہؒ ہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں اہل فارس کا کوئی دوسرا شخص نہ امام ابوحنیفہؒ کے درجہ علم کو پہنچا اور نہ ان کے شاگردوں کے درجہ علم تک رسائی حاصل کی، اور اس بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو آپؐ نے فرمایا تھا وہ واضح ہوگیا۔

اور فارس سے مراد کوئی معروف شہر کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ مطلق اہل عجم کی طرف اشارہ ہے۔ آگے عنقریب آرہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے دادا فارسی النسل تھے اسی پر اکثر مؤرخین کا اتفاق ہے۔

وہ روایت جو امام دیلمی نے روایت کی ہے کہ سارے عجم سے بہتر اہل فارس ہیں اس پر علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ صحیح حدیث امام ابوحنیفہؒ کے حق میں وارد ہے تو اس کے ہوتے ہوئے ان موضوع روایات کی طرف التفات کی قطعاً ضرورت

نہیں۔

سیوطیؒ کے شاگرد فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اہل مناقب نے جو علم حدیث میں پورے ماہر نہیں تھے ایسی روایات درج کر دی ہیں جن میں وضاع اور کذاب راوی ہیں' ان میں سے بعض روایات یہ ہیں۔

1- میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو ابو حنیفہ النعمانؒ کہا جائے گا وہ میری امت کا سراج ہوگا۔

2- میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہوگا۔

3- میری امت میں ایک شخص ہوگا میرے بعد اس کو نعمان بن ثابت کہا جائے گا اس کی کنیت ابو حنیفہؒ ہوگی اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کا دین اور میری سنت زندہ ہوگی۔

4- میری امت کے ہر قرن (یعنی صدی) میں کچھ سابقین ہونگے اور ابو حنیفہ اس امت کے سابقین ہیں۔

5- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل خراسان پر ایک چاند طلوع ہوگا جس کی کنیت ابو حنیفہؒ ہوگی۔

6- انہیں سے ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ میرے بعد ایک واضح راستہ ہوگا اسی کے مطابق احکام اسلام دنیا میں جاری رہیں گے ان احکام کی تشریح کرنے والا اس کے ساتھ ایک شخص کھڑا ہوگا اس کو نعمان بن ثابت کہا جائے گا اس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی' وہ اہل کوفہ سے ہوگا وہ علم اور فقہ میں کوشش کرنے والا ہوگا احکام کو صحیح رخ پر لے آئیگا وہ دین حنیف اور اچھی رائے والا ہوگا۔

7- ایک روایت علامہ ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ جب ان کے سامنے امام ابو حنیفہؒ نے اپنا خواب ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اپنی پیٹھ اور بائیں جانب کھول کر دکھاؤ تو امام

صاحب نے کچھ کھول کر دکھائی پس علامہ ابن سیرینؒ نے آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان یا بائیں بازو پر ایک تل کا نشان دیکھا تو فرمایا سچ کہا آپ ہی ابو حنیفہؒ ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ و سلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص آئے گا جس کو ابو حنیفہ کہا جائے گا جس کے مونڈھوں کے درمیان یا بائیں بازو پر تل کا نشان ہوگا اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ دین کو اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔

یہ سب روایات موضوع ہیں فن جرح و تعدیل سے ادنیٰ تعلق رکھنے والے سے مخفی نہیں ہے علامہ ابن جوزی نے ان کو اپنی موضوعات میں نقل کیا ہے اور اس بات کو برقرار رکھا کہ علامہ ذہبیؒ نے اور ہمارے استاد علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اور علامہ ابن حجرؒ نے میزان میں انہی لوگوں کا اتباع کیا الامام الحافظ الشیخ قاسم حنفی نے ان کے زمانہ میں مذہب حنفی کی ریاست انہی پر ختم ہوتی تھی۔

ان کے علاوہ جن آئمہ حدیث نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب لکھے ہیں وہ ان روایات کو نقل نہیں کرتے جیسے محدث کبیر امام طحاویؒ اور صاحب طبقات حنفیہ شیخ محی الدین قرشیؒ اور دوسرے تمام ثقہ اور ثبت علماء احناف نے بھی ان کو ذکر نہیں کیا جو نقد رجال کے ماہر تھے۔ (انتہی)

اور جو شخص اس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ کے احوال اور کرامات اور اخلاق حمیدہ اور ان کی سیرت سے واقف ہوگیا تو وہ ضرور جان لے گا کہ امام ابوحنیفہؒ اس سے مستغنی ہیں کہ ان کی فضیلت میں موضوع روایت نقل کی جائے یا کسی لفظ موضوع سے ان کی فضیلت پر استدلال کیا جائے جبکہ بخاری و مسلم کی روایات موجود ہیں جن سے ابوحنیفہؒ ہی مراد ہیں جیسا کہ عجم کے علماء میں ان کی مثل ہے یا اس سے اعلیٰ اور برتر جیسے حضرت سلمان فارسیؓ ہیں وہ مراد ہیں (مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے) اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کی شان میں اس حدیث سے بھی استدلال درست ہے جو حضور صلی اللہ علیہ

سلم نے فرمایا کہ 150 ہجری میں دنیا کی زینت اٹھ جائے گی۔ شمس الائمہ علامہ کردریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ ہی مراد ہیں کیونکہ ان کی وفات 150 ہجری میں ہی ہوئی۔

فصل نمبر ۱

اسباب تالیف کا بیان

سب سے پہلے وہ حدیث جو حضرت عائشہؓ سے .سند مروی ہے بلکہ امام مسلمؒ نے ان کو مسلم کے مقدمہ اور امام ابن خزیمہؒ نے اس کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ لوگوں میں سے ہر ایک کو اس کی شان کے مطابق اتارو' ایک روایت میں جس کو علامہ محدث خرائطیؒ نے ذکر کیا ہے کہ لوگوں کو خیر اور شر میں ان کے مرتبہ کے مطابق اتارو' ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو ان کی جگہ یعنی شان کے مطابق اتارو اور لوگوں کو اپنی عقل سے پہچانو۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جس نے لوگوں کو ان کی شان کے مطابق اتارا اس نے اپنے سے مشقت کو دور کیا۔

دوم تاریخ خطیب بغدادیؒ اور ابن الجوزیؒ میں بعض اشیاء ایسی منقول ہیں جو امام ابوحنیفہؒ کی شان کے خلاف ہیں' لیکن خطیب نے اس کے بعد امام ابوحنیفہؒ کے ایسے فضائل ذکر کئے ہیں جس سے عقل حیران ہے مشہور اسانید کے ساتھ بلکہ اس کے بعد آنے والے سب آئمہ نے اس باب میں سے صرف ان سے امام کے مناقب نقل کئے ہیں۔ اور اس طرح کی باتیں کتاب انمول میں جو امام غزالیؒ کی طرف منسوب ہے ذکر کی گئی ہیں۔

اور ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ اس کتاب میں ہے ان کو امام غزالیؒ کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے' کیونکہ یہ بیہودہ بکواس کسی نے گھڑی ہے' اس کی دلیل یہ ہے کہ امام غزالیؒ نے اپنے متواتر کتاب احیاء علوم الدین میں امام ابوحنیفہؒ کے ایسے مناقب ذکر کئے ہیں جو ان کی شان کے عین مطابق ہیں۔

بعض حنفی محققین نے یہ جواب بھی دیا ہے جیسا کہ گزر چکا کہ یہ باتیں ابتدائی زمانہ کی ہیں جب انکا مزاج متعصبین فقہاء کی طرح تھا' لیکن جب انہوں نے ترقی کی اور ان اخلاق سے پاک ہوئے اور جب اس مرتبہ پر پہنچے جو ان کو اب حاصل ہے' تو ان باتوں سے رجوع کیا اور حق بات اپنی کتاب احیاء العلوم میں تحریر فرمائی۔ اے طالب تو اس کے ارد گرد چکر لگانے سے بچ اور اس طرح بچ جس طرح زہر قاتل سے بچا جاتا ہے" کیونکہ یہ سخت بیماری ہے یہی وہ چیز ہے جس نے (بعض) علماء کو منافست اور فخر کی طرف پھیر دیا۔

اس گمراہی کی تفصیل عنقریب آگے آئے گی' کبھی یہ بات سنی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ لوگ اس کے دشمن ہیں جس کو نہ جانے ۔ لیکن تو یہ گمان نہ کر کیونکہ تو جاننے والے کے پاس پہنچ گیا ہے' اور اس نصیحت کو قبول کر کیونکہ ناصح وہ شخص ہے جس نے اپنی عمر کا ایک زمانہ پہلے لوگوں کے خلاف تصنیف اور تحقیق اور جدل و جدال میں گزارا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو راہ حق کی طرف رہنمائی کی اور اس کے عیب پر مطلع کیا' تو اس کو چھوڑ کر اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہو جا" (بعض محققین کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا)

اس طرح کچھ باتیں واقع ہوئی ہیں جس پر کلام گزر چکا بعض متعصبین کی طرف سے جس کا نام غزالیؒ ہے نام کی نسبت سے گمان کیا لوگوں نے کہ وہ غزالیؒ امام غزالیؒ ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ غزالی امام غزالیؒ نہیں ہے بلکہ وہ مجہول شخص ہے اس کی مستقل کتاب ہے امام ابوحنیفہؒ کی تنقیص شان میں لیکن وہ امام اس سے بری اور منزہ ہے جو باتیں ان کی نسبت کہی گئی ہیں اور یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ بعض زندیق اور خیر سے محروم لوگوں نے ان بیہودہ باتوں کو گھڑ کر امام حجۃ الاسلام کی طرف منسوب کردیا تاکہ اس کی بیہودی باتیں امام کبیر اور رجل شہیر کی وجہ سے لوگوں میں

پھیل جائیں، تو ان لوگوں میں یہ باتیں پھیل گئیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور اندھا کر دیا۔

اب ہر اس شخص پر لازم ہے جو ان مضامین کو کھوٹے کرنے کی ہمت رکھتا ہو اور ان کے لکھنے والوں کو بیوقوف بنانے کی استعداد رکھتا ہو ایسا کرے۔ اور ان پر واجب ہے کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے ان کو بے قیمت بنائے اور ان کو باطل کرے۔ اور ان کے مؤلفین کی تکذیب کرے، اس وجہ سے کہ ہم امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تعظیم پر متفق ہیں ان احادیث کیوجہ سے جو گزر گئیں اور ان احادیث کیوجہ جو آئندہ آرہی ہیں۔

سوم متعصبین کی غلطی واضح کرنے اور ان کے (باطل) قول کی حقیقت بیان کرنے میں جو انہوں نے کہا کہ ہم نے امام صاحب پر ان کے مناقب میں صرف اس وجہ سے کلام کیا کہ اس کا جاننا ہم پر لازم تھا کیونکہ لوگوں کے مزاج مختلف ہوتے ہیں اور ان کے اوصاف جن پر روایت اور تنقید کا مدار ہے مختلف ہیں۔ ان کا یہ قول (حقیقت میں باطل ہے) مثل خوارج کے قول کے ہے جو انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہؒ کے خلاف کہا تھا (وہ تھا ان الحکم الا للہ) وہ بات حق تھی لیکن ان کا ارادہ باطل تھا۔

پس یہی مثال ہے ان لوگوں کے کلام کی کیونکہ انہوں نے صرف ان باتوں پر اعتماد کیا جو امام صاحبؒ کے معاصرین نے حسداً کہیں ہیں (یا ان لوگوں کی باتوں پر جن کو غلط بات پہنچائی گئی اور انہوں نے اسی کے مطابق حکم لگا دیا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کیا تم حسد کرتے ہو لوگوں سے اس پر جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دیا۔

اور اسی طرح کچھ بعد میں آنے والوں نے امام صاحبؒ کی طرف کچھ ایسے کلمات منسوب کر دیئے ہیں جو کسی باکمال سے تو کیا بلکہ کسی ادنیٰ دین دار سے بھی ایسے باتیں نہیں ہوسکتیں، اور ان سے انکا مقصود صرف امام صاحبؒ کے ذکر اور مرتبہ کو پست کرنا

ہے، اللہ تعالٰی ایسی باتیں پسند نہیں کرتے، مگر اللہ تعالٰی اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ مشرکین (اور غیر مقلدین) کو یہ بات ناپسند ہو۔

ایسے لوگوں کی تنبیہہ اور عذاب کے لئے وہ حدیث کافی وافی ہے جو سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے بسند جید مروی ہے۔ کہ جو شخص کسی کے بارے میں ایسی بات کی اشاعت کرے جس سے وہ بری تھا تا کہ دنیا میں اس کی ذلت ہو تو اللہ تعالٰی پر لازم ہے کہ اس کو جہنم میں (صرف اس جرم میں) اتنے دن (یا اتنے سال) روکے رکھے جتنے سال اس کی وہ غلط بات دنیا میں پھیلی رہی۔

اور ایک صحیح روایت میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہے جس سے وہ بری ہے تو اللہ تعالٰی اس کو (قیامت کے دن) ردغۃ الخبال میں ڈالے گا یہاں تک وہ اس سے نکلے لیکن وہ اس سے ہرگز نہیں نکل سکتا، ردغۃ الخبال اس جگہ کا نام ہے جہاں جہنمیوں کا خون و پیپ وغیرہ جمع ہوتا ہے۔

چہارم اس بات کو واضح کرنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ ان تمام آئمہ اسلام کی طرح ہیں جن پر اللہ کا یہ قول صادق آتا ہے (الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ)۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام آئمہ مجتہدین اور علماء عاملین سے ایسے کمالات باہرہ اور کرامات بسند صحیح ثابت ہیں جس کا انکار سوائے بڑے سخت جاہل کے اور کوئی نہیں کرسکتا، اور یہی لوگ حقیقت میں اولیاء اللہ ہیں، جو ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔

اب اگر کوئی ان کی شان میں تنقیص کرتا ہے تو اس پر اللہ کے غضب و غصہ کا کلمہ ثابت آتا ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس نے اپنے نفس کو ایسے مشکل ترین کام میں ڈالا

ہے جس کی اس میں طاقت نہیں تھی، یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے جنگ کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کرے گا، وہ ہمیشہ کیلئے ہلاک ہو جائے گا،
نعوذ باللہ من ذلک۔
اس کی دلیل وہ روایت ہے جس کو امام بخاریؒ وغیرہ محدثین سے پندرہ سندوں کے
ساتھ مختلف صحابہ کرامؓ سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی نقل
کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے دشمنی کی یا ذلیل کہا، یا تکلیف دی، یا اہانت
کی میرے کسی ولی یعنی دوست کی تو میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے لڑائی کا جواز پیدا کرلیا، ایک روایت میں ہے
مجھ سے لڑنے کیلئے نکل پڑا، (اس کے بعد مصنف بعض الفاظ کے لغوی معنوں کو بیان کر
کے آگے فرماتے ہیں) کہ جب تجھے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس پر سخت عذاب کا وعدہ
ہے اور تنبیہ کی گئی ہے، اور اس سے منع کیا گیا ہے، جو کم عقل والے کو بھی اس
سے روکے گا، اور یہ کہ تو غور خوض کرے ان باتوں میں جن میں آئمہ اعلام اور مصابیح
الظلام کی شان میں تنقیص ہو، اور ہر اس چیز سے دور رہ جن سے ان کو تکلیف پہنچے
کیونکہ جن چیزوں سے زندوں کو تکلیف پہنچتی ہے ان سے مردوں کو بھی تکلیف پہنچتی
ہے، پھر کون اس پر جرات کرے گا؟
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اولیاء کے بارے میں ایسے غصہ ہوتا ہوں جیسے شیر
اپنے بچہ کے بارے میں غضب ناک ہوتا ہے۔
امام احمد بن حنبلؒ حضرت وہب بن منبہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جب موسیٰ
علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ توجان لے کہ
شخص میرے ولی کی توہین کرتا ہے گویا اس نے مجھے جنگ کیلئے بلایا۔ اور میرا مقابلہ کیا
اور اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کیا، میں اپنے اولیاء کی مدد کرنے میں سب سے

زیادہ جلدی کرتا ہوں کیا مجھ سے لڑنے والے کا خیال ہے کہ وہ مجھ سے بدلہ لے گا؟ یا وہ مجھ کو عاجز کردے گا یا وہ مجھ سے سبقت کرجائے گا یا وہ مجھ سے بھاگ جائے گا۔ میں ان سے دنیا اور آخرت میں بدلا لینے والا ہوں اور ان کی مدد کو اپنے غیر کے حوالے نہیں کروں گا' تو غور کر سوچ (اے غیر مقلد) پھر سوچ کہ تو اس گہرے گڑھے میں اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈال لے کیونکہ (فقہاء پر زبان درازی کیوجہ سے جو عذاب تجھ پر آئیگا) اللہ تعالیٰ کو تیری ذرا بھی پرواہ نہیں کہ تو کس گڑھے میں گر رہا ہے اس لئے محدث ابن عساکر نے اپنی کتاب

تبیین المفتری فیما نسب للامام ابی الحسن الاشعری میں لکھا ہے کہ فقہاء کے گوشت زہر آلود ہیں جو ان کی شان میں گستاخی کرے گا اس کا ذلیل ہونا واضح ہے۔

ان کا یہ بھی قول ہے کہ علماء (یعنی فقہاء کے گوشت زہر آلود ہیں جو اس کی بو سونگھے گا (یعنی دل میں ان کے خلاف بغض کینہ و حسد رکھے گا) وہ بیمار ہوجائے گا (پھر اس کا علاج سوائے جہنم کے کہیں نہیں) اور ان کے گوشت کو کھائے گا (یعنی ان کی غیبت کرے گا ان پر زبان درازی کرے گا) وہ مرجائے گا۔ (پھر اگر اللہ تعالیٰ نے مغفرت نہ کی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ کیسے معاف کرے گا جب کہ یہ لوگ اس کے اولیاء سے بغض رکھتے ہیں اور ان کو ایذاء پہنچاتے ہیں)

پھر فرمایا کہ علماء نے ان کے فضائل جمع کئے ہیں اور ان کے حالات کی حفاظت کی ہے جو شخص صحابہ کرام اور تابعین عظام کے فضائل کے بعد امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے فضائل پڑھے گا اور ان کی حفاظت کرے گا تو اس کا پاکیزہ عمل ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی محبت سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(یہاں ایک بات یاد رہے کہ آئمہ اربعہ میں سے صرف امام ابوحنیفہؒ ہی تابعی ہیں

جیسا کہ آئندہ اس کی وضاحت آئے گی اور مزید تفصیل کے لئے دیکھیں تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ، علامہ سیوطیؒ شافعی کی اور امام ابوحنیفہؒ الامام موفقؒ کی، اور ابوحنیفہؒ و اصحابہ صیمریؒ کی اور ابوحنیفہ امام ذہبیؒ کی، اور مقام ابی حنیفہ، محدث اعظم استاذ مکرم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کی)

اور جو شخص صرف ان باتوں کو یاد کرتا ہے جو ان کے حاسدین کی بکواسات ہیں اور انہوں نے غصہ میں کہیں وہ خیر کی توفیق سے محروم رہا اور غیبت میں مبتلا ہوا اور راہ حق سے دور ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان سے کردے جو بات کو سنتے ہیں پھر صرف حق بات کی اتباع کرتے ہیں۔

پنجم آئمہ حفاظ نے امام ابوحنیفہؒ کے حالات لکھے ہیں اور ان کے حالات میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے۔ میں نے بھی ارادہ کیا کہ میں بھی اسی راستہ پر چلوں جس پر آئمہ حفاظ چلے تاکہ اس امام (کے ذکر خیر کی) برکت مجھ پر بھی برسے جیسا کہ ان لوگوں پر برسی (جنہوں نے مجھ سے پہلے فضائل و مناقب جمع کئے اور جاہل لوگوں کے بکواسات کے جواب دیئے)

کیونکہ علامہ ابن جوزیؒ نے حضرت سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے (اور امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر اور کون صالح ہوگا جنہوں نے عشاء کے وضو سے چالیس برس تک صبح کی نماز پڑھی اور عہدہ قبول نہ کرنے پر کوڑے کھائے جس کا تفصیلی ذکر آئندہ آرہا ہے)

میں نے ان کے ذکر کردہ کو مختصر عبارت میں بغیر ذکر اسناد کے نقل کردیا ہے کیونکہ ان حضرات نے بڑی تفصیل سے کلام کیا ہے جس سے ہر قسم کے شک و شبہ دور ہوجاتے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ لمبی باتوں سے گھبراتے ہیں اور مختصر کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمتیں پست ہوگئیں اور حصول علم کے مانع بکثرت پیدا ہوگئے۔ تو نہیں دیکھے گا (اس

زمانہ میں) مگر کم عقلوں کو جو چاند کی کرن کو سونے کی چھڑی سمجھتے ہیں یا خواہشات کے سمندر میں ڈوبنے والا کہ اس کو ادنیٰ کمال اور ادب حاصل کرنے سے (خواہشات) مانع ہے۔

فصل نمبر2

امام صاحبؒ کے نسب کے بیان میں

امام ابوحنیفہؒ کے نسب نامہ میں مؤرخین کا اختلاف ہے اکثر لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ اور محققین نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اہل عجم سے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ خطیب نے عمر بن حمادؒ کی سند سے روایت کی ہے (یہ حمادؒ امام ابوحنیفہؒ کے بیٹے ہیں) وہ (یعنی امام ابوحنیفہؒ) بن ثابت بن زوطی بن ماہ ہیں اور یہ اہل کابل سے تھے (کابل آج کل افغانستان کا دارالخلافہ ہے جہاں طالبان اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کررہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے) یہ بنو تیم اللہ کے غلام تھے پھر یہ اسلام لائے تو ان کو آزاد کردیا گیا۔ امام ابوحنیفہؒ کے والد حضرت ثابتؒ کی پیدائش اسلام پر ہوئی۔

بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اہل انبار سے ہیں پھر وہاں سے نسا آئے وہیں امام ابوحنیفہؒ پیدا ہوئے جب امام صاحبؒ چلنے پھرنے لگ گے تو پھر واپس انبار آگے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اہل ترمذ سے ہیں ممکن ہے کہ وہ ان چاروں شہروں میں آئے ہوں جس نے جہاں دیکھا اور جو اسے یاد تھا وہی نقل کر دیا (اور ترمذ دریائے جیحون کے کنارے ایک شہر ہے)۔

اسماعیل بن حماد جو عمر بن حماد کے بھائی ہیں (انہوں نے نسب نامہ یوں بیان کیا ہے) ثابت بن نعمان بن مرزبان یہ اہل فارس کے بادشاہوں میں سے تھے فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔

حضرت ثابت حضرت علیؓ باب العلم کے پاس اپنے بچپن میں حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان کے لئے اور ان کی ذریت کے لئے برکت کی دعاء کی اور فرماتے ہیں کہ ہمیں

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ دعا ہمارے حق میں ضرور قبول ہوئی ہوگی اور نعمان نے حضرت علیؓ کو نیروز کے دن فالودہ کا ہدیہ دیا (یہ ایک قوم کی خوشی کا دن ہے) حضرت علیؓ نے فرمایا ہمارا ہر دن ہی نیروز ہوتا ہے بعض نے کہا مہرجان کے دن ہدیہ پیش کیا تھا تو حضرت علیؓ نے فرمایا ہمارا ہر دن مہرجان ہوتا ہے۔

دونوں بھائیوں میں ثابت کے والد میں اختلاف ہے کہ وہ نعمان ہے یا زوطی اور دادا میں بھی اختلاف ہے کہ مرزبان ہے یا ماہ

میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ ہر ایک کے دو دو نام ہوں یا ایک نام ہو اور ایک لقب ہو۔ یا (لفظ) زوطی کا معنی نعمان ہو اور (لفظ) مرزبان کا معنی ماہ ہو' اور غلامی کے ہونے نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ جس نے غلامی ثابت کی ہے اس نے دادا کا ارادہ کیا ہے' اور جس نے غلامی کا انکار کیا اس نے باپ کا ارادہ کیا۔ یعنی ثابتؒ کا لیکن اسماعیل کے بیٹے نے کہا کہ ثابت وہ غلام تھے اور کابل سے قید ہوکر آئے تھے' ابن تیم اللہ کی ایک عورت نے ان کو خرید کر آزاد کیا تھا۔

بعضوں نے کہا ثابت بن طاؤس بن ہرمز تھے جو ساسان کے بادشاہ تھے۔

بعضوں نے کہا وہ عربی تھے زوطی یحیٰ بن زید بن اسد کے قبیلہ سے تھے بعضوں نے کچھ اور بھی کہا ہے لیکن اہل مناقب نے ان باتوں کو ترجیح دی ہے جو آپؒ کے پوتوں نے نقل کی ہیں اس لئے کہ پوتے اپنے دادا کا نسب زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

آپ کی پیدائش میں

اکثر محققین اس پر متفق ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ 80 ہجری میں پیدا ہوئے، عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں، بعضوں نے کہا کہ 61 ہجری میں پیدا ہوئے لیکن یہ بات غلط ہے، قابل التفات نہیں۔

فصل نمبر4

امام صاحبؒ کے نام میں

سارے لوگ متفق ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا نام نعمان ہے، اس نام میں ایک نفیس راز ہے. وہ یہ کہ نعمان کا معنی وہ خون ہے جس سے بدن کا قوام ہے، بعض نے کہا کہ نعمان کا معنی روح ہے۔

پس امام ابوحنیفہؒ کیوجہ سے فقہ (اسلامی) کا قوام ہے، اور آپؒ بیان دلائل اور فقہ کے مشکلات (کے حل کی بنیاد ہیں)

یانعمان کا معنی سرخ رنگ کا گھاس ہے جس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے یا ارغوان کے رنگ کو نعمان کہتے ہیں، اس لئے امام ابوحنیفہؒ کی عادات عمدہ ہوئیں اور کمال کی انتہی کو پہنچے، یا لفظ نعمان فعلان کے وزن پر ہے جس کا معنی نعمت ہے، تو امام ابوحنیفہؒ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور اس بات پر بھی سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ ان کی کنیت ابوحنیفہؒ ہے، (یہ لفظ) حنیف کا مونث ہے اس کا معنی ناسک یا مسلم ہے اس لئے کہ حنیف کا معنی مائل ہونا، اور مسلم کا معنی دین حق کی طرف (پس ابوحنیفہؒ کا معنی دین حق کی طرف مائل ہونے والا)

بعض لوگوں نے کہا ابوحنیفہؒ کنیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس ہر وقت دوات رہتی تھی) (جس سے احادیث لکھا کرتے تھے، اس لئے صاحب السنہ کہتے ہیں کہ ایک محدث امام ابوحنیفہؒ کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کا کمرہ کتابوں سے بھرا ہوا تھا اس نے کہا حضرت یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ حدیثیں ہیں ان میں سے صرف میں نے ان احادیث کو بیان کیا جس میں فقہ تھی، حضرت علامہ کشمیریؒ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ کی

وہ احادیث جو امام زفرؒ کے احکام میں نقل کی گئی ہیں ان کی تعداد صرف چار ہزار ہے
بقیہ احادیث کا اندازہ خود لگالیا جائے اور امام بخاریؒ کی کتاب بخاری کی اگر مکرر روایات
کو حذف کر دیا جائے تو ان کی تعداد چار ہزار سے بھی کم رہ جاتی ہیں پھر اسی کے قریب
راوی قابل جرح ہیں جن میں بعض فرقہ قدریہ سے بعض جہمیہ سے بعض خوارج
سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض ناصبی ہیں' اور پھر ایسی روایات بھی ہیں جو آپس میں
متعارض ہیں پھر اس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنا چہ معنی دارد) جس کو عراقی زبان
میں حنیفہ کہتے ہیں۔

بعض نے کہا یہ آپ کی بیٹی کا نام تھا لیکن یہ غلط ہے کیونکہ امام صاحب کی اولاد
سوائے حمادؒ کے نہیں تھی۔

خطیب بغدادیؒ نے امام صاحبؒ سے ایک منقطع روایت نقل کی ہے کہ میرے بعد
میری کنیت سوائے مجانین کے کوئی نہ رکھے گا۔ لوگوں نے کہا ہم نے بعض لوگوں کو
دیکھا جنہوں نے اپنی کنیت ابوحنیفہؒ رکھی تھی ان کے دماغ خراب ہوگئے تھے لیکن یہ
بات قابل التفات نہیں کیونکہ تیس کے قریب ایسے علماء کرام گزرے ہیں جنہوں نے
اپنی کنیت ابوحنیفہؒ رکھی تھی لیکن وہ صحیح اور عقل سلیم رکھتے تھے جیسے انقانیؒ اور دینوری
وغیرہ لیکن یہ بات صحیح ہے کہ آپ سے پہلے کسی نے یہ کنیت نہیں رکھی سوائے دو
تابعین کے جو مجہول ہیں۔)

فصل نمبر5

آپ کی حسن صورت میں

قاضی ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ (امام ابوحنیفہؒ) درمیانہ قد اور حسین صورت اور فصیح زبان تھے' اور اپنے ارادہ میں کامل اور شیریں زبان تھے اور اپنے دعویٰ پر اتمام حجت اور ابین الحجۃ تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کے صاحبزادے حضرت حماد بن نعمان فرماتے ہیں کہ آپ طویل القامت گندمی رنگ کے خوبصورت حسین چہرہ باہیبت تھے بغیر سوال کے جواب کے بات نہیں فرماتے تھے' اور فضول باتوں میں نہیں پڑتے تھے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ متوسط القامہ اور طویل القامت کے الفاظ میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ متوسط القامہ کے ساتھ طول کی طرف مائل ہوں جیسا کہ شمائل ترمذی کی شرح میں یہ دونوں الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ حسین چہرہ اور نفیس لباس والے تھے۔

فصل نمبر6

ان صحابہ کرام کے ذکر میں جن کو امام ابو حنیفہؒ نے پایا ہے

علامہ ذہبیؒ نے فرمایا اور صحیح فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو ب
میں دیکھا' ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت انسؓ کو کئی مرتبہ دیکھا اور و
مہندی لگاتے تھے۔

اکثر محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقا
کی ہو اگرچہ اس کے ساتھ نہ رہا ہو' اسی بات کو علامہ نوویؒ اور ابن صلاحؒ نے
کہا۔

متعدد سندوں سے یہ ثابت ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ سے
حدیثیں روایت کی ہیں' لیکن آئمہ حدیث فرماتے ہیں کہ انکا مدار ایسے لوگوں پر ہے
حدیث وضع کرنے میں مشہور تھے۔

علامہ ابنؒ حجر شافعی عسقلانی کے فتاوی میں ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ
صحابہ کی ایک پوری جماعت سے ملاقات کی ہے جو کوفہ رہتے تھے آپ کی پیدائش
ہجری کے بعد ہوئی اور حضرت امام ابو حنیفہؒ تابعین سے ہیں۔
اور یہ فضیلت امام صاحبؒ کے ہم عصروں کو حاصل نہیں جیسے امام اوزاعیؒ شام میں
اور دونوں حماد بصرہ میں امام ثوریؒ کوفہ میں' امام مالکؒ مدینہ شریف میں اور حضرت
بن سعد مصر میں تھے (لیکن اس کے باوجود یہ فضیلت کسی کو حاصل نہ ہوئی۔

امام ابو حنیفہؒ کا شمار ان تابعین میں ہوتا ہے جن کے بارے میں ارشاد باری

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم
جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذالک الفوز
العظیم (ترجمہ) اور جوان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ راضی ہوئے ا
ے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہ
نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں یہی ہے بڑی کامیابی۔
علماء کی ایک جماعت نے جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب میں کتابیں لکھی ہیں
فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انسؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی روایت کر
ہے جیسے حضرت عمرو بن حریثؓ

ایک اعتراض اور اس کا جواب ایک صحیح قول یہ ہے کہ حضرت عمرو بن

حریثؓ 85 ہجری میں وفات پاگئے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ 98 ہجری میں وفات پائی
لیکن یہ دوسری بات صحیح نہیں۔
اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے اور اس پر عمل جاری ہے کہ بچہ
جب سن تمیز کو پہنچ جائے تو اس کا سماع درست ہے اگرچہ وہ پانچ برس کا ہو"
2- اور حضرت عبداللہ بن انیس جھنیؓ سے بھی روایت کی ہے لیکن اس پر یہ اعتراض
کہ وہ 55 ہجری میں وفات پاگئے اس لئے ان سے روایت درست نہیں۔
اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن انیس نامی پانچ صحابی ہیں جس سے امام صاحب نے
روایت کی ہے شاید کے وہ ان مشہور جہنی کے علاوہ ہوں؟
لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان مشہور جہنیؓ کے علاوہ کوئی دوسرا صحابی اس نام کا کوف
تشریف ہی نہیں لایا۔
بعض لوگوں نے ایک سند کی نسبت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف کی ہے فرماتے ہیں کہ
امام ابوحنیفہؒ 80 ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت عبداللہ بن انیس صحابی رسول کوفہ میں

94 ہجری میں تشریف لائے تو امام صاحب نے ان کی زیارت بھی کی اور ان سے یہ روایت سنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ سند مجہول ہے کیونکہ جن عبداللہ بن انیسؓ کا کوفہ میں آنا ثابت ہے وہ تو امام صاحب کی وفات سے بہت عرصہ پہلے وفات پا چکے تھے۔

3- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدیؓ سے بھی ملاقات ثابت ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ 86 ہجری مصر کی بستی سقط ابی تراب میں وفات پاگئے تھے وہ وہیں مقیم تھے۔

لیکن وہ بات جو امام صاحب سے مروی ہے کہ میں نے 96 ہجری میں اپنے والدؒ کے ساتھ حج کیا اور انہی حضرت عبداللہ کو مسجد حرام میں درس دیتے ہوئے سنا' اس بات کو ایک جماعت نے رد کیا ہے۔ ان میں ایک شیخ قاسم ہیں جو ہمارے مشائخ کے مشائخ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں قلب اور تحریف واقع ہوئی ہے اور اس میں باتفاق کذاب ہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء مصر میں وفات پاگئے تھے جبکہ امام ابوحنیفہؒ چھ برس کے تھے اس مدت میں حضرت کا کوفہ تشریف لانا ثابت نہیں۔

4- حضرت جابر بن عبداللہؓ ہیں۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ 79 ہجری میں وفات پاگئے تھے۔ یعنی امام ابوحنیفہؒ کی ولادت سے ایک سال قبل' اس لئے اس حدیث کے بارے میں کہا گیا ہے جو انہوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس شخص کو جس کے نرینہ اولاد نہیں ہوتی تھی کہ کثرت سے استغفار کرے اور صدقہ دے اس نے ایسا ہی کیا تو اس کے نو لڑکے پیدا ہوئے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

5- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ ہیں۔ لیکن یہ اعتراض کہ عبداللہ 85 یا 87 ہجری میں

وفات پاگئے تھے۔ اس اعتراض کا وہی جواب ہے جو حضرت عمرو بن حریثؓ کی ملاقات کے اعتراض میں دیا گیا تھا۔ اور یہ بات کہ حضرت امام صاحبؒ نے حضرت عبداللہؓ سے یہ روایت متواتر سنی کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اگرچہ وہ پرندہ کے گھو سلہ کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائیں گے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ شاید امام ابو حنیفہ نے یہ روایت اس وقت سنی جب ان کی عمر پانچ یا سات برس کی ہوگی۔

6۔ حضرت واثلہ ابن الاسقعؓ ہیں۔ ان سے دو روایتیں روایت کی ہیں۔

1۔ لاتظهر الشماتة باخيک فيعا فيه الله ويبتليک 2- دع ماير يبک الى مالا يريبک ان دو میں سے پہلی روایت کو امام ترمذی نے دوسری سند سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ اور دوسری روایت کئی صحابہؓ سے مروی ہے اور آئمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے۔

لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت واثلہؓ 83 یا 85 ہجری میں وفات پاگئے تھے اس کا جواب ابھی گزرا ہے۔

7۔ حضرت معقل بن یسارؓ ہیں۔ لیکن اس پر یہ اعتراض کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پاگئے تھے جبکہ خود امیرالمومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے 60 ھجری میں وفات پائی۔

8۔ حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہؓ ہیں۔ کیونکہ ان کی وفات 102 ھجری میں مکہ میں ہوئی یہ صحابہ سے سب سے آخری وفات پانے والے ہیں۔

9۔ حضرت عائشہ بنت عجرۃ ہیں۔ لیکن اس پر اعتراض کا خلاصہ علامہ ذہبیؒ و علامہ ابن حجرؒ عسقلانیؒ کی زبان میں یہ ہے کہ یہ صحابیہ ہی نہیں بلکہ غیر معروف ہیں (یعنی مجہول) اس لئے اس روایت کو باطل خیال کیا جاتا ہے جو ان سے امام صاحبؒ نے روایت کی ہے کہ زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر مکڑی (یعنی ٹڈی) ہے جس کو نہ میں کھاتا ہوں اور نہ

حرام کہتا ہوں۔

10- حضرت سہل بن سعدؓ ہیں۔ ان کی وفات 88 ہجری میں ہوئی اور بعض لوگوں نے کہا کہ انھاسی سے بھی بعد میں ہوئی۔

11- حضرت سائب بن خلاد بن سویدؓ ہیں ان کی وفات 91 ہجری میں ہوئی۔

12- حضرت سائب بن یزید بن سعیدؓ ہیں۔ ان کی وفات میں مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا 91 ہجری بعض نے کہا 92 ہجری بعض نے کہا 94 ہجری میں ہوئی۔

13- حضرت عبداللہ بن بسرؓ ہیں ان کی وفات 96 ہجری میں ہوئی۔

14- حضرت محمود بن ربیعؓ ہیں ان کی وفات 99 ہجری میں ہوئی۔

15- حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ہیں اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کی وفات 80 ہجری حمص (یعنی شام) میں ہوئی۔

16- حضرت ابوامامہؓ ہیں اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کی وفات 81 ہجری میں حمص میں ہوئی۔

(بندہ ناچیز کہتا ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات صحابہ کرامؓ سے ملاقات ثابت ہے اور روایت کا بھی تذکرہ ہے صرف چند ایک سے ملاقات پر مؤرخین نے تاریخ وفات کی وجہ سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے تابعیت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ (مترجم)

ایک ضروری تنبیہ

بعض متاخرین محدثین جنہوں نے امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے مناقب میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک جماعت نے اس پر اتفاق کرلیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے کسی صحابیؓ سے کوئی روایت نہیں سنی۔

چند وجوہات کی بنا پر 1- امام صاحبؒ کے بڑے شاگرد مثل قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ و محدث ابن مبارکؒ اور عبدالرزاقؒ وغیرہ سے اس بارے میں کوئی چیز منقول نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ضرور نقل کرتے کیونکہ محدثین اس پر یعنی سند پر فخر کیا کرتے ہیں پس وہ تمام سندیں جن میں صحابہ کرامؓ کی طرف سماع کی نسبت کی گئی ہے ان میں کوئی نہ کوئی راوی کذاب ہے۔

لیکن دوسری بات کہ امام صاحب نے حضرت انسؓ اور صحابہ کی ایک جماعت کو سن کے اعتبار سے دیکھا ہے یہ بالکل صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں (سوائے غیر مقلدین کے) اور وہ جو علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام سے آپ کا سماع ثابت ہے اس کا رد ان کے صاحب علامہ قاسم حنفی نے کردیا ہے۔

اور روایت کے نہ سننے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ امام صاحبؒ شروع میں تو تجارت میں مشغول تھے وہ تو جب امام شعبیؒ نے جب ان کی ذہانت فطانت دیکھی تو ان کو علم کی طرف متوجہ کیا۔ بس اب جس کے لئے علم حدیث میں ادنیٰ درجہ بھی ہوگا وہ کسی روایات کی طرف التفات نہیں کرے گا۔

2- محدثین کا قاعدہ یہ ہے اتصال کا راوی ارسال اور انقطاع کے راوی پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ اس کو زیادہ علم ہوتا ہے یہ علامہ عینیؒ کی بات کی تائید ہے۔ یہ اہم بات ہے اس کو یاد رکھو۔

فصل نمبر7

امام صاحبؒ کے اساتذہ کے ذکر میں

امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اس مختصر کتاب میں ان کا تفصیلی ذکر نہیں سما سکتا۔

امام ابو حفص کبیرؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے چار ہزار شیوخ کا ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا ان کے چار ہزار استاذ صرف تابعین سے ہیں اس کے علاوہ کا اندازہ خود کرلیں۔

امام دار قطنیؒ اور ایک جماعت نے جن میں ابو محمد العینیؒ بھی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت لیث بن سعدؒ اور امام مالکؒ بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں بعض نے کہا کہ اس۔ مسند امام ابو حنیفہؒ میں امام مالکؒ سے ایک حدیث دیکھی ہے۔

اس کے علاوہ یہ دونوں امام حضرت لیث بن سعدؒ اور امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔

بعض مصنفین نے امام صاحبؒ کے مشائخ کو ذکر کیا ہے میں نے طوالت کے خوف سے اس کو حذف کردیا ہے۔ (انشاء اللہ ہم بعض مشہور اساتذہ کی فہرس اس کتاب کے آخر میں تنبیہ السفہاء فی اسماء مشائخ سید الفقہاء کے نام سے شائع کریں گے تاکہ امام صاحب کی تعداد روایات بھی معلوم ہوسکے کیونکہ اگر صرف چار ہزار اساتذہ بھی مان لئے جائیں تب بھی چار ہزار روایات تو کہیں گئی ہی نہیں لیکن جن کے دل سے ایمان اور ادب نکل جائے تو دل کے اندھے ہوجاتے ہیں پھر انہیں چار ہزار نہ چار اور چودہ ہزار کی چودہ اور سترہ ہزار کی سترہ روایتیں نظر آتی ہیں۔ (مترجم) اللہ تعالیٰ صلحاء کی بے ادبی سے محفوظ رکھے)

فصل نمبر8

ان کا بیان جنھوں نے آپؒ سے حدیث اور فقہ حاصل کی

علماء نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کا احاطہ مشکل ہے ان کا تفصیل سے ذکر کرنا ممکن ہی نہیں۔

اس کے باوجود بعض آئمہ نے کہا کہ تمام مشہور محدثین و علماء میں سے کسی کے اتنے شاگرد نہیں ہوئے جس قدر امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ اهل علم اور عوام نے کسی سے اس قدر نفع نہیں اٹھایا جس قدر امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں سے نفع اٹھایا ہے۔ خصوصاً مشکل ترین احادیث کی تفسیر میں اور مسائل اجتہادیہ میں اور نوازل وقضاء واحکام میں، جزاھم اللہ خیرا

بعض متاخرین محدثین نے امام صاحبؒ کے حالات میں آٹھ سو شاگردوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام اور نسب بھی ذکر کیا ہے میں نے طوالت کے خوف سے ان کو ذکر نہیں کیا۔ (ہم انشاء اللہ امام صاحب کے مشہور و معروف شاگردوں کا تذکرہ اس کتاب کے آخر میں تنبیہ الحمقاء فی اسماء تلامیذ سید الفقھاء کے نام سے شائع کریں گے۔ (مترجم)

فصل نمبر9

آپ کی پیدائش اور نشونما اور علم کی طرف متوجہ ہونا

صحیح روایت کے مطابق یہ گزرا کہ امام ابوحنیفہؒ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں نشونما پائی۔ جن صحابہ کا تذکرہ ابھی گزرا ان کے زمانہ میں آپ علم کی طرف مشغول نہ ہوئے تھے بلکہ تجارت میں مصروف تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امام شعبیؒ کو امام صاحبؒ کے علم دین کی طرف متوجہ ہونے کا سبب بنایا آپ نے ان کو علم اور مجالس کی طرف متوجہ کیا جب ان میں ہوشیاری و بیداری دیکھی۔

پس امام شعبیؒ کی بات آپ کے دل پر اثر کر گئی۔ آپؒ نے تجارت سے منہ موڑ کر حصول علم کی کوشش میں لگ گئے۔ اور سب سے پہلے علم کلام حاصل کیا اور اس میں اس قدر ماہر ہوگئے کہ لوگ آپ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرنے لگے۔ اور فرقہ باطلہ سے بحث و مناظرہ کرنے لگے انہی دنوں میں بصرہ تشریف لے گئے کیونکہ اکثر فرقہ باطلہ وہیں تھے جن کی تعداد تقریباً 29 کے قریب تھی۔ بعض مرتبہ سال سال تک وہیں رہتے اور ان سے مناظرے کرتے کیونکہ اس وقت امام صاحبؒ علم کلام کو سارے علوم سے افضل سمجھتے تھے۔ اصول دین ہونے کیوجہ سے۔ پھر امام صاحبؒ کو الہامی طور پر یہ بات سمجھ میں آئی کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام اس طریقہ کار کو پسند نہ فرماتے تھے حالانکہ وہ اس پر زیادہ قادر تھے۔ بلکہ اس طریقہ کار سے منع فرمایا کرتے تھے اور وہ صرف شریعت اور فقہ میں مصروف رہتے تھے اس وجہ سے آپؒ نے مناظرانہ طریقہ سے احتراز کیا اور پھر اس واقعہ نے اس بات کو مزید پکا کردیا۔ کہ امام صاحبؒ اکثر حضرت حماد کے حلقہ درس کے قریب بیٹھا کرتے تھے کہ ایک روز ایک عورت آئی اس نے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق سنی دینا چاہتا ہے تو کس طرح دے؟ امام صاحب کو یہ مسئلہ

معلوم نہ تھا آپؒ نے فرمایا کہ حضرت حمادؒ سے پوچھ پھر مجھے بھی مطلع کرتی جانا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ تو امام صاحبؒ نے علم کلام ترک کرکے حضرت حمادؒ کے حلقہ میں تشریف فرما ہوئے۔

امام صاحبؒ اپنے استاد حمادؒ کے حلقہ میں سب باتیں صحیح صحیح یاد کرلیتے تھے ان کے دوسرے ساتھی یاد کرنے میں غلطی بھی کرتے تھے پھر حضرت حمادؒ نے دس برس تک ان کو حلقہ کے صدر مقام میں بٹھایا۔ ایک روز امام صاحبؒ کے دل میں یہ بات آئی کہ اب استاد سے الگ مستقل حلقہ لگاؤں ایک رات آپ اسی بارے میں فکر مند تھے کہ اس صبح کو امام صاحبؒ کے ایک عزیز کی وفات کی خبر آئی اس کا کوئی وارث نہ تھا امام صاحبؒ کو وہاں جانا پڑا اور دو مہینہ تک حلقہ میں حاضر نہ ہوسکے۔ پھر جب واپس آئے تو کسی نے آپ سے ساٹھ مسئلے پوچھے جو امام صاحب نے استاد سے سنے ہوئے نہ تھے ان کا جواب ازخود دیا پھر ان مسائل کو استاد کے سامنے پیش کیا تو حضرت حمادؒ نے چالیس میں موافقت فرمائی اور بیس میں جواب خلاف دیا۔ تو اسی وقت قسم کھائی کہ استاد کی موت تک ان سے جدا نہ ہوں گا۔

خطیب بغدادیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے علم کا ارادہ کیا تو تمام علوم کے نتیجوں کو دیکھا۔

علم کلام کی غایت بہت تھوڑی ہے کیونکہ جب کوئی علم کلام میں ماہر ہو جائے تو تب بھی ہر مسئلہ کو علی الاعلان بیان نہیں کرسکتا اور ہر قسم کے برے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علم ادب، نحو، قرات کی غایت بچوں کے ساتھ بیٹھنا ہے اور علم شعر کی غایت لوگوں کی بیجا تعریف اور مذمت ہے جس میں کذب اور دروغ گوئی بھی ہوتی ہے۔

اور علم حدیث کیلئے ایک طویل عمر درکار ہے پھر اگر کوئی محدث کذب یا سوء حفظ وغیرہ

سے مطعون ہوجائے تو تا قیامت اس سے یہ عیب نہ دھلے۔
امام صاحبؒ نے فرمایا پھر میں نے علم فقہ میں غور و فکر کیا جب بھی میں اس کو لوٹ
پوٹ کرتا تو اس کی حلاوت بڑھتی' اور میں نے اس میں کوئی عیب نہ پایا۔ اور میں نے
یقین کرلیا کہ دنیا و آخرت کا کوئی کام اس کے بغیر (یعنی فقہ کے) سیدھا نہیں ہو سکتا۔ پھر
پورے اطمنان قلب سے ادھر متوجہ ہوگیا۔

ضروری تنبیہہ

(اے عاقل) اس خیال سے بچ کہ امام ابوحنیفہؒ کو بغیر علم فقہ کے کسی اور فن میں مہارت نہیں تھی۔ نعوذ باللہ

امام ابوحنیفہؒ علوم شرعیہ جیسے تفسیر، علم حدیث، علم آلیہ، علوم ادبیہ (یعنی عربیہ) مقاییس الحکمۃ میں بے کنارہ سمندر تھے اور بے مثل امام تھے۔

امام صاحبؒ کے بعض دشمنوں کا قول جو اس کے خلاف ہے وہ حسد پر مبنی ہے اس کی دلیل اپنے اقران پر ترفع اور زور و بہتان سے متہم کرنا ہے ویابی اللہ الا ان یتم نورہ اللہ تعالیٰ ایسی باتوں کا انکار کرتا ہے مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا۔

ان جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ کا بطلان اس سے ہوجائے گا کہ بعض مسائل فقیہہ کی بنیاد علم عربیت پر ہے جو واقف شخص اس میں غور فکر کرے گا وہ ضرور یہ فیصلہ کرے گا کہ امام صاحبؒ کو علم عربیت پر ایسی قدرت حاصل تھی جس سے عقل حیران ہے اور آپ کے ایسے فصیح و بلیغ اشعار ہیں کہ آپ کے ہم عصر اس جیسی فصاحت و بلاغت سے عاجز رہے۔ اس بارے میں علامہ زمخشری وغیرہ نے کتابیں تالیف کی ہیں جن کا تذکرہ آئندہ آئے گا۔ اور صحیح روایات سے یہ بات آئی ہے کہ امام صاحبؒ رمضان شریف میں ساٹھ قرآن شریف ختم کرتے تھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کرتے تھے آپ کے بعض حاسدوں کا خیال ہے کہ آپ کو قرآن شریف یاد نہیں تھا یہ ایک واضح جھوٹ اور بہتان ہے جس کا اس سے کافی ثبوت ہوگیا۔

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ حدیث کی اچھی تفسیر کرنے والا نہیں دیکھا۔ اور فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث دانی میں مجھ سے زیادہ ماہر

تھے۔

جامع ترمذی میں ان سے ایک روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ کذاب نہیں دیکھا اور عطا بن ابی رباحؒ سے افضل نہیں دیکھا۔

امام بیہقی ؒ نے روایت کی ہے کہ امام صاحبؒ سے سوال کیا گیا کہ حضرت سفیان ثوریؒ سے علم حاصل کیا جائے یا نہ؟ فرمایا ان سے علم حاصل کرو کیونکہ وہ ثقہ ہیں لیکن ان کی وہ روایات جو ابی اسحاق عن جابر جعفی سے ہیں ان سے بچا جائے۔

خطیب بغدادیؒ نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مجھے کوفہ میں حدیث پڑھانے کے لئے بٹھایا وہ یہی امام ابو حنیفہؒ تھے اور لوگوں سے فرماتے تھے کہ یہ عمرو بن دینار کی احادیث کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اسی سے امام صاحبؒ کا مرتبہ فی الحدیث اور حدیث کی جلالت بھی سمجھ میں آتی ہے کیونکہ امام صاحبؒ سے سفیان ثوریؒ کے پاس جانے کا مشورہ لیا جاتا تھا اور خود ابن عیینہؒ کو تدریس کے لئے بٹھاتے تھے۔

فصل نمبر10

فتویٰ اور تدریس کا بیان

جب آپ کے استاد حضرت حمادؒ فوت ہوگئے وہ اس وقت علماء کے سردار تھے لوگ بے فکر تھے (کیونکہ ہر مسئلہ کے حل کے لئے وہ موجود تھے) تو اب ان کے نائب بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو ان کے بیٹے کو ان کا نائب بناکر ان کی مسند پر بٹھا دیا ان کے والد کے شاگرد حاضر ہونے لگے لیکن ہر بات میں ان سے تشفی نہ ہوتی تھی کیونکہ ان پر علم نحو اور علم کلام کا غلبہ تھا۔

پھر ان کی جگہ موسیٰ بن کثیرؒ کو بٹھایا گیا تو وہ بڑے اکابرین سے ملا کرتے تھے (عام لوگوں کی طرف توجہ کم تھی) اگرچہ وہ بڑے فقیہ تھے لیکن لوگوں نے جب وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو امام ابوحنیفہؒ کو اس مسند پر بٹھانے پر اتفاق کرلیا۔ تو حضرت نے یہ فرماتے ہوئے کہ میں علم کا فوت ہونا پسند نہیں کرتا ان کی بات مان لی۔ پس لوگوں کی آمدورفت شروع ہوگئی اور لوگوں نے ان کے پاس عجیب وغریب علم پایا اور حسن اخلاق اور حسن مودة پایا اور ان کو لوگوں کی باتوں پر ایسا صابر پایا کہ اس کے علاوہ کسی کو نہیں پایا تھا۔ بالآخر سب کو چھوڑ کر لوگ صرف امام ابوحنیفہؒ کی طرف آنے لگے پھر وہ لوگ درجہ علم میں بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ علم دین کے امام کہلائے۔ پھر دوسرے طبقہ میں امام ابویوسف و امام زفرؒ وغیرہ تھے پھر آپ کا مرتبہ ہمیشہ بلند ہوتا رہا اور آپ کے اصحاب بڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ کے شاگردوں کا حلقہ مسجد میں سب سے بڑا ہونے لگا اور سارے لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوگئے امراء آپ کا اکرام کرنے لگے اور خلفاء آپ کا ذکر (خیر) کرنے لگے تمام لوگ آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوگئے اور آپ نے ایسے ایسے مسائل حل فرمائے کہ غیر اس سے عاجز ہوگئے۔ اس کے ساتھ

ی آپ کے حاسد اور دشمن بھی بڑھنے لگے کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ (اہل علم کے ہی ہمیشہ حاسد ہوتے ہیں کیونکہ پتھر اسی درخت کو مارے جاتے ہیں جن پر پھل ہوتا ہے)

آپ کی کامل توجہ افتاء اور تدریس کی طرف اس وقت ہوئی جب ایک مرتبہ آپ کا دل تنگ ہوگیا تھا پھر آپؒ نے خواب دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھود کر آپؐ کی مبارک ہڈیوں کو جمع کرکے اپنے سینہ پر رکھتے جارہے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو نکال کر ایک دوسری کے ساتھ ترتیب سے جوڑتے جارہے ہیں اس خواب سے آپؒ بہت گھبرائے اور تنگ دل ہوئے پھر اپنے ساتھیوں میں کسی کو علامہ ابن سیرینؒ کے پاس تعبیر کے لئے بھیجا۔ علامہ ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ تمہارا صاحب لوگوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی ایسی زبردست تشریح کرے گا کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ یہ سن کر آپؒ کا سینہ کھل گیا اور افتاء و تدریس میں مشغول ہوگئے پھر ایسے ایسے مسائل حل فرمائے کہ عقلیں حیران رہ گئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بعض شاگردوں نے آپ کو مریض دیکھا حالانکہ آپ مریض نہیں تھے۔ تو وہ آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؒ نے ان سے اپنا خواب بیان فرمایا تو انہوں نے کہا کہ یہاں امام ابن سیرینؒ کا ایک شاگرد ہے ہم اس کو بلاتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔ پھر خود تشریف لے گئے اور ان کو خواب سنایا۔ تو انہوں نے فرمایا اگر آپ کی یہ بات حق ہے تو آپ کو اقامت سنت کیلئے ایسا علم حاصل ہوگا کہ آپ سے پہلے کسی کو وہ علم حاصل نہ ہوا ہوگا اور آپ کو علم میں گہری دسترس حاصل ہوگی یہ دونوں روایات ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں کیونکہ یہ ہوسکتا کہ علامہ ابن سیرینؒ سے بھی اس کی تعبیر معلوم کی ہو اور ان کے شاگرد سے بھی اور دونوں کی بات موافق ہوگئی ہو۔

فصل نمبر 11

امام صاحب کے مذہب کی اساس

یہ بات خوب معلوم کرو کہ علماء کرام نے جو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے بارے میں اصحاب الرائے کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے ان کی مراد تنقیص نہیں ہے اور نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی رائے کو حدیث اور اقوال صحابہ پر مقدم سمجھتے ہیں وہ اس سے بری ہیں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ سے بے شمار سندوں سے یہ بات منقول ہے کہ وہ اولا قرآن شریف سے مسئلہ لیتے ہیں اگر قرآن میں مسئلہ نہ ملے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کرتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ ان دونوں میں نہ ملے تو جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو اس کو لیتے ہیں اگر اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے اقوال مختلف ہوں تو جس کا قول اقرب الی القرآن والسنہ ہو اس کو لیتے ہیں ان سے باہر نہیں جاتے۔ اگر صحابہ کے اقوال میں سے کسی کا قول نہ ملے تو پھر تابعین کے اقوال کو نہیں لیتے بلکہ خود اجتہاد کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اجتہاد کیا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کو اگر مسئلہ حدیث صحیح سے مل جاتا تو لے لیتے اگر اقوال صحابہ یا تابعین سے ہوتا تو بھی لے لیتے ورنہ اس مسئلہ کو (قواعد شرعیہ کے مطابق) قیاس کرتے اور بہت اچھا قیاس کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ امام صاحبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں حدیث مل جائے تو اس کو سر اور آنکھوں پر رکھتا ہوں اور جب صحابہ کرامؓ کے اقوال یا افعال میں سے کچھ مل جائے تو انہی میں سے لیتا ہوں اس سے باہر نہیں نکلتا۔ اور جب تابعین سے کوئی بات (یعنی دلیل وغیرہ) آئے تو مقابلہ کرتا ہوں (کیونکہ

جس طرح وہ مرد ہیں قیاس کرتے ہیں میں بھی مرد ہوں قیاس کرتا ہوں)
انہی سے مروی ہے کہ مجھے لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اپنی رائے سے فتوئی دیتے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ تو کسی نہ کسی اثر کو دیکھ کر فتوئی دیتے ہیں انہی سے مروی ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کہے کہ میری رائے کتاب اللہ کے ساتھ یہ ہے یا سنت کے ساتھ یہ ہے یا اجماع صحابہؓ کے ساتھ یہ ہے۔ ہاں اگر صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہو تو ہم کسی ایک کی بات کو لیں گے جو اقرب الی کتاب اللہ ہو یا اقرب الی السنہ ہو لیکن اگر بات ان پاک ہستیوں سے آگے بڑھ جائے تو پھر رائے سے قیاس کریں گے اور یہ طریقہ سابقین کا ہے۔

امام مزنی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سارے لوگ (علم) قیاس میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں کیونکہ امام صاحبؒ کے قیاسات دقیق ہیں (جو ہر کم عقل کی سمجھ میں نہیں آسکتے) امام مزنیؒ اکثر امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کا مطالعہ کیا کرتے تھے اسی بات نے ان کے بھانجے امام طحاویؒ کو اس پر مجبور کیا کہ وہ مذہب شافعیؒ ترک کرکے مذہب حنفی قبول کریں جیسا کہ امام طحاویؒ نے خود تصریح کی ہے۔

حضرت حسن بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ناسخ و منسوخ کی خوب تمیز کرنے والے تھے۔ اور اہل کوفہ کی تمام احادیث کے جاننے والے تھے (اہل کوفہ کی احادیث کس قدر تھیں اس کا اندازہ امام بخاریؒ کی اس بات سے ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حرمین شریفین چھ دفعہ گیا اور بصرہ دو مرتبہ اور جزیرہ تین مرتبہ اور کوفہ اتنی مرتبہ گیا ہوں کہ گن کر نہیں بتاسکتا۔ اور اہل کوفہ کی روایات کا اس سے بھی اندازہ لگائیں کہ بخاری شریف کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس پر اہل کوفہ سے مروی روایت نہ ہو۔ اس سے غیر مقلدین کے اس جھوٹ کا بھی پتہ چلتا ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ کی

احادیث بے نور ہوتی ہیں اگر یہ بات صحیح ہے تو ساری بخاری شریف بے نور ماننی پڑے گی۔ (مترجم) تعامل الناس کے متبع تھے اور جو (احادیث) ان کے اہل شہر کے پاس پہنچیں ان سب کے حافظ تھے۔

قیاس ابلیس اور قیاس مجتہد میں فرق

ایک شخص نے آپ کو (یعنی امام صاحبؒ کو ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس کرتے سنا تو چلا اٹھا کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ سب سے پہلے قیاس شیطان نے کیا تھا۔ امام صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فلاں تو نے بے موقع اور بے محل بات کہی ہے۔ کیونکہ شیطان کا قیاس اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کرنے کے لئے تھا جیسا کہ خود قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے جس کی وجہ سے وہ کافر ہوگیا۔ اور ہمارا قیاس اللہ کے حکم کی اتباع کیلئے ہے کیونکہ ہم اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول یا اقوال آئمہ صحابہ سے ہوں یا تابعین سے ان کی طرف پھیرتے ہیں اور اتباع کا ارادہ کرتے ہیں پھر ابلیس کا قیاس اور ہم دونوں کس طرح برابر ہوسکتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے غلطی کی میں توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو روشن کرے جیسا کہ آپ نے میرے دل کو (حق بات سے) روشن کیا۔

(مترجم کہتا ہے کاش کہ آج کے غیر مقلدوں کو بھی امام صاحبؒ کا جواب سمجھ میں آجاتا تو امام صاحبؒ پر قیاس کرکے قیاس کا الزام لگانے سے بچ جاتے اور کار شیطان سے بری ہوجاتے کیونکہ انہوں نے بھی امام پر قیاس کے ذریعہ سے اول من قاس کا جملہ فٹ کیا ہے حالانکہ جس قدر شیطان اور مجتہد (یعنی فقیہ کے قیاس میں فرق ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ غیر مقلد لامذہب اور مجتہد کے قیاس میں فرق ہے)

اور یہی بات امام صاحبؒ سے منقول ہے کہ جس پر ہم ہیں یہ میری رائے ہے ہم کسی کو

اس پر مجبور نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک کو ہمارا قول قبول کرنا لازم ہے! اگر کسی کے پاس اس سے بہتر ہو تو لائے ہم اس کو قبول کریں گے۔

۔ **علامہ ابن حزمؒ** فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے تمام شاگرد اس پر متفق ہیں کہ امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔
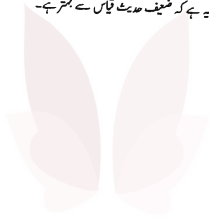
فصل نمبر12

امام صاحبؒ کی وہ خصوصیات جن کی وجہ سے آپ بعد والوں سے ممتاز رہے

1۔ ان خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپؒ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کی زیارت کی ہے جیسا کہ فصل نمبر6 میں گزرا' جس کی وجہ سے آپ اس حدیث کے مصداق ٹھہرے جو متعدد طریقوں سے .سند صحیح ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خوشخبری ہے ان کے لئے جنہوں نے مجھے دیکھا اور جنہوں نے میرے دیکھنے والوں (یعنی صحابہؓ) کو دیکھا اور جنہوں نے ان کو (یعنی تابعین) کو دیکھا۔

2۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحبؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن میں پیدا ہوئے' اس وجہ سے اس فضیلت کے مستحق ہوئے جو .سند صحیح مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر اس سے متصل زمانہ کے پھر جو اس سے متصل زمانہ کے ہوں۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ بہتر لوگ اس صدی کے ہیں جس میں میں موجود ہوں پھر اس سے متصل پھر جو اس سے متصل ہوں۔

3۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحبؒ نے تابعینؒ کے زمانہ میں اجتہاد اور فتویٰ کا کام شروع کردیا تھا بلکہ آپ کے پختہ علم ہونے کی یہی وجہ کافی ہے کہ جب محدث اعظم حضرت امام اعمشؒ حج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے لئے حج کے مسائل تحریر فرمائیں اور لوگوں سے فرماتے کہ امام ابوحنیفہؒ سے حج کے مسائل لکھو۔ میرے علم میں امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فرائض اور نوافل کے مسائل کو جاننے والا کوئی نہیں۔

۴. چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ آپ سے آپ کے اکابر شیوخ نے روایت کی ہیں جیسے محدث عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ خلیفہ منصور کے پاس تشریف لے گئے تو موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا اے امیرالمومنین یہ آج دنیا میں سب سے بڑے عالم شمار ہوتے ہیں تو خلیفہ نے امام صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ نے کن لوگوں سے علم حاصل کیا؟ تو اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے شاگردوں سے اور حضرت علیؓ کے شاگردوں سے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے اس پر خلیفہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا واہ واہ آپ نے تو اپنے لئے خوب مضبوط علم حاصل کیا

5- پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جس قدر آپ کے شاگرد ہوئے آپ کے بعد کسی کے اتنے شاگرد نہیں ہوئے ایک شخص نے امام وکیعؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابو حنیفہؒ نے غلطی کی تو امام وکیعؒ نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا ایسا کہنے والا کوئی جانور ہی ہو سکتا ہے یا وہ جو جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کیسے غلطی کر سکتے ہیں جب کہ ان کے پاس فقہاء میں مثل قاضی ابو یوسفؒ و محمد بن شیبانیؒ جیسے موجود ہوں اور محدثین میں سے فلاں فلاں موجود ہیں اور آئمہ لغت و عربیت کے جاننے والے فلاں فلاں موجود ہیں اور متقی پرہیزگاروں میں حضرت فضیل بن عیاضؒ اور داؤد طائیؒ جیسے موجود ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں امام صاحبؒ غلطی نہیں کر سکتے۔

6- چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ان کو ابواب کی ترتیب دی جس طرح آج تک چل رہا ہے امام مالکؒ نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب موطا میں انہی کا اتباع کیا جبکہ لوگ آپؒ سے پہلے صرف زبانی حفظ پر بھروسہ کر لیتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ نے ہی سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تحریر فرمائی۔

۷. ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ جس طرح انکا مذہب پھیلا ہے کسی دوسرے کا مذہب اس قدر نہیں پھیلا۔ جیسے ہند، سندھ، روم اور ماء وراء النہر کے سارے علاقے، (اور آئمہ اربعہؒ کے مقلدین میں سے نصف سے زائد مقلدین صرف امام ابوحنیفہؒ کے ہیں اور ایک تہائی تعداد تین آئمہؒ کے مقلدین کی ہے۔ (مترجم)

8. آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنی کمائی سے اپنے علاوہ علماء کرام پر خوب خرچ فرماتے تھے اور کسی سے بدلہ وغیرہ بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ باوجود ان کی کثرت عبادت اور زہد اور کثرت حجوں اور عمروں کے یعنی یہ کمالات ان خصوصیات کے علاوہ ہیں جیسا کہ ان کا تذکرہ اپنے موقع پر آئے گا۔

9. نویں خصوصیت یہ ہے کہ آپؒ کی موت مظلومیت کی حالت میں آئی۔ آپ قید میں بند تھے اور زہر دیا گیا تھا جس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

فصل نمبر 13

آپ کی مدح آئمہؒ کی زبان سے

خطیب بغدادیؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے کہا کیا آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ امام مالکؒ نے فرمایا ہاں۔ وہ ایسے زبردست آدمی تھے اگر تیرے ساتھ اس ستون کے سونا ہونے پر کلام کرتے تو دلائل سے غالب آجاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے (علماء) کی ایک جماعت کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو جواب دیا اور ان کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار فرمایا۔ اس شخص نے کہا کہ ابوحنیفہؒ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا سبحان اللہ ان جیسا میں نے کبھی نہیں دیکھا خدا کی قسم اگر وہ اس ستون کے سونا ہونے پر عقلی دلائل پیش کرتے تو اپنی بات میں غالب آجاتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ کے پاس تشریف لے گئے تو امام مالکؒ نے ان کی بڑی عزت کی (اور ان کو اپنی مسند پر بٹھایا) اور جب وہ تشریف لے گئے تو فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں، فرمایا یہ امام ابوحنیفہؒ ہیں جن کا نام نعمان ہے اگر یہ اس ستون کے سونا ہونے پر دلیل قائم کریں تو حجت تام کردیں فقہ ان کی طبیعت بن چکی ہے اور اس بارے میں ان پر کوئی مشقت نہیں۔ پھر امام ثوریؒ تشریف لائے تو ان کو بھی عزت کی جگہ بٹھایا لیکن وہ جگہ اس جگہ سے کم درجہ تھی جہاں امام ابوحنیفہؒ کو بٹھایا تھا۔ پھر جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی فقاہت اور تقویٰ کا تذکرہ کیا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اور یہ حرملہ کی روایت ہے کہ جو شخص فقہ میں کامل بننا چاہے ابو حنیفہؒ کے عیال (بچوں) میں شامل ہو جائے کیونکہ فقہ ان کے موافق کردی گئی ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں یہ ربیع کی روایت ہے تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں (یعنی بچے ہیں) میں نے ان سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابو حنیفہؒ کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا وہ علم میں کمال حاصل نہیں کر سکتا اور نہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ابو حنیفہؒ جیسا نہیں دیکھا۔

حضرت ابن عیینہؒ فرماتے ہیں جو علم مغازی کا ارادہ کرے وہ مدینہ منورہ جائے اور جو مسائل حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ جائے اور جو فقہ حاصل کرنا چاہے وہ کوفہ کو لازم پکڑے اور امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کا لازم پکڑے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا اور وہ (خیر کی) نشانی تھے کسی نے (اعتراضا) کہا خیر کی یا شر کی۔ آپؒ نے فرمایا خاموش رہ اے فلاں، شر کے لئے لفظ غایہ استعمال ہوتا ہے آیہ یعنی نشانی خیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اگر رائے کی ضرورت ہو تو امام مالکؒ اور سفیانؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی رائیں درست ہیں ان سب میں امام ابو حنیفہؒ سب سے زیادہ فقیہ اور اچھے فقیہ تھے اور باریک بین اور فقہ میں زیادہ غور و خوض کرنے والے تھے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کسی موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

کوئی حدیث نہ ملے تو ہم ابوحنیفہؒ کے قول کو حدیث کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن لوگوں سے اس طرح حدیث بیان کررہے تھے حدثنی النعمان بن ثابتؒ (حدیث بیان کی مجھ سے نعمان بن ثابت نے) مجلس والوں میں سے کسی نے کہا کون نعمان بن ثابت؟ فرمایا ابوحنیفہؒ جو علم کا مغز تھے یہ سن کر بعض لوگوں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ تو ابن مبارکؒ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اے لوگو تم آئمہ کے ساتھ بے ادبی اور جہالت کا معاملہ اختیار کرتے ہو۔ تم علم اور علماء کے مرتبہ سے جاہل ہو امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی قابل اتباع نہیں کیونکہ وہ متقی پرہیز گار ہیں مشتبہ چیزوں سے بچنے والے ہیں۔ علم کے (پہاڑ) ہیں وہ علم کو ایسا کھولتے ہیں کہ ان سے پہلے کسی نے اپنی باریک بینی اور ذکاوت سے ایسا نہیں کھولا۔ پھر قسم اٹھائی کہ میں تم سے ایک ماہ تک حدیث بیان نہیں کروں گا۔

حضرت سفیان ثوریؒ اس شخص سے فرماتے تھے جو کہتا تھا کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس سے آرہا ہوں کہ تو روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آیا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ امام صاحبؒ سے زیادہ قدر و منزلت حاصل کرے اور ان سے زیادہ علم حاصل کرے اور یہ دونوں کام ممکن نہیں۔ (لہٰذا بے وقوفوں کے علاوہ امام صاحبؒ کی کوئی مخالفت نہیں کرتا)

اور جب امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ دونوں حج کو تشریف لے گئے تو سارے راستہ میں حضرت سفیان ثوریؒ امام صاحبؒ کو آگے چلاتے تھے اور خود پیچھے چلتے تھے، اور جب کوئی سوال کرتا تو خاموش رہتے تھے صرف امام صاحبؒ جواب دیتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت سفیان ثوریؒ کے تکیہ کے نیچے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب الرھن رکھی دیکھی تو پوچھا کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی کتاب کو دیکھتے ہو؟ فرمایا ہاں کاش کے میرے پاس امام ابوحنیفہؒ کی ساری کتابیں ہوتیں میں ان کا مطالعہ کرتا پھر میرے سے کوئی مسئلہ پوشیدہ نہ رہ جاتا۔ لیکن تم انصاف نہیں کرتے۔

قاضی ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہؒ کی اتباع کرنے والے تھے۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک دن حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے اوصاف بیان فرمائے کہ بے شک وہ ایسے علم پر سوار تھے جو نیزے کی نوک سے زیادہ تیز تھا، خدا کی قسم وہ علم کو اہتمام سے لینے والے تھے۔ حرام سے بھاگنے والے تھے، اپنے اہل شہر کے تعامل کا اتباع کرتے تھے، وہ سوائے حدیث صحیح کے کسی اور کو لینا حلال یعنی جائز نہیں سمجھتے تھے، حدیث کے ناسخ و منسوخ کو خوب اچھی طرح پرکھتے تھے، وہ ثقہ لوگوں سے حدیث لیتے تھے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو لیتے اور اتباع حق میں علماء اہل کوفہ جس پر متفق پاتے اس کا اتباع کرتے اور اس کو اپنا مذہب بنالیتے۔ بعض لوگوں نے (بلاوجہ) ان کی تنقیص کی ہے ہم ان سے خاموش ہیں ان کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلب گار ہیں۔

امام اوزاعیؒ نے ابن مبارکؒ سے کہا یہ کون بدعتی شخص ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا ہے جس کی کنیت ابوحنیفہؒ ہے؟ میں نے امام صاحبؒ کے مشکل ترین مسائل میں سے

کچھ مسائل ان کو دکھائے جب انہوں نے وہ مسائل دیکھے کہ یہ نعمان بن ثابتؒ کی طرف منسوب ہیں تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا۔ فرمایا یہ تو بہت زیادہ ذہین و فطین شیخ ہیں جاؤ ان سے اور علم حاصل کرو، میں نے عرض کیا یہ وہی ابوحنیفہؒ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا تھا پھر جب مکہ میں حج کے موقع پر امام اوزاعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ جمع ہوئے انہی مسائل میں گفتگو ہوئی امام صاحبؒ نے ان کی اس سے بھی زیادہ تشریح کی جو ابن مبارکؒ کے پاس لکھی ہوئی تھی۔ جب دونوں جداء ہوئے تو اوزاعی نے ابن مبارک سے کہا مجھے اس شخص (یعنی ابوحنیفہؒ) نے رشک میں ڈال دیا ہے کثرت علم کی وجہ سے اور حضور عقل کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواست گار ہوں کہ میں غلطی پر تھا اس شخص کو لازم پکڑو مجھے پہنچا تھا یہ اس کے خلاف نکلا (یعنی لوگوں نے حاسدوں نے مجھے غلط خبر دی تھی)

حضرت ابن جریجؒ کو جب امام ابوحنیفہؒ کے علم اور شدت تقویٰ اور حفاظت دین اور حفاظت علم کی خبر ملی تو فرمایا کہ ان کی علم میں بلند شان ہوگی۔ ایک دن کسی نے ان کے سامنے کچھ ان کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے خاموش ہوجاؤ بے شک وہ بڑے فقیہ ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ تقویٰ اور زہد اور ایثار آخرت میں ایسے مقام پر ہیں کہ کوئی دوسرا اس جگہ نہیں پہنچ سکا جب منصور نے انہیں عہدہ قضا پیش کیا تو انہوں نے اس کو قبول نہ فرمایا جس کی وجہ سے ان کو کوڑے لگائے گئے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے اور ان سے راضی ہو۔

محدث یزید بن ہارونؒ سے کسی نے کہا کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی کتاب دیکھتے ہیں فرمایا ان کی کتابیں دیکھا کرو کیونکہ میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو ان کی کتابیں دیکھنے کو ناپسند کرتا ہو۔

امام ثوریؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب الدھن حاصل کرنے کی بہت کوشش کی حتیٰ کہ اسے نقل کرلیا۔ ان سے کسی نے کہا کہ آپ کو امام مالکؒ کی رائے امام ابوحنیفہؒ کی رائے سے زیادہ پسند ہے۔ (پھر آپ ان کی کتاب کیوں دیکھتے ہیں؟) فرمایا امام مالکؒ کی مؤطا لکھ لو کیونکہ اس میں تنقید رجال ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں سے فقہ لکھ لو کیونکہ یہ لوگ اسی لئے پیدا کئے گئے تھے (یعنی فقہ میں کمال حاصل کرنا انہی لوگوں کا حصہ تھا)

خطیب بغدادیؒ بعض آئمہ زہد سے نقل کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہؒ کے لئے دعا کریں کیونکہ انہوں نے سنت (یعنی حدیث) اور فقہ کو محفوظ کیا ہے۔

لوگ حسد اور جہالت کی وجہ سے ان کے بارے میں جو چاہیں بکواس کریں (جیسا کہ آج کل غیر مقلد کرتے ہیں) لیکن وہ میرے نزدیک بہت اچھے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اندھا پن اور جہالت سے نکلنا چاہئے اور یہ چاہئے کہ فقہ کی حلاوت اسے حاصل ہو اس کو چاہئے کہ امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

حضرت مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کی سب سے بڑے عالم تھے۔

یحیٰی بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی، اس لئے فتاویٰ ان کے قول کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

نضر بن شمیلؒ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غافل سوئے ہوئے تھے امام ابوحنیفہؒ نے ان کو جگایا، اس کی وضاحت اور تلخیص سے۔

محدث مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابوحنیفہؒ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنایا مجھے امید ہے کہ اس پر کوئی خوف نہیں اور نہ اس نے اس میں افراط سے کام لیا۔

لوگوں نے کہا حضرت آپ نے باقی لوگوں کی رائے کو چھوڑ کر صرف ان کی رائے کو کیوں لے لیا؟ فرمایا زیادہ صحیح ہونے کی وجہ سے تم ان سے بہتر کسی کی رائے لے آؤ میں اس کی طرف راغب ہوجاؤں گا۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدامؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے حلقہ کے وسط دیکھا مسائل پوچھتے تھے اور استفادہ کرتے تھے اور فرماتے تھے میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا

محدث عیسیٰ بن یونسؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی امام ابوحنیفہؒ کے بارے غلط بات کہے ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا خدا کی قسم میں نے نہ ان سے کوئی افضل شخص دیکھا ہے اور نہ ان سے بڑا فقیہ۔

معمرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقہ میں اچھی کلام کرنے والا' اور ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر اچھی طرح قیاس کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی ان سے بہتر حدیث کی شرح کرنے والا دیکھا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ فقہ میں معروف تقویٰ میں مشہور' وسعت مال والے تھے۔ اپنے ہم مجلسوں پر خوب خرچ کرتے تھے' دن رات دین کی تعلیم میں مشغول تھے' کم گو تھے حرام و حلال مسائل کے جواب حق کے بغیر نہیں دیتے تھے۔ حکومت اور حکومت کے عہدوں سے بھاگنے والے تھے (یعنی پسند نہ کرتے

(تھ)

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے لئے اپنے والدین سے پہلے دعا کرتا ہوں اور میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا تھا کہ میں اپنے استاذ حمادؒ کے لئے اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ کو فقہ، عمل، سخاوت، اچھے اخلاق سے زینت بخشی تھی وہ اخلاق جو قرآن میں ہیں، اور فرماتے ہیں کہ وہ پہلے علماء کے قائم مقام تھے، لیکن خدا کی قسم ان کی نظیر اور مثل ان کے بعد ساری زمین پر نہیں ملتی۔

محدث اعمشؒ سے سوال کیا گیا تو فرمایا اس کا بہتر جواب امام ابوحنیفہؒ ہی دے سکتے ہیں میری خیال میں ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔

یحییٰ بن آدمؒ سے کسی نے کہا یہ لوگ جو امام ابوحنیفہؒ کی شان عالی میں بکواس کرتے ہیں آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا امام ابوحنیفہؒ نے ایسے ایسے (عمدہ مسائل حل فرمائے ہیں) کہ بعض ان کی (ناقص) سمجھ میں آتے ہیں بعض (ان بے وقوفوں) کی سمجھ میں نہیں آتے تو ان سے حسد کرتے ہیں۔

محدث وکیعؒ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑا نہ فقیہ دیکھا اور نہ کسی کو ان سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام حافظ ناقد رجال یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء صرف چار ہیں۔ 1۔ (امام اعظم) امام ابوحنیفہؒ و سفیانؒ و مالکؒ و اوزاعیؒ اور میرے نزدیک قرات امام حمزہؒ کی قرات ہے اور فقہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ ہے۔ (یعنی سب سے افضل ہے) میں نے لوگوں کو بھی اسی پر پایا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا سفیانؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت نقل

کی ہے؟ فرمایا ہاں، وہ ثقہ اور صدوق تھے فقہ میں اور حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں مامون تھے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی حسن بن عمارہؒ کو دیکھا کہ اما ابوحنیفہؒ کے گھوڑے کی رکاب کو پکڑتے ہوئے یہ فرما رہے تھے خدا کی قسم میں نے ان سے زیادہ فقہ میں فصیح و بلیغ کلام کرتے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ صابر اور نہ حاضر جواب، یہ اپنے وقت کے سید الفقہاء ہیں ان کی شان میں سوائے حاسدوں کے کوئی بکواس نہیں کرتا۔

محدث شعبہؒ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ حسن الفہم اور جید الحفظ تھے، لوگوں نے آپ سے اس چیز میں جھگڑا کیا جس کے وہ زیادہ جاننے والے تھے، خدا کی قسم وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا جلد بدلہ پائیں گے۔ اور امام شعبہؒ امام ابوحنیفہؒ کے لئے رحم کی دعا کیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن معینؒ سے سوال کیا گیا کہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرمایا، وہ ثقہ ہیں میں نے کسی کو ان کی تضعیف کرتے نہیں سنا، یہ امام شعبہ ہیں جو ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور حکم کریں، ابوایوب سختیانیؒ نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ وہ صالح ہیں، فقیہ ہیں۔

ابن عوف کے پاس کسی نے کہا کہ ابوحنیفہؒ عجیب آدمی ہے ایک بات کہتا ہے پھر دوسرے دن اس سے رجوع کرلیتا ہے اس پر فرمایا یہ ان کے تقویٰ کی دلیل ہے۔ وہ غلطی سے حق کی طرف رجوع کرلیتے ہیں اگر وہ متقی پرہیزگار نہ ہوتے تو اپنی غلطی کی حمایت کرتے اور اس سے اعتراضات کو دفع کرتے۔

حماد بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ محدث عمرو بن دینار کے پاس آتے (استفادہ میں

مشغول ہوجاتے) لیکن جب امام ابوحنیفہؒ تشریف لے آتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوجاتے اور ہم کو چھوڑ دیتے تاکہ ہم بلاواسطہ ان سے سوال کریں تو ہم ان سے سوال کرتے اور وہ ہم سے احادیث بیان کرتے۔

حافظ **عبدالعزیز بن ابی رواد**ؒ فرماتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہؒ سے محبت رکھے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے امام ابوحنیفہؒ ہیں' جو شخص ان سے محبت رکھے اور دوستی رکھے ہم اسے اہل سنت جانتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھے ہم انہیں بدعتی بدھب (یعنی غیر مقلد) جانتے ہیں۔

محدث **خارجہ بن مصعب**ؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ باقی فقہاء میں چکی کے مرکز یعنی قطب کی طرح ہیں یا نقاد کی مشابہ ہیں جس سے سونا پرکھا جاتا ہے۔

حافظ **محمد بن میمون**ؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں نہ کوئی ان سے بڑا عالم تھا' نہ پرہیز گار' اور نہ زاہد' نہ عارف اور نہ فقیہ خدا کی قسم ان سے حدیث سننا مجھے ہزار دینا سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ابراہیم بن **معاویہ ضریر**ؒ فرماتے ہیں دین اور سنت کی تکمیل کی علامت امام ابوحنیفہؒ سے محبت ہے وہ انصاف کی تعریف کرتے اور انصاف کے مطابق کلام کرتے' انہوں نے لوگوں کے لئے علم کا راستہ واضح کردیا اور مشکلات کو حل کردیا۔

اسد بن **حکیم**ؒ فرماتے ہیں کہ جاہل اور بدھب کے علاوہ امام ابوحنیفہؒ کی کوئی برائی بیان نہیں کرتا۔

ابو سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ عجائبات کا مجموعہ تھے ان کے کلام سے وہ
شخص منہ پھیرے گا جو ان کے کلام کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

ابو عاصمؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ میرے نزدیک ابن جریج سے زیادہ فق
ہیں۔ میری آنکھوں نے فقہ میں ان سے زیادہ مشغول کسی کو نہیں دیکھا۔

ابو عاصمؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ میرے نزدیک ابن جریج سے زیادہ فق
ہیں میری آنکھوں نے فقیہ میں ان سے زیادہ مشغول کسی کو نہیں دیکھا۔

امام داؤد طائیؒ کے پاس کسی نے امام ابو حنیفہؒ کا ذکر کیا تو فرمایا آپ ایسا ستارہ ہ
جس سے رات کا مسافر راستہ پاتا ہے اور ایسا علم جس کو ایمان والوں کے دل قبول کر
ہیں۔

قاضی شریکؒ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ بہت سوچ
والے مسائل میں باریک بین، علم عمل مناظرہ میں لطیف استخراج فرماتے، اگر کوئی طا
علم غریب ہوتا تو اس کو مالدار کردیتے۔ جب کوئی آپ سے علم سیکھتا تو فرماتے غنا ا
کی طرف پہنچ گیا ہے کیونکہ تو نے حرام و حلال کے مسائل سیکھ لئے۔

خلف بن ایوبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف علم حضور صلی اللہ علیہ و
کے پاس آیا ان سے صحابہ کرامؓ کو ملا ان سے تابعین کو ان سے امام ابو حنیفہؒ اور ان
ساتھیوں کو، اب جس کا دل چاہے خوش ہو اور جس کا دل چاہے ناخوش ہو (یعنی غ
میں مرجائے تو جائے)

بعض آئمہ سے کہا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ صرف امام ابو حنیفہؒ کی تعریف
کرتے ہیں کسی دوسرے کی تعریف نہیں کرتے، فرمانے لگے ان کے مرتبہ کا کوئی آد

نہیں ہے۔ کیونکہ جتنا ان کے علم سے عوام کو فائدہ ملا ہے کسی کے علم سے اتنا فائدہ نہیں ملا' اس لئے میں صرف انکا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگ ان سے محبت کریں اور ان کے لئے دعائیں کریں۔

خلاصہ یہ علماء کے چند اقوال ذکر کر دیئے ہیں اس کے علاوہ بھی بے شمار ہیں جو ہم نے نقل کئے ہیں وہ ایک منصف مزاج اور حق پرست کے لئے کافی ہیں۔
کیونکہ حافظ ابوعمر یوسف بن عبدالبر امام ابوحنیفہؒ کے مخالفین کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں کہ فقہا علماء ان کے طعنوں کی طرف بالکل التفات نہیں فرماتے اور نہ کسی توہین آمیز بات کی (جو امام صاحبؒ کی طرف منسوب ہو) تصدیق کرتے ہیں۔

فصل نمبر 14

عبادت میں کوشش کا بیان

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں تہجد قیام اللیل آپ کا تواتر سے ثابت ہے اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کا نام وتد (یعنی کھونٹا) رکھا تھا۔ بلکہ تیس سال تک پوری رات قیام فرماتے اور (بعض مرتبہ) ایک ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم فرماتے۔

یہ بات تواتر سے نقل کی گئی ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی' اکثر اوقات ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم فرماتے اور آپ کے رونے کی آواز دور دور تک سنائی دیتی اور آپ کے پڑوسی آپ پر ترس کھایا کرتے تھے اور یہ بات بھی منقول ہے کہ جس جگہ آپ کی وفات ہوئی اس جگہ آپ نے سات ہزار قرآن ختم فرمائے تھے۔

ابن مبارکؒ کے پاس کسی نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں گستاخانہ بات کہی تو ابن مبارکؒ نے فرمایا تو ہلاک و برباد ہو ایسے شخص کے بارے میں بکواس کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک پانچ نمازیں ایک وضو سے پڑھی' اور ایک ایک رکعت میں پورا پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ جو کچھ میرے علم فقہ ہے یہ انہی سے سیکھا ہوا ہے۔

ابو مطیعؒ فرماتے ہیں میں رات کی جس گھڑی میں بھی حرم میں داخل ہوا تو امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیانؒ کو طواف کرتے ہوئے پایا۔ حسن بن عمارہ جب امام ابوحنیفہؒ کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرے اور تیرے درجات کو بلند کرے تیس 30 سال سے تو نے افطار نہیں کیا۔ آپ نے اپنے بعد والوں کو تھکا دیا اور قاریوں کو رسواء کیا۔

شب بیداری کا سبب

ساری رات بیداری کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ امام ابوحنیفہؒ ہے جو ساری رات نہیں سوتا۔ یہ سن کر امام صاحب نے اپنے شاگرد ابویوسف سے کہا سبحان اللہ' کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ باتیں پھیلادی ہیں' کیا یہ برا نہ ہوگا اگر اللہ تعالیٰ اس کی ضد یعنی اس کے خلاف جانے' خدا کی قسم بالکل ایسا نہیں ہوگا کہ جو باتیں لوگ بیان کریں وہ مجھ میں نہ ہوں؟ پھر اس کے بعد ہمیشہ ساری رات نماز پڑھتے روتے اور دعائیں کرتے۔

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے استاذ امام ابوحنیفہؒ روزانہ ایک ختم قرآن شریف کا کرتے تھے۔ اور رمضان شریف میں عید کے دن تک باسٹھ 62 قرآن ختم فرماتے تھے اور بہت زیادہ سخی تھے۔ تعلیم دین پر بہت صابر تھے' غصہ سے دور تھے میں نے ان کو بیس سال تک دیکھا کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ جن لوگوں نے ہم سے پہلے ان کی صحبت اختیار کی وہ فرماتے ہیں کہ چالیس برس سے یہی حال ہے۔

مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا صبح کی نماز پڑھ کر پڑھانے کے لئے بیٹھ گئے ظہر تک پھر ظہر کی نماز پڑھی عصر تک پڑھانے میں مشغول رہے' پھر عصر کے بعد سے مغرب تک' پھر مغرب کے بعد عشاء تک پڑھاتے رہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص عبادت کے لئے کب فارغ ہوتا ہوگا؟ میں ضرور اس کی تحقیق کروں گا' پھر جب لوگوں کی چلت پھرت بند ہوگئی تو غسل کرکے ایسا عمدہ لباس پہن کر مسجد کی طرف نکلے جیسا دولہا کا ہوتا ہے پھر فجر تک نماز میں مشغول رہے'

پھر فجر سے تھوڑی دیر پہلے گھر گئے اور وہی سابقہ لباس پہن کر تشریف لائے اور صبح کی نماز ادا فرمائی' پھر سارا دن وہی کیا جو پہلے دن کیا تھا' میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے آج کی رات نشاط کی وجہ سے عبادت کی ہے آج پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے؟

فرماتے ہیں کہ جب لوگ سو گئے تو پہلی رات کی طرح تشریف لائے اور فجر تک نماز میں مشغول رہے' پھر صبح کے بعد تدریس میں مشغول ہوگئے۔ میں نے کہا یہ شخص دو راتیں تو خوشی سے عبادت کرتا رہا آج پھر دیکھوں گا کہ کیا کرتے ہیں۔ فرمایا پھر تیسری رات بھی پہلی رات کی طرح عبادت میں مصروف رہے۔

فرمایا یہ دیکھ کر میں نے (عہد کیا) کہ موت تک ان سے جدا نہ ہوں گا تاکہ میری موت آجائے یا انکی' پھر میں ان کے ساتھ چمٹ گیا میں نے کبھی ان کو بیدار نہیں کیا اور نہ ان کو رات میں سوتے دیکھا' وہ ظہر کی نماز سے کچھ قبل تھوڑا سا اونگھتے تھے اور بس۔

محدث سعد بن کدام نے امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں بحالت سجدہ وفات پائی۔

قاضی شریکؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ایک سال رہا میں نے ان کو کبھی بستر پر لیٹے نہیں دیکھا۔

خارجہؒ فرماتے ہیں کہ صرف چار شخصوں نے کعبہ شریف کے اندر قرآن ختم کیا ان میں امام ابوحنیفہؒ سرفہرست ہیں۔

محدث فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ میں بڑے بڑے تابعین کو دیکھا لیکن امام ابوحنیفہؒ سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ نماز شروع کرنے سے پہلے روتے تھے اور دعا کرتے تھے' کہنے والا کہتا ہے خدا کی قسم وہ خدا سے ڈرنے والا ہے۔ میں جب بھی ان کو دیکھتا ہوں تو کثرت عبادت کی وجہ سے خشک مشکیزہ کی طرح دیکھتا

ہوں۔ ایک رات آیت بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر کو ساری رات پڑھتے رہے (اور روتے رہے) ایک رات دوران تلاوت آیت فمن الله علینا ووقنا عذاب السموم) آگئی تو بار بار پڑھتے رہے (اور روتے رہے) یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔

(امام ابوحنیفہؒ کی عبادت و ریاضت کے تفصیلی واقعات بندہ کی کتاب صالحین کے آنسو میں ملاحظہ فرمائیں)

امام صاحبؒ کی ام ولد کہتی ہیں جب سے میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئی ہوں میں نے کبھی رات کو اپنے بستر پر تکیہ لگائے ہوئے نہیں دیکھا ان کا سونا ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا تھا موسم گرما میں اور سردیوں میں اپنی مسجد میں رات کے شروع حصہ میں (لیکن یہ خفیف سا ہوتا تھا)

ابن ابی رواڈؒ فرماتے ہیں میں نے مکہ شریف کسی کو نماز اور طواف فتویٰ پر امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ صابر نہیں پایا، گویا کہ وہ چوبیس گھنٹے آخرت کی کوشش اور نجات کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔ میں دس راتیں ان کو دیکھتا رہا لیکن کبھی ان کو سویا ہوا نہیں پایا۔ اور دن میں نماز اور طواف اور پڑھانے میں مصروف پایا۔

بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ جب امام ابوحنیفہؒ نے آخری حج کیا (امام صاحبؒ نے پچپن حج کئے اور کل عمر ستر سال پائی اس سے ان کی کثرت حدیث کا بھی پتہ چلتا ہے کیونکہ جب امام بخاریؒ صرف چھ دفعہ حرمین شریفین گئے اور اتنی احادیث جمع کرلیں تو جو امام پچپن دفعہ حرمین شریفین تشریف لے گئے ہوں انہوں نے کتنی احادیث جمع کی ہوں گی اس میں ایک علمی لطیفہ یہ بھی ہے کہ جو اہل کوفہ پر طعن کرتے ہیں حالانکہ اہل کوفہ کے امام پچپن مرتبہ حرمین شریفین تشریف لے گئے اور جس

مام بخاریؒ کا وہ گن گاتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حرمین چھ مرتبہ گیا ہوں اور بصرہ
تین مرتبہ، اور کوفہ اتنی مرتبہ گیا ہوں کہ گن کر نہیں بتا سکتا۔ اب فرمائیں کن کے امام
کا رُخ حرمین کی طرف ہے اور کن کے امام کا رخ کوفہ کی طرف ہے۔ اس پر ان کی
کتاب بخاری شاہد ہے کہ اس کے ہر صفحہ پر اہل کوفہ سے روایت موجود ہے (مترجم) کر
دربان کعبہ کو نصف مال دے کر خانہ کعبہ کے اندر ایک رات رہنے کی اجازت طلب کی
ایک پاؤں کے سہارے کھڑے ہوکر نصف قرآن پڑھا' دوسرا نصف دوسرے پاؤں کے
سہارے کھڑے ہوکر پڑھا' پھر دعا کی اے رب میں نے تیری کامل معرفت حاصل کرلی
لیکن اس معرفت کے بقدر عبادت کا حق ادا نہیں کرسکا پس کرم فرماتے ہوئے کمل
معرفت کی وجہ عبادت کی کمی کا نقصان مجھے بخش دیجئے۔ بیت اللہ شریف کے ایک کونہ
سے آواز آئی کہ تو نے معرفت حاصل کی اور خوب اچھی طرح معرفت حاصل کی اور
خالص عبادت کی ہم نے آپ کو بخش دیا اور ہر اس شخص کو بھی بخش دیا جو قیامت تک
تیرے مذہب پر چلے گا۔

ایک ضروری تنبیہ

اشکال کا جواب

امام صاحبؒ کی یہ بات کہ میں نے حق معرفت حاصل کرلیا ہے اگر یہ قول صحیح ہے تو یہ
بقیہ اولیاء اللہ کی اس بات کے ہرگز خلاف نہیں جو فرماتے ہیں ماعرفناک حق
معرفتک کیونکہ مراد امام صاحبؒ کی وہ معرفت ہے جو ان کے وسعت علمی کے
بقدر ہے اور مراد باقی اولیاء کرام کی وہ معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے موافق ہے،
اور یہی حقیقی بات ہے، کیونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری اس
طرح ثناء نہیں کرسکتا جیسا کہ تو نے اپنی ثناء خود کی ہے۔ فصل قضاء حدیث شفاعت
میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال کے وقت ایسے کلمہ الہام کئے جائیں
گے جو اس سے پہلے الہام نہ ہوئے ہوں گے۔ یہ معارف متجددہ ہے ومکذا الی
مالا نہایۃ لہ

دوسرا اشکال

ایک پاؤں پر کھڑا ہونا امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے علاوہ باقی سب کے نزدیک مکروہ ہے
کیونکہ ان سے اس کی نفی میں صحیح حدیث منقول ہے، تو اس فعل کو امام صاحبؒ بھی
مکروہ ہی جانتے ہوں گے پھر ایسا کیوں کیا؟
امام صاحبؒ کا ایسا کرنا مجاہدہ نفس کی وجہ سے ہوگا اس قسم کا فعل جو خشوع سے مانع نہ
ہو اور اس سے نفس کا مجاہدہ بھی ہو ممکن ہے کہ کراہت سے مانع ہو۔

تیسرا اشکال

ایک رکعت میں قرآن پاک کا ختم کرنا اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ تین

دن سے کم میں ختم کرنے والا سمجھ نہیں سکتا' یہ اس کے لئے ہے جس کو حفظ میں سہولت نہ ہو یا وسعت زمانہ نہ ہو اور جس کے لئے خرق عادت ہو اس کے لئے کوئی حرج نہیں۔

کیونکہ بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے مروی ہے کہ وہ ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ اور بعض مغرب اور عشاء کے درمیان چار مرتبہ ختم فرماتے تھے۔ (کتب میں اس سے بھی تعداد منقول ہے تفصیل کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی فضائل القرآن اور امام نوویؒ کی الاذکار کا مطالعہ فرمائیں۔ مترجم) یہ سب باتیں باب کرامت سے ہیں۔ فلا اشکال بہ

فصل نمبر 15

خوف خدا کا بیان

اسد بن عمروؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا رات کا رونا دور دور تک سنائی دیتا تھا یہ
حالت دیکھ کر ان کے پڑوسی ان پر ترس کھایا کرتے تھے۔
امام وکیعؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ بڑے امانت دار تھے اللہ تعالیٰ کی
ذات ان کے دل میں بڑی باجلالت تھی، وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر چیز پر ترجیح دیتے
تھے اگر ان پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں تلواریں بھی پڑیں تو برداشت کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ
ان سے ایسا راضی ہو جیسے ابرار سے راضی ہوا ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ بھی ابراروں میں
سے ہیں۔

یحییٰ بن قطانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جب امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا تو سمجھا کہ یہ خدا
سے ڈرنے والا شخص ہے ایک رات صرف اسی آیت کریمہ کو پڑھتے رہے اور روتے
رہے بل الساعة موعدهم والساعة ادهٰی وامر اور جب الهكم
التكاثر پر پہنچے تو اسی کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

یزید بن لیثؒ فرماتے ہیں وہ خود بھی اخیار میں سے تھے، کہ ایک دن امام نے نماز
میں سورۃ اذا زلزلت الارض پڑھی، امام ابوحنیفہؒ ان کے مقتدی تھے۔ جب میں نماز
سے فارغ ہوا تو میں نے ان کی طرف دیکھا تو وہ متفکر ٹھنڈے سانس لے رہے تھے میں
اٹھ گیا تاکہ ان کا دل (میری وجہ سے) مشغول نہ ہو، میں چراغ کو جلتے ہی چھوڑ دیا اس
میں تیل بھی تھوڑا تھا۔ پھر میں صبح صادق کے قریب آیا تو دیکھا وہ کھڑے ہوئے ہیں اور

اپنی داڑھی پکڑی ہوئی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں' اے وہ ذات جو ذرہ ذرہ خیر اور ذرہ ذرہ
شر کا بدلہ دے گی نعمان کو آگ سے بچالے کہ آگ کے قریب بھی نہ ہو' اور اس کو
اپنی وسیع رحمت میں داخل کرلے اور چراغ روشن ہے وہ کھڑے ہیں جب میں داخل
ہوا تو مجھ سے فرمایا چراغ لینے آئے ہو؟ میں نے کہا میں نے صبح کی اذان بھی دے دی'
فرمانے لگے جو تو نے دیکھا اس کو چھپائے رکھنا' پھر صبح کی دو رکعت پڑھ کر تشریف لے
ہوئے پھر اقامت کہی گئی تو امام صاحبؒ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز رات کے وضو
سے پڑھی۔

ابو الاحوصؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام ابو حنیفہؒ سے یہ کہا جاتا کہ آپ تین دن کے بعد
فوت ہوجائیں گے تو ان کی عبادت میں کچھ زیادتی نہ ہوتی (کیونکہ وہ پہلے ہی اس قدر
عبادت کرتے تھے جتنی آپ کے بس میں تھی۔ مترجم)

عیسیٰ بن یونسؒ کے پاس ایک دفعہ کسی نے امام صاحبؒ کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے
میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں وہ اس کی بھرپور کوشش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
نہ کریں اور اس کی حرام کردہ چیزوں کا احترام کرتے تھے۔ (یعنی اس سے بچتے تھے)
اور فرماتے تھے اگر امت کا نقصان نہ ہوتا تو میں فتویٰ نہ دیتا میں سب سے زیادہ اس
بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا فتویٰ مجھے جہنم میں نہ لے جائے امام ابو حنیفہؒ فرماتے
تھے جب سے میں فقیہ بنا ہوں کبھی میں نے اللہ پر جرات نہیں کی۔
ایک دن امام صاحبؒ کے غلام نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیا یہ سن کر امام صاحبؒ
اسقدر روئے کہ ان کی کان پٹیاں اور کندھے حرکت کرنے لگے (یہ واقعہ دکان پر پیش
آیا) تو امام صاحبؒ نے دکان بند کرنے کا حکم دیا اور سر چھپائے ہوئے جلدی سے
تشریف لے گئے پھر فرمایا ہماری جرات اللہ تعالیٰ پر کس قدر بڑھ گئی ہے ایک شخص کتا

ہے ہم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے ہیں حالانکہ وہ دل کو خوش کرنے والی چیز مانگنا ہے ہم جیسوں کو ایسا سوال نہیں کرنا چاہئے بلکہ صرف معافی کی درخواست کرنی چاہئے۔

ایک دن امام نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون تو امام ابوحنیفہؒ کانپ گئے اور گھبرا گئے یہ بات دوسروں نے بھی محسوس کی۔

امام ابوحنیفہؒ سے جب کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا تو اپنے شاگردوں سے فرماتے یہ میرے گناہوں کیوجہ سے ہے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے بعض مرتبہ وضو فرما کر دو رکعتیں پڑھتے اور استغفار کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا پھر فرماتے مجھے خوشی ہوئی مجھے امید ہے کہ میری توبہ قبول ہوئی کیونکہ مسئلہ حل ہو گیا۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت روئے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے یہ ان کے قلت ذنوب کی وجہ سے ہے ان کے علاوہ اس کا خیال ہی نہیں آتا کیونکہ وہ گناہوں میں غرق ہوتا ہے

ایک دفعہ امام صاحبؒ نے غلطی سے ایک بچہ کا پاؤں روند دیا اس بچے نے کہا اے شیخ قیامت کے دن کے قصاص نہیں ڈرتے؟ یہ سن کر امام صاحبؒ پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو آپ سے کہا گیا کہ ایک بچہ کی بات آپ کی دل پر اس قدر اثر کر گئی فرمایا مجھے ڈر ہے کہ اس کو یہ بات تلقین کی گئی ہوگی۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ اور ابن المعمرؒ آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے اور روتے رہے جب مسجد سے نکلے تو کسی نے کہا آپ حضرات اس کثرت سے کیوں روئے؟ فرمایا ہم نے زمانہ کو یاد کیا اور اہل خیر پر اہل باطل کے غلبہ کا ذکر کیا اس لئے بہت زیادہ روئے۔

امام ابوحنیفہؒ جب نماز میں روتے تھے تو ان کے آنسو چٹائی پر اس طرح گرتے تھے

جیسا کہ بارش لور رونے کا اثر آپ کی آنکھوں اور رخساروں پر دیکھائی دیتا تھا اللہ تعالیٰ
ان پر رحم کرے لور ان سے راضی ہو۔

فصل نمبر 16

حفاظت زبان میں اور حتی الامکان گناہوں سے اجتناب کرنے میں

بعض مناظرین نے آپ سے کہا اے بدعتی اے زندیق تو امام صاحبؒ نے جواباً فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے جو تو نے میری نسبت کہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کو مجھ سے جانتا ہے جب سے میں نے خدا کو پہچانا ہے اس کے برابر کسی کو نہیں سمجھا اور مجھے معافی کی امید اس کے سوا کسی سے نہیں ہے اور میں اس کے عذاب کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ عذاب کا ذکر کرتے روئے اور بے ہوش ہو کر گر گئے جب افاقہ ہوا تو امام صاحبؒ نے فرمایا جس نے میرے بارے میں جہالت سے کوئی بات کہی وہ معاف ہے اور جس نے علم کے ہوتے ہوئے وہ بات کہی تو اس میں اس کا نقصان ہے کیونکہ علماء کی غیبت ان کے مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

حضرت فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ باہیبت شخص تھے بغیر جواب کے کلام نہ کرتے تھے فضول باتوں میں مشغول نہ ہوتے تھے اور نہ اس کو سنتے تھے۔

کسی نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈریئے تو یہ سن کر کانپ گئے اور سر جھکا لیا' پھر فرمایا اے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے لوگ ہر وقت اس کے محتاج ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جائے' فخر اور عجب کے وقت جب ان کی زبانوں پر علم کا ظہور ہو' حتیٰ کہ وہ اپنے اعمال سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ کریں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے جوابات کے بارے سوال کرے گا اس لئے میں سلامتی کی طلب پر حریص ہوں۔

امام صاحبؒ کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی آپ کے پاس آتا اور ادھر ادھر کی فضول باتوں میں لگ جاتا تو اس سے کہتے چھوڑ' اس کو فلاں کے بارے میں کیا کہتے ہو اس مسئلہ کے بارے میں کیا کہتے ہو یعنی اس کی کلام کو منقطع فرما دیتے۔

اور فرماتے لوگوں کی ایسی باتیں نقل کرنے سے بچو جس کو لوگ پسند نہ کرتے ہوں۔ جس نے میرے بارے میں کوئی ناپسند بات کہی اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے اور جس نے میرے بارے میں کوئی عمدہ بات کہی اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے' دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرو' لوگوں کی باتوں سے لوگوں کو چھوڑ دو اور ان باتوں سے جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو تمہارا محتاج بنا دے گا۔

امام ابوحنیفہؒ سے کہا گیا کہ حضرت علقمہؒ اور حضرت اسودؒ میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا میرے لئے یہی مناسب ہے کہ میں ان دونوں کا ذکر تعظیم سے کروں اور دعا و استغفار کروں' میں دونوں میں کیسے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے سکتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارکؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے کہا امام ابوحنیفہؒ غیبت سے کس قدر دور رہتے تھے میں نے کبھی دشمن کی غیبت کرتے بھی نہیں سنا' حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا خدا کی قسم وہ بہت زیادہ عقل مند تھے وہ کسی ایسے شخص کو مسلط کرنا نہیں چاہتے تھے جو ان کی نیکیوں کو لے جائے۔

حضرت شریکؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اکثر خاموش رہتے تھے بہت زیادہ عقل مند اور بڑے فقیہ تھے' لوگوں سے کلام اور مجادلہ کرتے تھے۔ حضرت ضمیرہؒ فرماتے ہیں کہ سب لوگ اس پر متفق تھے کہ امام ابوحنیفہؒ مستقیم اللسان تھے کسی کا برائی سے تذکرہ نہ فرماتے تھے۔

لوگوں نے کہا حضرت لوگ آپ کی بدگوئی کرتے ہیں آپ کسی کی برائی نہیں کرتے

اس پر امام صاحبؒ نے کہا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہئے عطا کرے (یعنی لوگوں کو برائی سے بچنا)

حضرت بکیر بن معروفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کسی کو امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ اچھی سیرت والا نہیں دیکھا۔

فصل نمبر 17

سخاوت کے بیان میں

کئی لوگوں نے بیان کیا ہے جو امام صاحبؒ کے پاس آتا امام ابو حنیفہؒ مجالست کے اعتبار سے ان سے بڑے کریم تھے' اور سب سے زیادہ اکرام کرنے والے تھے' اپنے ساتھیوں سے بھائی چارہ کرنے والے اور غریبوں کی شادیاں کرتے تھے اور ان پر خرچ کیا کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ نے کئی دفعہ اپنے بعض ہم مجلسوں کے کپڑے پھٹے ہوئے دیکھے تو اس کو حکم کیا کہ لوگوں کے چلے جانے تک یہیں بیٹھے رہنا (پھر جب لوگ چلے گئے) تو فرمایا جو کچھ مصلی کے نیچے ہے اس سے اپنا لباس بنوالو' جب اس نے اٹھائے تو وہ ہزار درہم تھے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں جو شخص آپ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کرتا آپ ضرور پورا فرماتے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہؒ کے بیٹے حمادؒ نے سورۃ فاتحہ ختم کی تو امام صاحبؒ نے اپنے بیٹے کے استاد کو پانچ صد درہم ہدیہ میں پیش کئے ایک روایت میں ہے ہزار درہم پیش کئے۔

استاد نے کہا میں نے کیا کیا کہ آپ نے اتنی بڑی رقم بھیجی ہے؟ امام ابو حنیفہؒ نے ان کو بلوا کر ان سے معذرت کی اور فرمایا جو آپ نے میرے بیٹے کو سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانئے۔

خدا کی قسم اگر اسوقت میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن کی تعظیم کے لئے میں

سب حاضر کردیتا۔

امام ابو حنیفہ ؒ کی عادت امام ابو حنیفہ ؒ اس سامان کا نفع جو بغرض تجارت بغداد بھیجا کرتے تھے پورا سال جمع فرماتے رہتے پھر اس سے محدثین کی ضروریات غلہ اور کپڑے وغیرہ خریدتے اور جو باقی بچتا وہ ان کے حوالے کردیتے۔ اور عرض کرتے اس کو اپنی ضروریات میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں دیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اس نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا ہے۔

امام وکیع ؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام ابو حنیفہ ؒ نے کہا کہ چالیس برس سے جب میرے پاس چار ہزار درہم سے زائد جمع ہوئے میں نے ان کو خیرات کردیا اور صرف چار ہزار کو رکھتا ہوں کیونکہ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ چار ہزار یا اس سے کم نفقہ ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں تجارت کے لئے ان کا محتاج ہوجاؤں گا تو ان کو بھی نہ روک کے رکھتا۔

حضرت سفیان بن عیینہ ؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ؒ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے تھے۔ انہیں جو بھی مال وغیرہ حاصل ہوتا اس میں سے کچھ نہ کچھ ضرور خیرات کرتے جو ہدایہ ان کے میرے پاس آئے میں ان کی کثرت سے تنگ ہونے لگا تو میں نے امام صاحب ؒ کے بعض شاگردوں کو اس کی شکایت کی تو انہوں نے کہا اگر آپ ان ہدایہ کو دیکھتے جو امام صاحب ؒ نے حضرت سعید بن عروبہ کو دیئے تو حیران رہ جاتے وہ ہر محدث کے ساتھ حسن سلوک کرتے اور خوب ہدیئے بھیجتے۔

حضرت مسعر ؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ؒ جب اپنے یا اپنے اہل و عیال کے لئے کپڑا وغیرہ یا پھل وغیرہ خریدتے تھے تو اس سے پہلے وہی چیزیں بڑے بڑے علماء کے لئے بھی خریدتے تھے۔

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص امام کے ہدیہ دینے پر ان کا شکریہ ادا کرتا (تو آپ ناراض ہوتے) اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کیونکہ اس نے رزق دیا ہے اور خود میری اور میرے اہل و عیال کی بیس سال کفالت فرمائی اگر کبھی میں نے یہ کہا کہ میں نے آپ سے بڑا سخی نہیں دیکھا۔ تو فرماتے تیرا کیا حال ہوتا اگر تو حضرت حمادؒ کو دیکھتا۔ امام صاحبؒ سے زیادہ میں نے کسی کو عمدہ خصال کا جامع نہیں دیکھا۔

بعض لوگوں سے یہ منقول ہے کہ امام صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے علم و عمل اور سخاوت اور قرآنی اخلاق سے مزین فرمایا تھا۔

حضرت شقیقؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ان کے ساتھ تھا ایک شخص نے امام صاحب کو دیکھا تو گھبرا گیا اور اس نے راستہ بدل لیا۔ تو امام ابوحنیفہؒ نے اس کو آواز دی وہ حاضر ہوا تو اس سے کہا کہ تو نے راستہ کیوں بدلا ہے؟ کہنے لگا کہ میرے ذمہ آپ کے دس ہزار درہم قرض ہیں بہت عرصہ ہوا کہ میں تنگ دستی کی وجہ سے ادا نہ کرسکا۔ اس لئے شرم کی وجہ سے میں نے راستہ بدلا' فرمایا سبحان اللہ تیری یہ حالت ہے۔ جا میں نے سب تجھے معاف کیا اور میں نے اپنے کو اپنے نفس پر گواہ بنایا کہ مجھ سے مت چھپ اور جو خوف میری وجہ سے تیرے دل میں پیدا ہوا ہے وہ مجھے معاف کردے۔ حضرت شقیقؒ فرماتے ہیں یہ دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ امام ابوحنیفہؒ زاہد ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کثرت فضل اور قلت کلام میں معروف تھے اور علم اور علماء کے اکرام میں بھی مشہور تھے۔

حضرت شریکؒ فرماتے ہیں جو شخص امام صاحبؒ کا شاگرد ہوتا امام صاحبؒ اس کو غنی کردیتے اور اس پر اور اس کے اہل و عیال پر خرچ فرماتے' جب وہ پڑھ کر فارغ

ہوجاتا تو اس سے فرماتے تو نے بہت بڑی غناء حاصل کرلی ہے کیونکہ تو حرام و حلال کے مسائل سے واقف ہوگیا ہے۔

محدث ابراہیم بن عیینہؒ ایک مرتبہ چار ہزار سے زائد قرض کی وجہ سے گرفتار کرلئے گئے تو ان کے بھائیوں نے ارادہ کیا کہ چندہ جمع کرکے ان کو رہا کروایا جائے تو جب وہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس چندہ لینے کے لئے آئے تو فرمایا پہلے جن جن سے چندہ لیا ہے ان کو واپس کردو پھر خود ان کا سارا قرض ادا کرکے ان کو رہا کروایا۔

امام ابوحنیفہؒ کو ایک شخص نے ہدیہ دیا آپ نے کئی گنا سے اس کا بدلہ دیا' اس شخص نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ایسا کریں گے تو میں ہدیہ نہ دیتا۔ آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہہ کیونکہ فضیلت پھر بھی سبقت کرنے والے کے لئے ہے۔ کیا تو نے وہ حدیث نہیں سنی جو مجھ سے ہیثم نے بواسطہ ابی صالح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو تمہارے ساتھ کوئی بھلائی کرے اس کا بدلہ دو اور اگر کوئی چیز بدلہ کے لئے نہ پاؤ تو اس کی اچھی تعریف کرو۔ پھر فرمایا یہ حدیث مجھے اپنے تمام مال سے زیادہ محبوب ہے۔

فصل نمبر 18

امام ابو حنیفہؒ کے زہد اور تقویٰ کا بیان

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ پہنچا تو میں نے لوگوں سے پو
کہ کوفہ میں سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ لوگوں نے کہا امام ابوحنیفہؒ۔ ایک دفعہ ا
ابوحنیفہؒ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا تو بیس سال تک ایک روایت میں ہے کہ
سال تک سوچتے رہے اور مشورہ کرتے رہے کہ کس قسم کے قیدیوں سے خریدیں
تحقیق اس لئے تھی) تاکہ ہر قسم کے شبہ سے محفوظ ہو' ابن مبارکؒ فرماتے ہیں
نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا۔ آپ کسی شخص کے بارے میں
کہہ سکتے (سوائے امام ابوحنیفہؒ کے) کہ اس کو بہت زیادہ اموال پیش کئے گئے ہوں
انہوں نے لینے سے انکار کردیا ہو۔ (بادشاہوں کے) کوڑے بھی کھاتے رہے اور
اور پریشانی میں استقامت سے عبادت کرتے رہے لیکن اس میں داخل نہ ہو (یعنی
حکومت میں) جبکہ ان کا غیر خود اس کی تمنا کرتا ہے۔

شیخ مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ میں کئی اہل کوفہ کے پاس رہا لیکن امام ابو
سے زیادہ کسی کو پرہیزگار نہیں پایا۔

حسن بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ بہت بڑے پرہیزگار تھے حرام
سے بھاگنے والے اور بہت سی حلال اشیاء کو بھی صرف شبہ کی وجہ چھوڑ دیتے تھے
نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا جو اپنی جان اور علم کی حفاظت کرنے والا ہو' ا
ساری کوشش قبر کے لئے یعنی آخرت کے لئے تھی۔

نضر بن محمدؒ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا

یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار اساتذہ سے علم لکھا اور پڑھا لیکن کسی کو امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر پرہیزگار نہ پایا اور نہ کسی کو ان سے زیادہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا دیکھا۔

حضرت حسن بن زیادؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ نے کبھی امراء سے ہدیہ قبول نہ فرمایا، اور نہ کوئی انعام قبول فرمایا، امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شریک تجارت کو کچھ سامان دیا کہ اس کو فروخت کردو، لیکن اس میں ایک کپڑا عیب دار ہے اس کو بغیر عیب بتلائے فروخت نہ کرنا، اس نے بھول کر بغیر عیب بیان کے وہ کپڑا فروخت کردیا اور یہ بھی پتہ نہ چلا کہ خریدار کون تھا؟

جب امام ابوحنیفہؒ کو اس کی خبر ہوئی تو سارے سامان تجارت کی قیمت صدقہ کردی جو تیس ہزار درہم تھی اور اپنے شریک کو علیحدہ کردیا۔

امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے اوپر لازم کیا تھا کہ اگر دوران کلام کوئی سچی قسم بھی کھاؤں گا تو ایک دینار صدقہ کروں گا۔ ایک مرتبہ قسم اٹھائی تو صدقہ فرمایا پھر اپنے اوپر لازم کرلیا کہ جب کوئی بھی قسم اٹھاؤں گا تو ایک دینار صدقہ کروں گا پھر جب بھی قسم اٹھاتے تو دینار صدقہ کرتے۔

حضرت حفصؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں تیس سال رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو بات ان کے دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کیا ہو اگر کسی چیز کے متعلق کو شبہ ہوجاتا تو اس کو علیحدہ کردیتے اگرچہ وہ ان کا سارا مال ہوتا۔

حضرت سہل بن مزاحمؒ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی امام ابوحنیفہؒ کے دولت خانہ پر جاتے تو سوائے چٹائی اور ٹاٹ کے کچھ نہ دیکھتے، آپ سے کہا گیا کہ آپ کو بہت مال

پیش کیا جاتا ہے اور آپ کے اہل و عیال بھی ہیں آپ کیوں قبول نہیں فرماتے؟ ز
اہل و عیال کیلئے اللہ کی ذات کافی ہے ہمارا ماہانہ خرچ دو درہم ہے' پھر میں مال جمع کرا
نہ معلوم بعد میں فرمانبردار ہوں گے یا نافرمان پھر مجھے جواب دہ ہونا پڑے' اللہ تعالیٰ
شام دونوں فریقوں پر روزی بھیجتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (وفی السماء
رزقکم وماتوعدون)
آپ کے بعض شاگرد جب حج کو تشریف لے گئے تو اپنی باندی کو امام صاحبؒ پاس چھ
گئے جب چار ماہ کے بعد لوٹے تو باندی سے پوچھا امام صاحبؒ کو کیسا پایا؟
اس نے کہا جس شخص نے قرآن پڑھا اور لوگوں کے دین کو محفوظ کیا اس کو لازم ہے
اپنے آپ کو فتنہ سے بچائے۔ کہنے لگی خدا کی قسم جس دن سے آپ گئے میں نے ا
صاحبؒ کو آج تک نہیں دیکھا۔ جب باندی سے ان کے اخلاق کے بارے میں سوال
تو کہنے لگی آج تک میں نے نہ ان جیسا دیکھا اور نہ سنا میں دن رات میں کبھی ا
غسل جنابت کرتے نہیں دیکھا۔ اور نہ کبھی ان کو بے روزہ وار پایا۔ وہ آخر رات
(یعنی سحر کے وقت) تھوڑا سا کھاتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر استراحت فرماتے پھر نماز کیلئے
تشریف لے جاتے۔

ایک عورت امام ابوحنیفہؒ کے پاس ریشم کا ایک کپڑا بیچنے کے لئے لائی اور کہا اس
سو درہم میں فروخت کردیں۔ امام صاحبؒ نے کہا یہ سو سے زائد کا ہے وہ ایک ایک
کر کے بڑھاتی رہی یہاں تک کہ چار سو تک پہنچ گئی امام صاحبؒ نے فرمایا یہ اس سے
بھی زائد کا ہے اس نے کہا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جا کسی آدمی
بلا کر لا۔ وہ ایک شخص کو بلا کر لائی تو امام صاحبؒ نے اس کی موجودگی میں اس سے پا
صد میں خرید لیا۔

امام ابوحنیفہؒ فرمایا کرتے تھے اگر مجھے علم کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں

کسی کو فتویٰ نہ دیتا اس لئے کہ میرے فتویٰ سے انہیں تو سکون ملے اور سارا بوجھ مجھ پر ہو۔

قید جب امام صاحبؒ بغداد میں قید ہوئے اس واقعہ میں جس کا تذکرہ آئندہ آرہا ہے تو اپنے بیٹے حماد کو پیغام بھیجا کہ میرا ماہانہ خرچ نو درہم ہیں ایک مرتبہ ستو کے لئے اور ایک مرتبہ روٹی کے لئے اب کیونکہ میں قید میں ہوں اس لئے جلد اس کو میرے پاس پہنچادے۔

کوفہ کی بکریاں ایک مرتبہ کوفہ کی بکریوں میں ایک جبراً چھینی ہوئی بکری مل گئی (یعنی خلط ملط ہوگئی) تو امام ابوحنیفہؒ نے لوگوں سے پوچھا کہ بکری کتنے سال زندہ رہ سکتی ہے لوگوں نے کہا سات سال تو آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ انہی ایام میں فوج نے بکریوں کا گوشت کھا کر اس کی ہڈیاں وغیرہ کوفہ کی نہر میں پھینک دیں تو امام صاحبؒ نے مچھلی کے بارے میں سوال کیا کہ کتنا عرصہ زندہ رہ سکتی ہے؟ لوگوں نے کہا اتنے سال، تو آپ اتنا عرصے تک مچھلی کھانے سے رکے رہے۔

شیخ ابوالقاسم قشیریؒ نے اپنے رسالہ کے باب التقویٰ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے مقروض کے درخت کے سایہ میں نہ بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔

حضرت یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا ایک مرتبہ امام صاحب کسی کے دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان سے کہا اگر آپ دیوار کے سایہ میں بیٹھ جائیں تو دھوپ سے بچ جائیں گے۔ فرمانے لگے یہ صاحب خانہ میرا مقروض ہے مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھوں۔ حضرت یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں اس سے زیادہ تقویٰ اور کیا ہو سکتا؟

ہے۔

ایک مرتبہ امام صاحبؒ سے کسی نے کہا کہ آپ دیوار کے سایہ میں کیوں نہیں بیٹھے۔ فرمایا صاحب خانہ میرا مقروض ہے۔ مجھے ناپسند ہے کہ میں اس کی دیوار سے سایہ حاصل کروں، کیونکہ یہ نفع ہے (ہر قرض جو نفع لائے وہ سود ہے) پھر فرمایا میں اس کو لوگوں کے لئے واجب نہیں کہتا لیکن عالم کو جس کی وہ دعوت دیتا ہے خود اس سے بڑھ کر عمل لازم ہے۔ علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں یہ چند واقعات بطور نمونہ پیش کئے ہیں ورنہ بے شمار واقعات ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

فصل نمبر 19

امام ابو حنیفہؒ کی امانت داری کے بیان میں

شام میں ایک شخص نے حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ آپ مجھے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں خبر دیں؟ حکم بن ہشام نے کہا لوگوں میں سب سے بڑے امانت دار تھے' بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ان کو ملکی خزانوں کی چابیاں سپرد کر دوں (لیکن اگر وہ قبول نہ کریں گے) تو ان کے کوڑے لگاؤں گا۔ تو امام ابو حنیفہؒ نے آخرت کے سوال و جواب کے خوف سے کوڑے کھانے کو ترجیح دی۔ اس شخص نے حکم بن ہشام سے کہا جس طرح آپ ان کی تعریف کر رہے ہیں ایسی تعریف تو میں نے کسی کو کرتے نہیں سنا۔ حکم بن ہشام نے کہا خدا کی قسم وہ بالکل ایسے ہی تھے۔

امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ بڑے امانت دار تھے۔ حضرت ابو نعیمؒ اور حضرت فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ حسن الدیانت اور بڑے امانت دار تھے۔

فصل نمبر 20

امام ابو حنیفہؒ کی عقل کے بیان میں

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول خطیب بغدادیؒ نے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ عقل والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ہارون الرشیدؒ کے پاس ایک دن امام صاحبؒ کا تذکرہ ہوا تو ہارون الرشید نے کہا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے وہ عقل کی آنکھ سے وہ دیکھ لیتے تھے جو دوسرے سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

حضرت علی بن عاصمؒ سے مروی ہے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ کی عقل کو نصف اہل زمین کی عقلوں سے وزن کیا جاتا تو امام ابو حنیفہؒ کی عقل بڑھ جاتی۔

حضرت محمد بن عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی عقل ان کے بولنے اور ان کے چلنے پھرنے اور آنے جانے سے معلوم ہوتی تھی۔

حضرت خارجہؒ فرماتے ہیں کہ میں ہزار علماء کرام سے ملا میں نے سوائے تین چار کے کسی کو کامل عقل مند نہ پایا ان تین چار میں امام ابو حنیفہؒ کا بھی ذکر کیا۔

حضرت یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار لوگوں سے ملاقات کی لیکن کسی کو امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ عقل مند اور افضل اور متقی نہ پایا۔

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں میں نے کسی کو کامل عقل اور پوری مروت کرنے والا امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ نہیں دیکھا۔

استاد المحدثین حضرت یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اس سے زیادہ عقل مند تھے کہ کوئی بات غلط کہیں۔ میں نے ابن مبارکؒ سے کسی کی ایسی تعریف نہیں سنی جتنی وہ امام ابوحنیفہؒ کی توصیف اور تعریف کیا کرتے تھے۔

حضرت حماد بن نعمانؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد یعنی امام ابوحنیفہؒ مسجد میں چادر اوڑھے تشریف فرما تھے کہ مسجد کی چھت سے ان کی گود میں بڑا سانپ گرا۔ خدا کی قسم نہ کوئی حرکت کی نہ اپنی جگہ بدلی اور نہ ان میں کچھ تغیر آیا۔ بلکہ یہ پڑھنے لگے لن یصیبنآ الا ما کتب اللّٰہ لنا پھر اس کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پھینک دیا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورتیں عاجز آگئیں کہ امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ عقل مند جنیں۔

حضرت بکر بن حبیشؒ فرماتے ہیں اگر امام ابوحنیفہؒ کی عقل کو ان کے اہل زمانہ کے سارے لوگوں کی عقلوں کے مقابلہ میں وزن کیا جاتا تو امام ابوحنیفہؒ کی عقل بڑھ جاتی۔

فصل نمبر 21

امام ابو حنیفہؒ کی فراست میں

امام ابو حنیفہؒ نے اپنے بعض شاگردوں کے بارے میں ایک بات کہی ہے وہ ویسے ہی ہوئی۔

امام زفر اور داؤد طائیؒ سے کہا تم عبادت کے لئے خلوت اختیار کرلوگے اور امام ابو یوسفؒ سے کہا تم دنیا میں مشغول ہوجاؤ گے تو ایسا ہی ہوا۔ (امام ابو یوسف قاضی بن گئے اگرچہ یہ بھی دین کا شعبہ ہے لیکن بظاہر دنیا ہی ہے)

احمق کی نشانی امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب تم کسی لمبے سر والے کو دیکھو تو اس کو احمق یقین کرلو۔

امام مالکؒ کے بارے میں سوال امام ابو حنیفہؒ سے کہا گیا کہ آپ نے مدینہ منورہ کے علماء کو کیسا پایا؟ فرمایا ان میں ایک سفید رنگ کا آدمی کامیاب ہوا ہے یعنی امام مالکؒ کیونکہ وہ نیکی اور فراست میں سچے ہیں کیونکہ امام مالک ہی علم اور فلاح کے کمال کو پہنچے ہیں اہل مدینہ میں ان کے زمانہ میں کوئی دوسرا ان کے درجہ کو نہیں پہنچ سکا۔

جید الحفظ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب تم کسی اچھے حافظہ والے کو دیکھو تو اس کی جمع کردہ احادیث سے فائدہ اٹھالو۔

لمبی داڑھی امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب تم کسی لمبی داڑھی والے شخص کو دیکھو تو اس کو بے وقوف سمجھو (یہ قاعدہ کلیہ نہیں اکثریہ ہے آج کل کے غیر مقلدین لمبی داڑھی والے ہیں اس لئے سب عقل سے کورے ہیں۔ نیز لمبی داڑھی سے مراد وہ ہے جو ایک

یعنی مٹھ سے زیادہ ہو کیونکہ ایک مٹھ داڑھی واجب ہے اس سے کم داڑھی رکھنے والے نہ رکھنے والوں سے بھی بڑے مجرم ہیں جیسے کہ آج کل مودودی جماعت نے رسم نکالی ہے۔ مترجم)

اور جب کسی طویل قد کو عقل مند پاؤ اس کو غنیمت جانو کیونکہ لمبے قد والے بہت کم ہی عقل مند ہوتے ہیں۔

آئمہ اربعہ کی گرفتاری اور امام ابوحنیفہؒ کی فراست جب بادشاہ وقت نے امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ اور مسعر بن کدامؒ اور شریکؒ کو گرفتار کروا لیا تاکہ ان کو قاضی بنائے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں تمہارے بارے میں اپنا اندازہ بتاتا ہوں۔ میں تو کسی حیلہ سے جان بچالوں گا اور سفیان راستہ سے بھاگ جائے گا اور مسعر مجنون بن جائے گا شریک کو قاضی بنا دیا جائے گا۔

جب راستہ میں جارہے تھے تو حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا مجھے قضائے حاجت ہے تو ان کے ساتھ ایک سپاہی چلا گیا یہ ایک دیوار کی اوٹ میں بیٹھ گئے ادھر ایک کانٹوں والی کشتی گزری تو حضرت سفیان ثوریؒ نے ان سے کہا یہ دیوار کے پیچھے سپاہی مجھے قتل کرنا چاہتا ہے انہوں نے کہا کشتی میں سوار ہوجاؤ یہ کشتی میں سوار ہوگئے تو انہوں نے ان کو کانٹوں میں چھپالیا۔ جب وہ کشتی سپاہی کے قریب سے گزری تو اس نے ان کو نہ دیکھا جب بہت دیر ہوگئی تو سپاہی نے آواز دی اے عبداللہ جب جواب نہ آیا تو آگے بڑھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا یہ اپنے ساتھی کے پاس واپس آگیا تو اس نے اس کو مارا اور گالیاں دیں۔ جب وہ تینوں خلیفہ منصور کے پاس پہنچے تو مسعر بن کدامؒ جلدی سے آگے بڑھے اور خلیفہ سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ کا کیا حال ہے آپ کی باندیوں کا کیا حال ہے آپ کے چوپاؤں کا کیا حال ہے اے امیرالمومنین مجھے قاضی بنادیں (یعنی مجنونوں کی سی باتیں کرنے لگے) ایک شخص جو خلیفہ کے سر کے قریب کھڑا تھا اس نے کہا یہ مجنون

ہے۔ بادشاہ نے کہا تو نے سچ کہا اس کو نکال دو تو اس کو دربار سے نکال دیا گیا۔
پھر امام ابوحنیفہؒ کو پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا اے امیرالمومنین میں نعمان بن ثابت ریشم کے کپڑے بیچنے والے کا بیٹا ہوں اور اہل کوفہ بالکل راضی نہ ہوں گے کہ ان پر ایک ریشم فروخت کا بیٹا قاضی بنے' بادشاہ نے کہا آپ نے سچ کہا۔
پھر شریکؒ پیش کئے گئے تو اس نے بھی ادھر ادھر کی باتیں کیں لیکن بادشاہ نے کہا خاموش ہوجا۔ اب تیرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا اپنا عہدہ قبول کر' حضرت شریکؒ نے کہا بادشاہ سلامت مجھے نسیان کا مرض ہے۔ بادشاہ نے کہا تو لبان چبایا کر اس سے نسیان دور ہوجاتا ہے حضرت شریک نے کہا کہ میری عقل میں خفت ہے۔ بادشاہ نے کہا میں تیرے لئے فالودہ تیار کروا دیا کروں گا آپ عدالت میں آنے سے قبل فالودہ کھا کر آیا کریں اس سے خفت ختم ہوجائے گی۔
تو حضرت شریکؒ نے کہا کہ میں ہر آنے والے پر حاکم ہوں گا۔ بادشاہ نے کہا میرے بیٹے پر بھی حاکم ہے۔ شریکؒ نے کہا پھر مجھے عہدہ قبول ہے۔ تو سارا قصہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نے کہا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ کی فراست کا دوسرا واقعہ ایک شخص مسجد سے گزرا' آپ نے فرمایا یہ شخص مسافر ہے اور اس کے آستین میں مٹھائی ہے۔ اور وہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے تو ایسا ہی نکلا۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا اجنبی شخص ایسے ہی دیکھا کرتا ہے۔ اور اس کے آستین پر مکھیاں تھیں۔ اور وہ بچوں کو دیکھتا تھا میں نے جانا کہ وہ معلم ہے۔

فصل نمبر 22-23

امام ابو حنیفہؒ کی انتہائی ذہانت اور مشکل ترین سوالات کا دندان شکن جواب

واقعہ نمبر 1 ایک شخص جو امام صاحبؒ سے بغض رکھتا ہے اس نے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی یہ صفات ہوں۔

1- وہ جنت کا طالب نہیں 2- جہنم سے ڈرتا نہیں 3- خدا تعالیٰ کا خوف نہیں 4- مردار کھاتا ہے 5- بغیر رکوع سجدہ کے نماز پڑھتا ہے 6- بن دیکھے گواہی دیتا ہے 7- حق سے بغض رکھتا ہے 8- فتنہ سے محبت کرتا ہے 9- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھاگتا ہے 10- یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے اس سے کہا کیا تو اس شخص کو جانتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن میں اس سے زیادہ کسی کو برا نہیں جانتا اس لئے آپ سے پوچھا ہے۔

امام صاحبؒ نے اپنے شاگردوں سے کہا تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا بہت برا آدمی ہے' یہ کافروں کی صفات ہیں' یہ سن کر امام صاحبؒ مسکرا دیئے۔ اور فرمایا یہ شخص اولیاء اللہ میں ہے' پھر اس شخص سے کہا اگر میں تجھے خبر دے دوں تو کیا تو مجھ پر زبان درازی سے باز آئے گا؟ اور ان چیزوں سے بچے گا جو تجھ کو نقصان دیں؟ اس نے کہا ہاں' فرمایا 1- وہ رب جنت کا طالب ہے 2- اور رب جہنم سے ڈرتا ہے 3- اس کو اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا۔ 4- مردار سے مراد مچھلی کھاتا ہے 5- جنازہ کی نماز پڑھتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔ (کیونکہ درود کو بھی صلوٰۃ ہی کہتے ہیں۔ 6- بن دیکھے گواہی کا مطلب وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول

ہیں۔ 7- موت حق ہے اس سے بغض رکھتا ہے تاکہ مزید اللہ کی اطاعت کرے۔ 8۔ فتنہ سے مراد مال اور اولاد ہے۔ 9- بارش رحمت ہے اس سے بھاگتا ہے۔ 10- یہودی اس قول میں تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ جھوٹے ہیں اور نصاریٰ اس بات میں تصدیق کرتا ہے کہ یہودی جھوٹے ہیں۔

واقعہ نمبر2 جب امام ابویوسفؒ بیمار ہوئے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اگر یہ لڑکا فوت ہوگیا تو ساری زمین پر اس کا قائم مقام نہیں ملے گا۔ جب امام ابویوسفؒ شفاء یاب ہوئے تو امام صاحبؒ کی بات سے ان میں عجب پیدا ہوگیا۔ انہوں نے اپنی علیحدہ مجلس شروع کردی لوگ ان کی طرف جانے لگے جب امام ابوحنیفہؒ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کو کہا کہ ابویوسفؒ کی مجلس میں جاؤ اور اس سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑا دیا دھونے کے لئے دو درہم کے بدلہ میں پھر اس نے کپڑا مانگا' دھوبی نے انکار کردیا' پھر دوبارہ آیا اور مطالبہ کیا تو اس نے کپڑا دے دیا تو کیا وہ اجرت کا مستحق ہوگا؟ اگر ابن یعقوب کہے ہاں تو کہنا غلط ہے اگر وہ کہے نہیں تو بھی کہنا غلط ہے۔

وہ شخص گیا اور مسئلہ دریافت کیا ابویوسفؒ نے کہا اجرت کا مستحق ہوگا اس شخص نے کہا غلط ہے پھر کچھ سوچ کر فرمایا اجرت کا مستحق نہ ہوگا۔ اس نے کہا غلط ہے' اسی وقت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام صاحبؒ نے ان کو دیکھا تو فرمایا تجھے دھوبی والا مسئلہ لایا ہے۔ عرض کیا جی ہاں' فرمایا سبحان اللہ جو لوگوں کو فتویٰ دینے کے لئے بیٹھا ہے اور اپنے لئے علیحدہ مجلس قائم کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کچھ بیان کرے لیکن اس کا حال یہ ہے کہ اجارات کے مسئلہ کا جواب بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا۔ ابویوسفؒ نے کہا مجھے سکھلائیں۔ فرمایا اگر اس نے انکار کے بعد دھویا ہو تو اس کو اجرت نہیں ملے گی کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے اور انکار سے

پہلے دھوچکا تھا تو اجرت کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اسی کے لئے دھویا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ ایک مرتبہ علماء شہر کے ساتھ ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے جہاں دو بہنیں دو بھائیوں سے بیاہی گئی تھیں صاحب خانہ بہت چیختا ہوا نکلا کہ ہمیں بڑی مصیبت پہنچ گئی کیونکہ دلہنیں تبدیل ہوگئیں اور ان سے صحبت بھی ہوگئی۔ (یعنی اپنی منکوحہ کے علاوہ سے) اس مجلس میں حضرت سفیانؒ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا کوئی بات نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی طرح فتویٰ دیا تھا جب ایسے ہی مسئلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے رجوع کروایا تھا۔ فرمایا کہ عورت سے صحبت کی وجہ سے مہر لازم ہوگیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹ جائے۔ لوگوں نے اس جواب کو پسند فرمایا۔ اس مجلس میں امام ابوحنیفہؒ خاموش بیٹھے تھے ان سے مسعر بن کدامؒ نے کہا کہ آپ بھی کچھ فرمائیں؟
حضرت سفیانؒ نے فرمایا اس کے خلاف اور کیا کہیں گے۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ' ان کو حاضر کیا گیا' امام صاحبؒ نے ہر ایک سے پوچھا کہ جس لڑکی سے تو نے صحبت کی ہے وہ تجھے پسند ہے' انہوں نے کہا ہاں' پھر ہر ایک سے فرمایا کہ اس لڑکی کا کیا نام ہے جو تیرے بھائی کے پاس ہے۔ اس نے کہا فلانی' فرمایا کہو کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ (دونوں نے کہا ہم نے طلاق دی) پھر ان لڑکیوں سے جن سے صحبت کی تھی نئی شادی یعنی نکاح کر لو۔ لوگوں نے اس جواب کو پہلے جواب سے بھی زیادہ پسند کیا۔ یہ سن کر محدث مسعر بن کدامؒ اٹھے اور امام ابوحنیفہؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا تم مجھے اس کی محبت کے بارے میں ملامت کیا کرتے تھے (یعنی میری ان سے محبت ان کی کمال عقل اور کمال علم کی وجہ سے ہے)

ایک ضروری تنبیہ

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں جو فیصلہ حضرت سفیان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالہ سے دیا اور وہ فتویٰ جو امام ابوحنیفہؒ نے دیا ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں بلکہ دونوں درست ہیں۔

حضرت سفیانؒ کا فتویٰ حضرت سفیانؒ کا فتویٰ اس لئے درست ہے کہ یہ وطی بشبہ ہے اس میں مہرلازم ہوتا ہے اور نکاح باطل نہیں ہوتا۔

امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ اس لئے درست تھا کہ حضرت سفیان کے فتویٰ کے مطابق بعض مرتبہ اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے (مثلاً) اگر ہر ایک اپنے خاوند کے پاس لوٹ آتی حالانکہ اس سے محبت ہو چکی ہے اور اس کے خاوند کا غیر اس کے باطنی محاسن پر مطلع ہو چکا ہے خطرہ تھا کہ وہ کہیں اس کی محبت میں معلق نہ ہو گیا ہو اور جب وہ اسے چھین کر دوسرے کو دی جائے کہیں اس کی محبت بڑھ نہ جائے اس لئے بظاہر حکمت کا تقاضا یہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہؒ کو الہام فرمایا یا یوں کہہ لیجئے کہ اگر وہ دونوں حضرت سفیان کے فتویٰ کے مطابق رہتے تو جس فساد کا خوف تھا اس پر امام صاحبؒ نے مطلع ہو کر یہ فرمایا کہ ہر شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دے دے اور جس سے محبت کی ہے اس سے نکاح کرلے کیونکہ وطی بشبہ سے عدت لازم نہیں ہوتی اور جس سے وطی ہو اس سے نکاح جائز ہے۔ اس مصلحت کی بناء پر کسی نے کوئی بات نہیں فرمائی حضرت سفیانؒ بھی امام صاحبؒ کے فتویٰ پر خاموش رہے اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اسی لئے تو حضرت مسعرؒ نے امام صاحبؒ کا سرچوما۔

واقعہ نمبر4 امام ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ ایک سید کے بیٹے کے جنازہ کے لئے تشریف لے گئے جس میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ اور بڑے بڑے علماء (قاضی وغیرہ) بھی تھے

اس لڑکے کی ماں شدت غم کی وجہ سے ننگے سر اور ننگا چہرہ باہر آئی اور جنازہ پر اپنا دوپٹہ ڈال دیا جب اس کے خاوند نے یہ کیفیت دیکھی (جو ابھی مذکور ہوئی تو اس کو اپنی بے عزتی سمجھا) تو اس نے کہا اگر تو اسی جگہ سے نہ لوٹے تو تجھے طلاق یہ سن کر عورت نے قسم کھالی کہ اگر میں جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد (ابھی جنازہ راستہ میں تھا) یہ سن کر لوگ رک گئے اور کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہ کہی اس شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے اپنی بات اور بیوی کی قسم کا ذکر کیا تو امام صاحبؒ نے ان سے کہا کہ تو اپنی بات دوبارہ کہہ' اس نے دوبار کہا تو فرمایا (صفیں درست کر لو اور جو لوگ جنازہ پڑھ چکے ہیں ان کو یہیں بلا لو) پھر جنازہ پڑھانے کا حکم دیا پھر عورت کو لوٹ جانے کا حکم دیا (کیونکہ اب نہ طلاق واقع ہوئی اس لئے کہ عورت اسی جگہ سے لوٹ گئی اور نہ اس کے غلام آزاد ہوتے کیونکہ وہ جنازہ کے بعد گئی) یہ فیصلہ دیکھ قاضی ابن شبرمہؒ چلا اٹھے کہ (اے ابوحنیفہؒ) اب عورتیں تجھ جیسا بچہ جننے سے عاجز آ گئیں تیرے لئے علم سے مسئلہ نکالنے میں کوئی مشقت نہیں۔

واقعہ نمبر5 ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں امام صاحب نے فرمایا بالکل کھولو' لیکن پڑوسی کے گھر میں نہ جھانکنا۔
اس کے پڑوسی نے قاضی ابن ابی لیلیٰؒ کی عدالت میں شکایت کی تو قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا اس نے امام صاحبؒ سے آکر قاضی صاحب کی شکایت کی امام صاحبؒ نے کہا تو دروازہ کھول لے (جب اس نے ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی ابن ابی لیلیٰ سے شکایت کی قاضی صاحبؒ نے صاحب خانہ کو منع کر دیا اس نے پھر امام ابوحنیفہؒ سے آکر کہا امام صاحبؒ نے کہا تیری دیوار کتنے کی ہے اس نے کہا تین دنیار کی فرمایا اس کو گرادو میں تمہیں تین دینار دے دونگا۔ (جب اس نے گرانے کا ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی صاحبؒ سے شکایت کی تو قاضی

صاحبؒ نے کہا وہ اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے تو مجھے کہتا ہے کہ میں اس کو منع کروں صاحبؒ دیوار سے کہا جاگرا دے جو چاہے کر تو اس کے پروسی نے کہا پھر کھڑکی بہتر ہے (اس وقت آپ کھڑکی کی اجازت نہیں دیتے تھے اب دیوار گرانے کی اجازت دے رہے ہو قاضی صاحبؒ نے (پریشان ہو کر) کہا جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو ظاہر کرتا ہے (یعنی امام ابو حنیفہؒ کے پاس) جب میری غلطی واضح ہوگئی تو اب میں کیا کروں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔

واقعہ نمبر6 حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درھموں کے ساتھ دوسرے شخص کا ایک درہم مل گیا پھر ان میں سے دو گم ہو گے لیکن یہ معلوم نہیں کہ کون سے ضائع ہوئے تو امام صاحب نے فرمایا جو درہم باقی ہے وہ ان میں بطریق اثلاث تقسیم ہوگا یعنی جس کے دو تھے اس کو دو حصے اور جس کا ایک تھا اس کو ایک حصہ ملے گا حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں پھر میں ابن شبرمہ سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا یہ مسئلہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ میں نے کہا ہاں ابوحنیفہؒ سے فرمانے لگے انہوں نے فرمایا ہوگا باقی درہم بطریق اثلاث تقسیم ہوگا میں نے کہا ہاں فرمانے لگے اللہ کے بندہ نے غلطی کی پھر فرمایا جو درہم گم ہوگئے ان میں سے ایک تو یقینی طور پر دو والے کا ہے اور دوسرا دونوں کا اور تیسرا بھی ان کے درمیان نصف و نصف تقسیم ہوگا ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اس جواب کو پسند کیا۔ پھر میں امام ابوحنیفہؒ سے ملا وہ امام ابوحنیفہؒ اگر ان کی عقل کو نصف اہل زمین سے تولا جاتا تو ان کی عقل بڑھ جاتی۔ تو امام صاحبؒ نے مجھ سے پوچھا کیا تو ابن شبرمہ سے ملا تھا اور اس نے تجھے درہم کی تقسیم میں اس طرح کہا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب تین درہم آپس میں خلط ملط ہوگئے تو ان میں شرکت لازم

ہوں تو ایک درہم والے کے لئے ہر درہم میں ایک تہائی ہو گیا اور دو درہم والے کے لئے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہو گیا پس جو درہم بھی گم ہو گیا وہ دونوں کا اپنے اپنے حصہ کے بقدر گم ہو گیا اور جو باقی رہا وہ بھی اپنے اپنے حصہ کے بقدر باقی رہا۔

ضروری تفصیل

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں جو امام ابوحنیفہؒ نے کہا وہ ظاہر ہے اس کے لئے جو اس قاعدہ کلیہ کو مانتا ہے کہ عدم تمیز کے ساتھ اختلاط شرکت مال مشترک کی تقسیم لازم ہے' اور جو ابن شبرمہ نے کہا یہ اس کے نزدیک ہے جو شرکت کو تسلیم نہیں کرتا' تفصیل اس کی یہ ہے کہ دو گم شدہ درہموں سے ایک یقینی طور پر دو والے کا ہے باقی دو میں سے ہر ایک کا ایک ایک ہے لیکن اب فی الحال صرف ایک موجود ہیں کسی کے لئے اس میں کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اس لئے ان میں آدھو آدھ تقسیم ہو گا۔

واقعہ نمبر 7 امام ابوحنیفہؒ کے پڑوس میں ایک نوجوان رہتا تھا وہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور مشورہ لیا کہ میں ایک قوم میں شادی کرنا چاہتا ہوں جو میری حیثیت سے زیادہ مہر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ امام صاحبؒ نے استخارہ کے بعد اس کو نکاح کرنے کا حکم دے دیا۔ اس نے نکاح کر لیا۔ پھر لڑکی والوں نے کل مہر کی ادائیگی سے قبل رخصتی سے انکار کر دیا۔ تو وہ نوجوان امام صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تو ایک تدبیر کر کہ لوگوں سے کچھ قرض لے کر اپنی بیوی سے صحبت کر لے ان قرض دینے والوں میں خود امام صاحبؒ بھی شامل تھے جب اس نے کچھ رقم لا کر کے اپنی بیوی سے صحبت کر لی تو امام صاحبؒ نے اس نوجوان سے کہا تو اپنے سسر والوں سے کہہ میرا دوسرے ملک سفر کا ارادہ ہے (تاکہ مال جمع کر کے تمہارے بقیہ مہر کی

رقم بھی ادا کروں) اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤں گا یہ بات ان کے سسر والوں کو بڑی ناگوار لگی (کیونکہ ان کے ہاں لڑکیوں کو دور دراز بھیجنے کا رواج نہیں تھا) ان لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ سے شکایت کی اور اس بارے میں فتویٰ طلب کیا۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اس کے خاوند کو اختیار ہے جہاں چاہے اپنی بیوی کو لے جاسکتا ہے۔

انہوں نے کہا یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ہم اپنی لڑکی کو اس کے ساتھ سفر پر بھیج دیں۔ تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا پھر جو مہر تم نے اس سے لیا ہے اس کو واپس کر کے اس کو راضی کرلو اور بقیہ کا مطالبہ نہ کرو (کیونکہ وہ اسی وجہ سے سفر کرنا چاہتا ہے وہ اس پر راضی ہوگئے کہ ہم نے جو لیا ہے واپس کردیں گے اور بقیہ کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ (اس طرح اس غریب کا مسئلہ حل ہوگیا) لیکن اس نوجوان نے کہا اب تو میں جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لوں گا؟

اس پر امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جو فیصلہ ہوگیا ہے اس پر راضی ہوجاورنہ اگر تیرے ذمہ کسی کے قرض کا اقرار ہوگیا تو تو موت تک سفر بھی نہیں کرسکے گا۔

اس پر نوجوان کو ہوش آیا کہنے لگا مہربانی فرمائیں یہ بات میرے سسر والوں تک نہ پہنچے۔

واقعہ نمبر8 امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے اس نے میراث میں چھ سو دینار چھوڑے ہیں لیکن مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے پوچھا تمہاری میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے کہا داؤد طائی نے۔

اس پر آپ نے فرمایا تیرے لئے صرف اتنا ہی حصہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس سے پوچھا کیا تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، ماں، بیوی، بارہ بھائی، ایک بہن اپنے پیچھے نہیں چھوڑی؟ اس نے کہا بالکل۔ فرمایا دو ثلث یعنی 400 بیٹیوں کا

چھٹا حصہ یعنی 100 ماں کا' ایک ثمن یعنی 75 بیوی کے' باقی پچیس رہ گئے چونکہ مرد کو عورت سے ڈبل حصہ ملتا ہے اس لئے ان کو دو دو ملے اور تجھے ایک ملا۔

واقعہ نمبر9امام ابوحنیفہؒ ایک دن قاضی ابن ابی لیلیٰؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے فریقین کو بلوایا تاکہ امام صاحبؒ کو اپنا فیصلہ کرنے کا ہنر دکھائیں دو شخص حاضر ہوئے ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے قاضی نے مدعی علیہ سے کہا تیرے پاس اس کا جواب ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا آپ مدعی علیہ سے کیسے جواب طلب کرتے ہیں جبکہ وہ پہلا شخص مدعی نہیں ہے کیونکہ مدعی تو اس کی ماں ہے کیا یہ اس کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے؟ قاضی نے کہا نہیں پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحبؒ سے کہا آپ اس سے پوچھیں کیا اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہوگئی؟ قاضی صاحبؒ نے اس سے یہی سوال کیا اس نے کہا میری ماں فوت ہوگئی ہے امام صاحبؒ نے قاضی صاحبؒ سے کہا اس کو کہیں کہ گواہوں سے ثابت کرے۔ قاضی نے اس سے کہا اس نے گواہ پیش کئے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی سے کہا اس سے پوچھو کیا اس کی ماں کا کوئی اور وارث ہے یا نہیں۔ قاضی صاحب نے پوچھا تو اس نے کہا نہیں میں اکیلا ہی وارث ہو امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحبؒ سے کہا اس سے کہو گواہ لائے اس نے گواہ پیش کئے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا اس سے پوچھو تیری ماں آزاد تھی یا باندی۔ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا' اس نے کہا آزاد' اس سے کہا گیا کہ گواہ لاؤ' اس نے گواہ پیش کئے پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا اس سے پوچھو کہ اس کی ماں مسلمان تھی یا ذمیہ' اس سے کہا گیا اس پر گواہ لاؤ اس نے گواہ پیش کئے۔

تب امام صاحبؒ نے قاضی سے کہا اب مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرو (یہ دیکھ کر

قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ لینے کے دینے پڑ گئے)۔

واقعہ نمبر 10 جب حضرت قتادہؒ کوفہ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا جو مجھ سے کوئی حلال و حرام کا مسئلہ دریافت کریگا میں اس کا جواب دونگا امام ابوحنیفہؒ نے ان سے کہا (یا کہلا بھیجا) کہ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے اہل سے سارا سال غائب رہا اور اس کے مرنے کی اطلاع آگئی تو اس گمان سے اس کی بیوی نے دوسری شادی کرلی پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا خاوند آیا تو اس نے بچہ کا انکار کیا دوسرے نے دعویٰ کیا کیا دونوں کو حد قذف لگے گی یا صرف بچہ کے منکر کو؟

پھر امام ابوحنیفہؒ نے (لوگوں سے) کہا اگر یہ اپنی رائے سے جواب دیں گے تو غلطی کریں گے اگر حدیث سے جواب دیں گے تو جھوٹ ہوگا (کیونکہ ایسی کوئی حدیث مروی نہیں) حضرت قتادہؒ نے لوگوں سے پوچھا کیا کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں فرمایا پھر ایسے مسائل کیوں پوچھتے ہو جو پیش نہیں آئے۔

اس پر امام ابوحنیفہؒ نے کہا علماء وقت سے پہلے اترنے والی مصیبت کے لئے تیاری کرتے ہیں تاکہ اس میں دخول اور اس سے خروج کا طریقہ معلوم ہو حضرت قتادہ نے کہا اس کو چھوڑو تفسیر کے بارے میں جو سوال کرو جواب دونگا۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا حضرت آیت کریمہ (ومن عندہ علم الکتب) سے کون مراد ہے فرمایا آصف بن برخیا سلیمان علیہ السلام کا کاتب وہ اسم اعظم جانتا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ نے کہا کیا حضرت سلیمان علیہ السلام اسم اعظم نہ جانتے تھے؟ فرمایا نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ نبی کے زمانہ میں غیر نبی زیادہ علم والا ہو؟ فرمایا نہیں (پھر غصہ میں آکر) فرمایا خدا کی میں تم سے تفسیر بیان نہیں کرونگا۔ تم مجھ سے اختلافی مسائل پوچھو امام ابوحنیفہؒ نے پوچھا کیا آپ مؤمن ہیں؟ فرمایا امید ہے۔ امام صاحبؒ نے پوچھا کیوں؟ فرمانے لگے اس آیت کیوجہ سے والذی اطمع ان

یغفرلی خطیئتی یوم الدین) امام صاحبؒ نے کہا آپ نے اس طرح کیوں
نہیں کہا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا جب ان سے کہا گیا تم ایمان نہیں
رکھتے؟ فرمانے لگے قال بلی ولکن لیطمئن قلبی) حضرت قتادہ یہ سن کر غصہ
سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا خدا کی قسم اب میں تم سے حدیث بیان نہیں کرونگا
واقعہ نمبر 11 ایک شخص کی پاگل باندی نے اس سے کہا اے زانی ماں اور زانی باپ
کے بیٹے یہ بات جب قاضی ابن ابی لیلیٰؒ تک پہنچی تو انہوں نے باندی کو مسجد میں کھڑا
کرکے دو حدیں لگوائیں (ایک اس کے باپ پر تہمت کیوجہ سے دوسری اس کی ماں پر
تہمت کیوجہ سے) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا قاضی صاحب نے اس ایک فیصلہ میں چھ
غلطیاں کی ہیں۔ 1- پاگل پر حد لگائی۔ 2- مسجد میں حد لگائی (جبکہ مسجد میں حد لگانا منع
ہے)۔ 3- کھڑے کر کے حد لگائی جبکہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ 4- دو حدیں
لگائیں حالانکہ اس نے ایک ہی کلمہ سے تہمت لگائی ہے کیونکہ اگر ایک کلمہ سے پوری
قوم کو تہمت لگائی جائے تو بھی صرف ایک ہی حد لازم ہے دوسرے یہ دعویٰ کرنا اس
کے ماں اور باپ کا حق تھا جبکہ وہ دونوں غائب ہیں۔ 5- دوسری حد پہلی حد سے صحت
یاب ہونے پر لگائی جاتی ہے لیکن انہوں اکٹھی ہی لگا دیں جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰؒ
کے پاس پہنچی تو انہوں نے شکایت کی (کہ یہ شخص فتویٰ دیکر ہمیں لوگوں کی نظروں میں
ذلیل کرتا ہے) اس پر امیر نے امام ابوحنیفہؒ کو فتویٰ دینے سے منع کردیا پھر کچھ مسائل
عیسیٰ بن موسیٰ کے آئے امام ابوحنیفہؒ سے ان کی بارے میں سوال ہوا آپ نے ایسے
عجیب جوابات دیئے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو پسند کیا پھر ان کو اجازت ملی پھر وہ اپنی
مجلس میں بیٹھے (یعنی دارالافتاء میں۔
واقعہ نمبر 13 حضرت عطاءؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے اس آیت و آتیناہ اھلہ
ومثلھم معھم) کا مطلب پوچھا کہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام پر

ان کے نسل کو لوٹایا اور اس کے مثل اور اولاد بھی لوٹائی۔ عرض کیا' کیا اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی اولاد لوٹائی جو ان سے صلب سے نہیں تھی؟ (یہ تو عجیب بات ہے) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا آپ نے اس بارے میں کیا سنا ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر اولاد صلبی کو لوٹایا اور اس کے برابر اجر کو لوٹایا فرمایا بس یہی بہتر ہے۔

ضروری تنبیہ ان دونوں باتوں میں کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد دی ہو اور اسی عدد کے بقدر اس بیوی سے بھی اولاد دی ہو جس کے بارے میں ارشاد باری ہے خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث)اور آیت سے یہی معنی ظاہر اور واضح ہے۔

واقعہ نمبر 14 حضرت ابوحنیفہؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے اس وقت نہ بولونگا جب تک تو از خود نہ بولے گی۔ (اس کے بعد) اس نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو نہ بولے گا امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تم دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ نہیں کیونکہ قسم نہیں ٹوٹی۔

جب حضرت سفیان ثوریؒ نے یہ فتویٰ سنا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا آپ حرام کو حلال کرتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے (یعنی صحبت کو جائز قرار دیتے ہو کیونکہ حضرت سفیانؒ نے فتویٰ دیا تھا کہ ایک فرد پر ضرور کفارہ آئیگا) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب اس کی بیوی نے اس کی قسم کے بعد قسم اٹھائی تو اس نے کلام کر لیا جس سے اس کی قسم ختم ہوگئی اب اگر یہ اس سے بات چیت کریگا تو اس پر کفارہ نہیں آئیگا اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا کیونکہ عورت کا کلام کرنا قسم کے بعد تھا جس سے اس کی قسم ختم ہوگئی حضرت سفیان ثوریؒ یہ سن کر فرمانے لگے آپ پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جس سے ہم غافل ہیں بے خبر ہیں۔

واقعہ نمبر 15 حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ پکتی ہنڈیا میں پرندہ مر کر مر گیا اس کا کیا حکم ہے امام صاحبؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا بتاؤ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت پیش کی کہ اس کا شوربا گرا دیا جائے اور اس کا گوشت دھو کر استعمال کرلیں امام صاحبؒ نے فرمایا یہ اس صورت میں ہے جب سکون ہو لیکن جب ہنڈیا جوش مار رہی ہو اس وقت گوشت بھی گرا دیا جائیگا ابن مبارکؒ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اس صورت میں اس کی نجاست صرف ظاہر تک اثر کرتی ہے۔

واقعہ نمبر 16 ایک شخص نے کہیں مال دفن کیا تھا پھر وہ جگہ بھول گیا اس نے امام ابو حنیفہؒ سے اس کا حل دریافت کیا امام صاحبؒ نے فرمایا یہ کوئی فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں میں تیرے لے ایک تدبیر کرتا ہوں تو آج صبح تک نماز پڑھ تجھے وہ جگہ یاد آجائے گی اس نے چوتھائی رات بھی نماز نہ پڑھی تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی۔ اس نے صبح آکر اطلاع دی امام صاحبؒ نے فرمایا مجھے معلوم تھا کہ تیرا شیطان تجھے ساری رات نماز نہیں پڑھنے دے گا تجھ پر بڑا افسوس ہے کہ تو ساری رات شکرانہ کے طور پر ہی نماز پڑھتا رہتا۔

واقعہ نمبر 17 ایک امانت رکھنے والے نے امام ابو حنیفہؒ سے شکایت کی کہ میں نے جس کے پاس امانت رکھی تھی اب وہ منکر ہوگیا امام صاحب نے اس سے کہا اس کے انکار کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔

پھر اس کو بلایا اور علیحدہ میں اس سے کہا اہل حکومت نے مجھ سے ایک آدمی مانگا ہے جس میں قاضی بننے کی صلاحیت ہو کیا تو اس کے لئے تیار ہے؟ وہ سوچنے لگا امام صاحبؒ نے اس کو ترغیب دی (وہ چلا گیا) امام صاحبؒ نے امانت والے سے کہا اب تو اس سے جاکر کہہ کہ شاید آپ بھول گئے ہوں میں نے تیرے پاس فلاں نشانی کے ساتھ امانت

رکھی تھی (اب چونکہ اس کو قاضی کے عہدہ کی لالچ تھی اور یہ کہ اگر وہ خائن ثابت ہوگیا تو عہدہ نہیں ملے گا) اس نے فوراً امانت واپس کردی۔
پھر وہ شخص امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا تاکہ اس کو قاضی بنوادیں امام صاحب نے اس سے کہا میں تجھے بڑے عہدہ پر فائز کرواؤنگا۔ جب تک کوئی بڑا عہدہ نہیں آتا اس وقت تک تیرا نام نہیں لکھواؤنگا۔ (اس تدبیر سے اس غریب کا کام ہوگیا)۔
واقعہ نمبر 18 ایک شخص کے گھر میں چور آئے اس کے کپڑے وغیرہ لے گئے اور اس کو قسم دے گئے کہ اگر تو نے کسی کو ہمارا نام بتایا تو تیری بیوی کی تین طلاق (یعنی یہ الفاظ اس سے کہلوائے) وہ پریشان ہو کر امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا امام صاحبؒ نے اس محلّہ کے لوگوں کو جمع کیا اور حکومت کے کارندوں سے کہا کہ اس شخص کو دروازہ پر کھڑا کرلو پھر ایک ایک آدمی گزارتے جاؤ اور اس سے پوچھتے جاؤ اس سے کہا کہ جو تیرا چور نہ ہو تو نہ نہ کرتے رہنا اور جو چور ہو اس پر خاموش ہو جانا اس طرح مال بھی واپس مل گیا اور طلاق سے بھی بچ گیا کیونکہ اس سے چوروں کے بارے میں کسی کو نہیں بتلایا۔
واقعہ نمبر 19 امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا گیا کہ مؤذنین اقامت کے وقت کھانستے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اقامت شروع کرنے لگے ہیں۔
کیونکہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ کبھی میں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپؐ کھانس کر مجھے اپنی نماز کی اطلاع کردیتے۔
واقعہ نمبر 20 ایک شخص نے ایک عورت سے پوشیدہ نکاح کیا جب اس نے بچہ جنا تو اس نے بچہ کا انکار کردیا کہ میرا تو نکاح ہی نہیں ہوا اس عورت نے قاضی ابن لیلی

ولی کی عدالت میں مقدمہ درج کرا دیا قاضی نے کہا گواہ لاؤ اس عورت نے کہا نکاح اس پر ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ ولی ہے اور دونوں فرشتے گواہ ہیں قاضی صاحب نے مقدمہ خارج کر دیا وہ عورت امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئی اور قصہ سنایا امام صاحبؒ نے کہا قاضی کے پاس جاؤ اس سے کہو کہ اس شخص کو حاضر کرے میں اس پر پیش کرتی ہوں قاضی نے مدعاعلیہ کو حاضر کیا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ تو کہہ کہ میں ولی اور گواہ ہوں سے کفر کرتا ہوں وہ یہ بات نہ کہہ سکا (کیونکہ اس نے ولی اللہ تعالیٰ کو بنایا تھا) اور اس نے نکاح کا اقرار کیا جس سے مہر بھی لازم ہوگیا اور لڑکا بھی اس کے حوالہ کر دیا گیا۔

ضروری تنبیہ اس سے یہ بات دل میں نہ آئے کہ یہ نکاح بغیر گواہوں کے تھا اور بغیر ولی کے تھا کیونکہ اس صورت میں تو نکاح باطل ہے بلکہ وہ نکاح دو مجہول گواہوں کی موجودگی میں پوشیدہ طور پر ہوا تھا جب عورت اس کے ثابت کرنے پر قادر نہ ہوئی تو امام صاحبؒ نے اس کو تدبیر بتلائی تاکہ اگر عورت سچی ہو تو وہ اقرار کرلے اور یہ اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتا تھا اور صحیح بات وہی تھی جو امام ابوحنیفہؒ کو الہام کی گئی۔

واقعہ نمبر 21 امام ابوحنیفہؒ نے قاضی ابن شبرمہ سے مطالبہ کیا کہ انکی وصیت کو ثابت رکھا جائے قاضی صاحب نے اس بارے میں ان کے گواہوں کی گواہی قبول کرلی پھر امام صاحب سے کہا کہ آپ قسم کھائیں کہ آپ کے گواہوں نے گواہی صحیح دی ہے

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا مجھ پر قسم نہیں آتی کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا قاضی صاحبؒ نے کہا آپ کے قیاس سب بیکار ثابت ہوئے اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ اس نابینا کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کے سر کو کسی نے زخمی کر دیا ہو اور دو گواہوں نے اس پر گواہی دی کیا اس نابینا پر قسم آئے گی کہ وہ کہے میرے گواہوں نے صحیح گواہی دی ہے حالانکہ اس نے ان کو نہیں دیکھا قاضی صاحبؒ لاجواب ہوگئے اور

وصیت کا حکم جاری کر دیا۔
واقعہ نمبر22 کوفہ کے قاضی یحییٰ بن سعید نے امام صاحبؒ کی رائے پر اہل کوفہ کے اجماع کا انکار کردیا تو امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگردوں کو ان سے مناظرے کیلئے بھیجا ان میں امام ابو یوسف اور امام زفر بھی تھے۔
انہوں نے جا کر عرض کیا کہ حضرت آپ اس غلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس کے دو مالک ہوں ایک ان میں سے آزاد کر دے فرمانے لگے یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں دوسرے کا نقصان ہے اور یہی چیز اس سے مانع ہے انہوں نے عرض کیا حضرت اگر دوسرا بھی آزاد کر دے فرمانے لگے پھر جائز ہے انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے دو متضاد باتیں کہیں اگر پہلا عتق لغو و فضول تھا تو جب دوسرے نے آزاد کیا تو وہ غلام ہی تھا پھر عتق کیسے نافذ ہوگا اس پر قاضی صاحب لاجواب ہوگئے اور خاموش ہوگئے۔
واقعہ نمبر23 حضرت لیث بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کا ذکر خیر سنا ہوا تھا اس لئے ملاقات کا بڑا شوق تھا جب میں مکہ شریف میں تھا تو میں نے ایک مجمع دیکھا ایک شخص کے پاس اور ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا اے ابوحنیفہؒ میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ وہی ہیں (پھر میں حاضر ہوا) تو ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا کہ میں مالدار ہوں اور اپنے بیٹے کی شادی پر بڑا مال خرچ کرتا ہوں لیکن وہ طلاق دے دیتا ہے (اگر باندی خرید کر دوں تو آزاد کر دیتا ہے) جس سے میرا مال ضائع ہو جاتا ہے کیا میرے لئے کوئی تدبیر ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اپنے بیٹے کو غلاموں کے بازار میں لے جا اور جو باندی اسے پسند ہو اس کو خرید کر اس کا اس سے نکاح کر دے۔ اب اگر وہ طلاق دیگا تو تیری باندی تیرے پاس لوٹ آئیگی اور اگر وہ آزاد کریگا تو اس کی آزادی نافذ نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کی ملکیت نہیں ہے۔
حضرت لیث بن سعدؒ فرماتے ہیں مجھے ان کے جواب پر تو تعجب تھا ہی لیکن اس پر بہت

تب تھا کہ اتنے مشکل مسئلہ کا جواب اتنی جلدی دے دیا۔

واقعہ نمبر 24 ایک شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں۔ اس نے حضرت شریکؒ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے فرمایا طلاق دے کر پھر رجوع کر لے پھر اس شخص نے حضرت سفیان ثوریؒ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے فرمایا تو اس طرح کہہ کہ اگر میں نے طلاق دی تھی تو میں رجوع کرتا ہوں پھر اس نے یہ مسئلہ امام زفرؒ سے پوچھا انہوں نے فرمایا وہ تیری اس وقت تک بیوی ہے جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو جائے اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ سفیان ثوریؒ کا فتوی تقوی کے مطابق تھا اور امام زفر نے خالص فقہ سے مسئلہ بتایا ہے (کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا) اور شریک کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی کہے کہ مجھے اپنی کپڑے پر پیشاب لگنے کا شک ہے اس سے کہا جائے کہ تو اپنے کپڑے پر پیشاب کرلے پھر اسے دھولے۔

ضروری وضاحت اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان آئمہ میں اختلاف تھا کیونکہ اس پر تو اجماع ہے کہ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اختلاف افضل وغیر افضل میں تھا حضرت شریکؒ نے کہا کہ طلاق دیکر رجوع کر کیونکہ شک سے رجعت لازم ہوتی ہے اور طلاق کی تعلیق میں اختلاف ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ کے نزدیک تعلیق جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں اور امام زفرؒ نے مسئلہ بتلایا کہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی۔

واقعہ نمبر 25 خلیفہ منصورؒ کا دربان ربیع امام ابو حنیفہؒ سے بغض رکھتا تھا اس نے ارادہ کیا کہ امام صاحبؒ کی وقعت خلیفہ کی نظر میں کم کرے ایک روز جب امام ابو حنیفہؒ خلیفہ کے دربار میں تشریف لے گئے تو اس نے کہا امیر المؤمنین ابو حنیفہؒ آپ کے دادا ابن عباسؓ کے مخالف ہیں۔ وہ کیسے کہنے لگا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ استثناء کے لئے اتصال شرط نہیں بلکہ متصل اور منفصل دونوں طرح جائز ہے لیکن یہ کہتے

ہیں کہ استثناء کے لئے اتصال ضروری ہے۔ (منصور نے امام صاحبؒ کی طرف دیکھا) امام صاحبؒ نے فرمایا اے امیرالمؤمنین ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے فوجی آپ کی بیعت میں نہ رہیں (وہ کیسے) فرمانے لگے کہ آپ کے فوجی آپ کے سامنے حلف اٹھائیں کہ ہم نے آپ کی بیعت کی اور گھر جا کر انشاء اللہ کہہ کر استثناء کرلیں۔ تو بیعت باطل ہو جائیگی اس پر خلیفہ منصور ہنسا اور کہنے لگا اے ربیع ابوحنیفہؒ سے مقابلہ نہ کیا کر جب امام صاحبؒ دربار سے نکلے تو ربیع نے کہا ابوحنیفہؒ آج تو آپ نے میرے قتل کروانے کا ارادہ کر لیا تھا فرمایا نہیں بلکہ تو نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا میں نے تیری جان بھی بچائی اور اپنی جان بھی محفوظ کرلی۔

واقعہ نمبر26 خلیفہ منصور کے دربار میں آپ کے ایک دشمن نے خلیفہ کے سامنے امام صاحب سے پوچھا کہ امیر ہمیں حکم دیتا ہے کہ فلاں کی گردن اڑا دو ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ فیصلہ حق ہے یا نہیں' کیا ہم بغیر تحقیق کے قتل کر دیا کریں؟ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ آج امام صاحبؒ کو قتل کرواتا ہے کیونکہ اگر یہ کہیں گے جائز ہے تو فیصلہ غلط ہوگا اگر کہیں گے جائز نہیں تو خلیفہ ناراض ہو کر امام صاحبؒ کو قتل کروا دے گا) امام ابوحنیفہؒ نے اس سے کہا کیا ہمارا امیر فیصلہ صحیح کرتا ہے یا غلط؟ اس نے کہا امیر صحیح فیصلہ کرتا ہے۔ فرمایا صحیح فیصلہ نافذ کرنا چاہئے اس کے تحقیق کی ضرورت نہیں پھر امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا یہ شخص مجھے پھنسانا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کو پھنسا دیا۔

واقعہ نمبر27 امام صاحبؒ کے پڑوسی کا مور چوری ہوگیا اس نے امام صاحبؒ سے شکایت کی امام ابوحنیفہؒ نے اس سے کہا خاموش رہ کسی کو اس کی خبر نہ دینا جب اگلے روز نماز کیلئے مسجد میں سب لوگ جمع ہوگئے تو امام صاحب نے فرمایا اس کو شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے اور پھر نماز پڑھنے آتا ہے حالانکہ کے مور کے پر کا اثر اس کے سر پر ہے یہ سن کر ایک شخص سر پر ہاتھ پھیرنے لگ گیا امام

صاحبؒ نے اس شخص نے کہا اے فلاں اس کا مور واپس کرو اس نے مور واپس کر دیا۔
واقعہ نمبر 28 امام اعمشؒ (بڑے محدث تھے) لیکن ان کی تیز مزاجی سے لوگ پریشان رہتے تھے اسی تیز مزاجی کا نتیجہ تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ اگر تو نے مجھے آٹا ختم ہونے کی اطلاع دی تو تجھے طلاق' یا لکھ کر بھیجے تو بھی طلاق اگر کسی کو قاصد بنا کر روانہ کرے تو بھی طلاق' یا کسی کے پاس تو اس کا تذکرہ کرے تاکہ وہ بعد میں مجھے بتلائے تو بھی طلاق اگر اشارہ سے بتائے تو بھی طلاق۔ اس سے ان کی بیوی بڑی پریشان ہوئی (کہ اب کوئی حل نہ تھا اطلاع کرتی ہے تو طلاق ورنہ فاقہ) کسی نے اس سے کہا امام ابو حنیفہؒ کے پاس جا' اس نے جا کر قصہ بیان کیا' امام صاحب نے اس سے کہا کہ جب آٹا کی تھیلی خالی ہو جائے اور استاد محترم سو جائے تو ان کے کپڑوں سے تھیلی باندھ دینا جب وہ بیدار ہو کر اس کو دیکھیں گے تو آٹے کا ختم ہونا خود سمجھ جائیں گے۔

امام اعمشؒ کی بیوی نے ایسا ہی کیا جب بیدار ہو کر یہ دیکھا تو بے ساختہ فرمانے لگے خدا کی قسم یہ ابو حنیفہؒ کی تدبیر ہے جب تک وہ زندہ ہے ہم کیسے عزت پا سکتے ہیں۔ اس نے تو ہمیں ہماری عورتوں میں بھی رسوا کر دیا ان کو یہ جتلا کر کہ ہماری عقل و فہم قلیل ہے۔

واقعہ نمبر 29 ایک شخص نے رمضان کے دن میں قسم کھائی کہ اگر میں آج دن میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں تو اس کو طلاق' لوگ پریشان تھے کہ اب اس مصیبت سے کس طرح نکلے گا (کیونکہ اگر صحبت کرتا ہے تو روزہ کا کفارہ لازم آتا ہے اگر نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے) امام ابو حنیفہؒ نے اس سے کہا کہ بیوی لے کر سفر پر چلا جا راستہ میں صحبت کر لینا (کیونکہ سفر میں روزہ توڑنے کی اجازت ہے اس لئے نہ اس کے ذمہ کفارہ آیا اور نہ طلاق ہوئی۔ مترجم)

واقعہ نمبر 30 امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس نے کہا مجھے مہلت دو تاکہ میں اپنی نبوت کی علامات لاؤں، امام صاحبؒ نے فرمایا جو اس سے علامات یعنی نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

واقعہ نمبر 31 امام ابو حنیفہؒ نے دوسری شادی کی تو ان کی پہلی بیوی یعنی ام حماد نے کہا آپ اس کو تین طلاق دے دیں ورنہ میں آپ کے قریب بھی نہیں آؤں گی۔
اس پر امام صاحبؒ نے ایک تدبیر کی، نئی بیوی سے کہا کہ جب میں ام حماد کے پاس جاؤں تو تو آکر یہ مسئلہ پوچھنا کہ عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرے؟ اس نے ایسا ہی کیا، اس پر ام حماد کہنے لگی بہرحال آپ نئی بیوی کو طلاق دیں، امام صاحبؒ نے فرمایا جو بیوی میری اس گھر سے باہر اس کو تین طلاق اس پر ام یعنی ام حماد راضی ہو گئیں اور نئی بیوی کو طلاق بھی نہیں ہوئی کیونکہ ام حماد نے یہ سمجھا کہ یہ بیوی اس گھر سے باہر رہتی ہے، لیکن وہ اس وقت اسی مکان میں تھی اور یہی امام صاحبؒ کی نیت تھی۔

واقعہ نمبر 32 ایک رافضی (یعنی شیعہ) امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آپ بتائیں صحابہ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا اہل سنت کے نزدیک حضرت علیؓ بڑے بہادر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق ہے اس لئے ان کے سپرد کر دی تھی۔ لیکن تمہارے نزدیک (یعنی شیعہ کے نزدیک) حضرت ابوبکرؓ بڑے بہادر تھے کیونکہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے جبراً چھین لی اور حضرت علیؓ ان سے نہ لے سکے یہ سن کر وہ رافضی حیران ہو گیا۔

واقعہ نمبر 33 امام ابو حنیفہؒ سے مسئلہ پوچھا کہ وہ شخص کیا کرے جس نے یہ قسم

اٹھائی ہو کہ اگر میں آج کے دن غسل جنابت کروں تو میری بیوی کو طلاق ۔ پھر یہ قسم
اٹھائی کہ اگر میری آج کوئی نماز قضا ہو جائے تب بھی تین طلاق' اور اگر میں آج کے
دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو بھی تین طلاق۔
امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا (یہ مسئلہ بہت آسان ہے) وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر صحبت
کرے پھر غروب کے بعد غسل کرے پھر مغرب و عشاء کی نماز پڑھے کیونکہ آج کے
دن سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔(لوگ حیران ہو گئے)

واقعہ نمبر34 امام ابو حنیفہؒ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی
اس نے کہا اگر تو اوپر چڑھے تو طلاق اور اگر نیچے اترے تو بھی طلاق اب کیا کرے؟
امام صاحبؒ نے فرمایا چند آدمی سیڑھی اٹھا کر زمین پر رکھ دیں (دوسری صورت) یا اس
عورت کو چند عورتیں اس کے ارادہ کے بغیر زبردستی اٹھا کر نیچے لے آئیں۔

واقعہ نمبر36 امام صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ انڈا
نہیں کھائے گا' پھر اس نے قسم اٹھائی کہ فلاں کی جیب میں جو چیز ہے اس کو ضرور
کھائے گا۔ جب اس شخص کی جیب دیکھی گئی تو انڈا نکلا اب کیا کرے؟
امام ابو حنیفہؒ (میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں) نے فرمایا اس انڈا کو مرغی کے نیچے رکھ دو
جب بچہ نکل آئے تو بھون کر کھا لے یا اس کو شوربے میں پکائے اور شوربے سمیت کھا
جائے۔

ضروری وضاحت علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی تدبیر یہ
ہے کہ اس کو حلوا میں پکائے اور پھر کھائے کیونکہ وہ انڈا اب انڈا نہیں رہا اور کھایا بھی
گیا۔

واقعہ نمبر37 ایک عورت نے دو جڑویں بچے جنے ان میں سے ایک فوت ہو گیا
اور ایک زندہ رہا' تو علماء کوفہ نے کہا کہ ان دونوں کو دفن کرو۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا نہیں مردہ کو دفن کر دو اور ان کو مٹی سے علیحدہ علیحدہ کرا دُ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا اس کا نام امام ابو حنیفہؒ کا غلام پڑ گیا۔

واقعہ نمبر 38 ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ اور محمد بن حسن بن علیؓ جمع ہوئے (جن کو امام جعفر صادقؒ کہا جاتا ہے) تو حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کیا آپ ہی ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہو؟ امام صاحبؒ نے عرض کیا تشریف رکھیں آپ کے لئے عظمت اور بڑائی ہے جیسا کہ آپ کے دادا علیہ السلام کے لئے عظمت اور بڑائی تھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے تو امام صاحبؒ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا۔

حضرت مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا۔ عورت

عرض کیا عورت کا حصہ کتنا ہے؟

فرمایا مرد سے نصف

عرض کیا اگر میں قیاس سے کہتا تو عورت کے لئے کامل اور مرد کے لئے نصف حصہ کا حکم کرتا، لیکن ایسا نہیں۔

پھر عرض کیا نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا نماز

عرض کیا اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو حائضہ کو نماز کے قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی۔

پھر عرض کیا پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

فرمایا پیشاب

عرض کیا اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو پیشاب سے غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔ پھر

زالا معاذ اللہ یہ کہ میں کوئی بات خلاف حدیث کہوں بلکہ میں تو حدیث کا خادم ہوں' یہ
ہ کر حضرت جعفر صادقؒ کھڑے ہوئے اور ان کا بوسہ لیا۔ (یعنی امام صاحبؒ کی پیشانی
کا)

اقعہ نمبر 39 ایک مسافر اجنبی شخص اپنی خوبصورت بیوی کے ساتھ کوفہ آیا' ایک
رانی اس کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت بھی'
اس کی طرف مائل ہو گئی۔ (قاضی نے اجنبی سے نکاح کے گواہ طلب کئے) وہ اثبات
لا سے عاجز آگیا۔ پھر یہ مسئلہ امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امام ابو حنیفہؒ
ور قاضی ابن ابی لیلیٰؒ اور وہ شخص اور چند عورتیں اس کے خیمہ کی طرف گئے وہاں پہنچ
کر امام صاحبؒ نے مقامی عورتوں کو حکم دیا کہ اس کے خیمہ میں داخل ہو جاؤ' جب وہ
اخل ہونے لگیں تو (اس اجنبی کا) کتا ان کو بھونکنے لگا' اور کاٹنے کے لئے بھاگا' پھر امام
بو حنیفہؒ نے اس اجنبی عورت کو خیمہ میں داخل ہونے کو کہا تو کتا اس کے اردگرد چکر
لگانے اور دم ہلانے لگا۔ (اس پر امام صاحب نے فرمایا کتا تو ابھی تک تجھے نہیں بھولا
یکن تو اپنے خاوند کو بھول گئی) اس پر عورت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا' امام صاحبؒ
نے فرمایا حق واضح ہو گیا۔

کا وجہ سے حنفیہ کا مذہب یہ نقل کیا گیا ہے کہ اگر مرد نکاح کے بعد اپنی بیوی کے
ہاں گیا اس کا کتا بھی ساتھ تھا' تو خلوت صحیحہ ثابت ہو جائے گی اور مہر لازم ہو
جائے گا۔ اگر کتا عورت کا تھا تو نہ خلوت صحیحہ شمار ہو گی اور نہ مہر لازم ہو گا۔

واقعہ نمبر 40 گورنر ابن ہبیرہ کی انگوٹھی میں ایک نگ تھا جس پر لکھا ہوا تھا
عطاء ابن عبداللہ' کہنے لگا مجھے یہ ناپسند ہے کہ غیر کے نام سے مہر لگاؤں اور اس کا مٹانا
بھی ممکن نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا لفظ با کے سر کو گول کردو (اور نقطہ مٹا دو اور بدل دو پھر ہو جائے گا

عطاء من عند اللہ اس حاضر جوابی پر ابن ھبیرہ بڑا حیران ہوا' اور کہنے لگا آپ اگر
ہمارے پاس تشریف لایا کریں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میں تیرے پاس کیا کروں گا؟ اگر تو
مجھے اپنے قریب کرے گا تو فتنہ میں ڈال دے گا' اور اگر تو مجھے اپنی مجلس سے دور کرے
گا تو مجھے رسوا کرے گا۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں'
یہی جواب امام ابو حنیفہؒ نے خلیفہ منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ کو بھی دیا تھا جب انہوں نے
کہا تھا کہ آپ ہمارے پاس کثرت سے تشریف لاتے رہا کریں۔

واقعہ نمبر41 ضحاک مروزی جب کوفہ میں آیا تو اس نے قتل عام کا حکم دے دیا'
امام ابو حنیفہؒ قمیض اور چادر پہنے ہوئے اس کے پاس گئے اور اس سے کہا' تو نے قتل
عام کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا یہ لوگ مرتد ہو گئے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کیا پہلے ان
کا دین کچھ اور تھا کہ اب یہ اس سے پھر گئے یا یہی دین تھا جس پر وہ اب ہیں؟ ضحاک
نے کہا آپ اپنی بات لوٹائیں' امام صاحبؒ نے پھر دوبارہ بات کہی تو ضحاک نے کہا ہم
غلطی پر تھے تو قتل کا حکم واپس لے لیا۔ لوگوں نے امام صاحبؒ کی وجہ سے نجات پائی۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ جب خارجی لوگ کوفہ میں آئے تو ان کا مذہب
اپنے علاوہ سب کو کافر کہنے کا تھا' تو کسی نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ یہاں کے بڑے شیخ ہیں'
تو خارجیوں نے امام صاحبؒ کو بلوایا اور کہا تم کفر سے توبہ کرو' امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا میں
نے ہر قسم کے کفر سے توبہ کی۔

کسی نے کہا انہوں نے تمہارے کفر سے توبہ کی ہے' انہوں نے پھر امام صاحب کو
گرفتار کروایا اور پوچھا کہ آپ نے تو ہمارے کفر سے توبہ کی ہے۔
امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تم نے یہ بات علم یعنی دلیل سے کہی ہے یا صرف گمان یعنی
اٹکل پچو سے کہی ہے؟ انہوں نے کہا صرف گمان سے آپؒ نے فرمایا (ان بعض
الظن اثم) گمان گناہ ہے اور وہ تمہارے نزدیک کفر ہے تم اپنے کفر سے توبہ کرو انہوں

ے کہا تو بھی توبہ کر (امام صاحبؒ نے فرمایا میں بھی کفر سے توبہ کرتا ہوں تمہارے کفر
ے)
ضروری تنبیہہ بعض حاسدین نے امام صاحبؒ کی شان میں تنقید کی ایسی
باتیں گھڑی ہیں جس سے وہ بری ہیں۔ اس قسم کے واقعات سے کہ امام صاحب دو مرتبہ
کافر ہو گئے تھے پھر ان کو توبہ کروائی گئی۔
حالانکہ یہ واقعہ خارجیوں کی ساتھ پیش آیا اور نقص نہیں بلکہ آپ کی رفع شان کا واقعہ
ہے کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ان سے مناظرہ کرتا' اللہ تعالیٰ آپ پر
کروڑوں رحمتیں برسائے۔
واقعہ نمبر42 ایک آدمی نے دوسرے کو ہزار دینار کی تھیلی دیتے ہوئے یہ وصیت
کی کہ جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے تو جو تجھے پسند ہو اتنا اس کو دے دینا' جب اس کا لڑکا بڑا
ہو گیا تو اس نے ہزار دینار خود رکھ لئے اور خالی تھیلی اس کو دے دی وہ لڑکا امام ابو حنیفہؒ
کی خدمت میں حاضر ہوا' اور سارا قصہ سنایا۔ امام صاحبؒ نے اس شخص کو بلوایا اور اس
سے کہا اس کو ہزار دینار دو اس لئے کہ جو انسان کو پسند ہوتا ہے وہ اسی کو روکتا ہے اور
جو اس کو ناپسند ہوتا وہ دے دیتا ہے' (امام صاحبؒ کے اس فیصلہ سے اس لڑکے کو ہزار
دینار مل گئے۔)
واقعہ نمبر43 بعض محدثین امام ابو حنیفہؒ کی غیبت کرتے ایسی مصیبت میں پھنس
گئے کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا' وہ یہ واقعہ تھا' کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر
تو آج کی رات مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق'
عورت نے کہا اگر میں آج کی رات طلاق طلب نہ کروں تو میرا غلام آزاد' یہ لاینحل
مسئلہ جب امام صاحبؒ کی خدمت میں پیش ہوا تو امام صاحبؒ نے کہا' تو طلاق طلب کر
(اس نے طلاق طلب کی) مرد سے کہا تو کہہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے پھر امام صاحبؒ

نے دونوں سے کہا جاؤ کسی پر کچھ (کفارہ وغیرہ) نہیں۔ پھر اس شخص سے کسی نے کہا کہ جس نے تجھے ایسا مسئلہ لاتحل بتایا ہے اس کی بدخوئی سے توبہ کر' اس نے توبہ کی پھر دونوں ہر نماز کے بعد امام ابو حنیفہؒ کے لئے دعائے خیر کرتے تھے۔

واقعہ نمبر44 ایک شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی بیوی سے کہا اگر تو میرے لئے ایک ہانڈی نہ پکائے جس میں ایک پاؤ نمک ڈالے لیکن اس میں اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو ورنہ تجھے طلاق' پھر امام ابو حنیفہؒ سے اس کا حل پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی میں انڈا پکائے اس میں ایک پاؤ یا زیادہ نمک ڈال دے (کیونکہ اس سے قسم بھی پوری ہو جائے گی اور طلاق بھی نہ ہو گی۔)

واقعہ نمبر45 دھریوں کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہؒ کو قتل کرنا چاہا (اس لئے کہ وہ اس مخلوق کے خالق کے قائل ہیں) امام صاحبؒ نے فرمایا پہلے مناظرہ کر لو' پھر جو تمہارا ارادہ ہو کر لینا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی بڑا وزن لے کر ایسے سمندر میں جس میں بڑے طوفان بڑی لہریں اٹھتی ہیں بغیر ملاح کے چلتی ہے۔

وہ کہنے لگے یہ تو ممکن نہیں۔

امام صاحبؒ نے فرمایا کیا یہ بات عقل کے مطابق ہے کہ یہ دنیا جس میں تبدیلی اور اس کے احوال کا بدلنا اور اس کے امور کا تغیر وغیرہ یہ سب کسی مانع اور مدبر کے بغیر ہی چل رہے ہیں' اس پر انہوں نے توبہ کی اور اپنی تلواریں نیام میں ڈال کر چلے گئے۔

واقعہ نمبر46 ایک شخص نے دوسرے سے ہزار روپے لینے تھے اس نے انکار کر دیا اور قسم کھانے کے لئے تیار ہو گیا' مدعی کے پاس ایک گواہ تھا' لیکن امام ابو حنیفہؒ اس کی صداقت کو جانتے تھے' اس کو حکم دیا کہ کسی کو حاضرین کی موجودگی میں حبہ کر دے' اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر جس کو حبہ کیا گیا تھا اس کو دعوی کا حکم دیا' اور گواہوں کو اور

جب کرنے والوں کو گواہی کا حکم دیا' انہوں نے ایسا ہی کیا تو قاضی نے اس کے حق میں
ہزار کا فیصلہ کر دیا۔
علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں اس باب میں جو واقعات میں نے ذکر کر دیئے ہیں کافی ہیں
بعض واقعات جن کے ثبوت میں اختلاف تھا ان کو بیان نہ کرنا ہی بہتر تھا۔

فصل نمبر 24

امام ابو حنیفہؒ کے حلم اور بردباری کے ذکر میں

محدث یزید بن ھارونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ بردبار نہیں دیکھا' آپ دین میں فضیلت رکھتے تھے اور تقویٰ حفاظت زبان خیر کی باتوں کی طرف متوجہ ہونا آپ کا خاص حصہ تھا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امام ابو حنیفہؒ کو گالیاں دیں اور زندیق تک کہہ دیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اللہ تیری مغفرت کرے وہ میرے حال کو تیرے قول کے خلاف جانتا ہے۔

عبدالرزاقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ حلیم نہیں دیکھا۔ ہم ایک مرتبہ امام صاحبؒ کے ساتھ منیٰ کی مسجد خیف میں تھے۔ آپ کے اردگرد حلقہ تھا ایک بصری نے آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب دیا' اس نے کہا کہ حضرت حسن بصریؒ نے اس کا جواب اس کے خلاف دیا ہے امام صاحب نے فرمایا حضرت حسن بصریؒ نے مسئلہ بتانے میں خطاء کی۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا اے زانیہ کے بیٹے' یہ سن کر لوگ چلائے اور اسے پکڑ کر قتل یا پٹائی کا ارادہ کیا' امام صاحبؒ نے ان کو خاموش کروایا اور ہر قسم کی حرکت سے روکا' پھر کچھ دیر سر جھکا کر اٹھایا اور فرمایا ہاں حضرت حسن بصریؒ نے غلطی کی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس روایت کی وجہ سے جو انہوں نے حضور ﷺ سے نقل کی ہے خطا سے محفوظ رہے' اور حق پر رہے' (یعنی میں نے مسئلہ اس روایت کے مطابق بتایا ہے) امام صاحبؒ نے فرمایا میں نے کبھی کسی سے برائی کا بدلہ نہیں لیا' اور نہ کسی

لعنت کی' اور نہ کسی مسلمان اور ذمی پر ظلم کیا' اور نہ کسی کو دھوکا دیا۔

لوگوں نے کہا۔ کہ حضرت سفیان ثوریؒ آپ سے علم اور مال وغیرہ حاصل کرتے ہیں پھر آپ کی برائی بھی بیان کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے' پھر ان کی تعریف شروع کر دی۔

حلم کا ایک واقعہ امام ابو حنیفہؒ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جب وہ نشہ میں مست ہو جاتا تو یہ شعر گنگناتا۔

اضاعونی وایی فتی اضاعوا ○ لیوم کریھۃ وسداد ثغر

(ترجمہ) انہوں نے مجھے ضائع کر دیا کن (حسین) جوانوں نے ضائع کیا ○ ایسے ناپسندیدہ دن میں (ضائع یعنی برباد کر دیا) جس میں منہ بند ہو جائیں گے۔

(اس آواز سے امام صاحب کی عبادت میں خلل بھی آتا) لیکن جب ایک رات آپؒ نے اس کی آواز نہ سنی تو تحقیق کی معلوم ہوا کہ اس کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے' امام ابو حنیفہؒ فوراً امیر کوفہ کے پاس پہنچے امیر کوفہ نے امام صاحبؒ کی تعظیم کی اور اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ جب امام صاحبؒ واپس آ رہے تھے تو موچی آپ کے پیچھے پیچھے تھا' امام صاحبؒ نے فرمایا اے جوان کیا میں نے تجھے ضائع کر دیا؟ (اس کے شعر کی طرف اشارہ تھا جو وہ گاتا تھا) اس نے کہا نہیں بلکہ آپ نے میری حفاظت کی اور نگاہ بانی کی' اس پر اس موچی نے توبہ کی اور سچی پکی توبہ کی اور امام صاحبؒ کی مجلس کو لازم پکڑ لیا یہاں تک کہ فقیہ بن گیا۔

حضرت ولید بن قاسمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سخی طبیعت انسان تھے' اپنے شاگردوں کے احوال کی تحقیق رکھتے تھے اور ان کی ضروریات کا خیال فرماتے۔

حضرت عصامؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے شاگردوں کا اتنا خیال نہیں رکھتا تھا

جتنا امام ابو حنیفہؒ خیال رکھتے تھے، اگر ان کے کسی شاگرد پر کوئی مکھی بیٹھ جاتی تو اس کی ناگواری بھی آپ پر ظاہر ہوتی۔

کسی نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کہ آپ کا ایک شاگرد مکان کی چھت سے گر گیا ہے یہ سن کر اس زور سے چلائے کہ سارے اہل مسجد نے آپ کی آواز سنی اور گھبرا کر کھڑے ہوئے پھر روتے ہوئے فرمایا کہ اگر ممکن ہوتا تو میں یہ تکلیف برداشت کر لیتا" پھر اس کی مکمل صحت تک صبح و شام اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔

ابو معاذ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ جانتے تھے کہ میں حضرت سفیان ثوریؒ کا رشتہ دار ہوں، اور ان دونوں میں کچھ گڑ بڑ رہتی تھی جیسا کہ ہم عصروں میں ہوتی ہے، پھر بھی مجھے مقرب بناتے اور میری ضروریات پوری کرتے تھے۔
اور فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ بڑے حلیم متقی باوقار تھے اللہ تعالیٰ نے ان میں تمام عمدہ خصلتیں جمع فرما دی تھیں۔

ایک شخص نے درس کے دوران آپ کو گالیاں دینا شروع کیں تو آپ نے اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی اپنے کلام کو منقطع فرمایا اور اپنے شاگردوں کو بھی اس سے الجھنے سے منع کر دیا۔ جب آپ فارغ ہو گئے اور گھر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو وہ شخص آپ کے پیچھے پیچھے گالیاں دیتا ہوا چلا، جب آپؒ اپنے دروازے پر پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور کہا اے فلاں یہ میرا گھر ہے اگر تیری گالیاں باقی ہیں تو دے لے تاکہ تیرے دل میں کوئی چیز باقی نہ رہ جائے۔ یہ سن کر وہ شخص شرمندہ ہوا۔)
ایک واقعہ میں ان الفاظ کی زیادتی ہے کہ جب امام صاحبؒ گھر داخل ہو گئے تو اس نے گالیاں دینا شروع کیں، لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا، بالآخر خود ہی تنگ آکر کہنے لگا کیا تم مجھے کتا سمجھتے ہو (کہ میری باتوں کا جواب نہیں دیتے) گھر سے آواز آئی کہ

(ماں باپ کا ادب)

ہلہ

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اپنی والدہ کو گدھے پر سوار کر کے حضرت عمر بن ذرؒ کی مجلس میں لے جاتے تھے کیونکہ والدہ کی بات کا انکار آپ کو ناپسند تھا۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں بعض مرتبہ میں اپنی والدہ کو لے کر جاتا اور بعض مرتبہ وہ مجھے حکم کرتیں کہ میں ان سے مسئلہ پوچھ کر آؤں' میں حاضر خدمت ہوتا اور کہتا کہ میری والدہ نے آپ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے۔ وہ فرماتے کیا آپ مجھ سے مسئلہ پوچھیں گے؟ (حالانکہ آپ خود عالم ہیں) میں کہتا میری ماں نے مجھے یہی حکم دیا ہے کہ آپ سے پوچھوں' وہ فرماتے کہ آپ خود ہی فرمائیں کہ اس کا کیا جواب ہے' میں عرض کرتا کہ اس کا جواب یہ ہے پھر وہ اسی جواب کو دہرا دیتے میں آکر اپنی والدہ کو ان کا جواب سنا دیتا۔

ایک مثال اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں میری والدہ نے مجھ سے رجوع کیا میں نے اس کا جواب دیا۔ لیکن میری ماں نے نہ مانا اور فرمایا میں خطیب زرعہ کے علاوہ کسی کے فتویٰ پر راضی نہ ہوں گی' امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ محترمہ کو لے کر ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میری ماں فلاں مسئلہ میں آپ سے فتویٰ لینے آئی ہے' وہ فرمانے لگے آپ مجھ سے بڑے عالم اور بڑے فقیہ ہو' خود ہی فتویٰ دے دو' تو اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا میں نے اس طرح فتویٰ دیا ہے وہ فرمانے لگے یہ مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے' تب میری والدہ راضی ہوئی اور وہاں سے لوٹیں۔

شیخ جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ میری موجودگی میں ایک جوان نے مسئلہ پوچھا امام ابو حنیفہ

" نے جواب دیا ' تو اس جوان نے کہا آپ نے غلطی کی' حضرت جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے اہل مجلس سے کہا سبحان اللہ تم اس شیخ کی تعظیم نہیں کرتے؟ تو امام صاحبؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑ دیجئے میں نے خود ہی انہیں اس بات کی اجازت دی ہوئی ہے۔

اور امام صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے استاد حضرت حمادؒ کی وفات کے بعد جب نماز پڑھتا ہوں تو اپنے والدین کے ساتھ اپنے استاد کے لئے بھی دعا خیر کرتا ہوں' اور میں نے کبھی اپنی استاد کے گھر کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے حالانکہ میرے مکان اور ان کے مکان میں سات گلیوں کا فاصلہ ہے' اور میں ہر اس شخص کے لئے استغفار کرتا ہوں جس نے مجھ سے علم پڑھا ہے یا پڑھایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی مجلس سے زیادہ پروقار مجلس ہم نے نہیں دیکھی وہ خوش خلق عمدہ لباس اور حسین چہرہ کے مالک تھے۔

امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ برداشت کرنے والے اور صبر کرنے والے تھے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ ایک دفعہ امام صاحبؒ کی مسجد کے قریب سے گذرے تو ان کے ساتھیوں کی آوازیں (سبق کے تکرار کی وجہ سے) بلند ہو رہی تھیں' تو انہوں نے عرض کیا اے ابو حنیفہؒ یہ مسجد ہے اس میں آوازیں بلند کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے کیونکہ فقہ بغیر اس کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔

ہارون الرشیدؒ نے قاضی ابو یوسفؒ سے کہا کہ آپ مجھ سے امام ابو حنیفہؒ کے اخلاق بیان کریں' اس پر امام ابو یوسف نے فرمایا اے امیر المومنین ارشاد باری ہے (مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید) میرے علم کے مطابق امام ابو حنیفہؒ

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچتے تھے' بہت متقی تھے' اللہ کے دین کے بارے میں بغیر علم کے کچھ نہیں کہتے تھے' اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو پسند کرتے تھے اور اس کی نافرمانی کو ناپسند کرتے تھے' اپنے زمانہ کے اہل دنیا سے علیحدہ رہتے تھے' ان سے دنیاوی عزت میں مقابلہ نہیں کرتے تھے ' اکثر اوقات خاموش رہتے' ہمیشہ متفکر رہتے' بڑے وسیع علم والے تھے' فضول اور بے ہودہ باتیں کرنے والے نہ تھے۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اگر ان کو علم ہوتا تو بتلاتے اور صحیح بتلاتے' اگر اس بارے میں کچھ معلوم نہ ہوتا تو اس کو شرعی قواعد کی مطابق قیاس کرتے اور اس کا اتباع کرتے اپنے دین اور جان کو بچاتے ' علم اور مال دونوں کو خوب خرچ کرتے اپنے نفس کے علاوہ باقی سب لوگوں سے مستغنی تھے۔ طمع لالچ کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے' غیبت سے بہت دور رہتے' کسی کا ذکر بھلائی کے علاوہ نہ کرتے تھے' ہارون الرشید نے کہا صالحین کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں۔

معافی الموصلیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ میں ایسی دس خصلتیں تھیں کہ اگر ان میں سے کسی میں ایک بھی ہو تو وہ انسان ملک کا بادشاہ بن جائے اور قبیلہ کا سردار بن جائے 1- تقویٰ 2- سچائی 3- عفت 4- لوگوں کی خاطر مدارت کرنا 5- سچی محبت 6- نفع کی بات کی طرف متوجہ ہونا 7- خاموشی 8- 9- مظلوم کی مدد 10- اگرچہ مظلوم دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

ابن نمیرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان میں امام زفرؒ اور داؤد طائیؒ ' اور قاسم بن معنؒ بھی تھے وہ کسی مسئلہ پر بحث کرتے یہاں تک کہ آوازیں بلند ہونے لگیں ' پھر امام ابو حنیفہؒ کلام شروع فرماتے تو سارے خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوں' پھر وہ اس بات کو محفوظ کر لیتے جو امام

صاحبؒ نے فرمائی تھی' جب اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جاتا تو پھر دوسرا مسئلہ شروع کرتے۔
اور امام ابو حنیفہؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ساری عوام میرے غلام ہوتے تو میں ان کو (بغیر
معاوضہ) آزاد کر دیتا' اور ان کی ولاء (یعنی میراث) سے بھی برات کا اعلان کر دیتا۔

فصل نمبر 25

اپنی کمائی سے کھانے اور عطیات کے رد میں

یہ بات تو اکثر سے ثابت ہے کہ امام صاحبؒ ریشم کے تاجر تھے ان کی کوفہ میں ایک دکان تھی، آپ کے شرکاء اپنے سامان کی خرید و فروخت کے لئے سفر کرتے تھے لیکن امام صاحبؒ استغناء کے ساتھ وہیں فروخت کرتے، لالچ کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے

حسن بن زیادؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم امام صاحبؒ نے کبھی بھی خلفاء اور امراء سے علیہ اور ہدیہ قبول نہیں کیا۔

خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہؒ کو تیس ہزار کا ہدیہ بھیجا تو امام صاحبؒ نے فرمایا اے امیرالمومنین میں بغداد میں اجنبی ہوں میرے پاس لوگوں کی بہت امانتیں ہیں اس ہدیہ کو میرے پاس رکھنے کی جگہ نہیں ہے اس کو آپ (فی الحال) بیت المال میں رکھ دیں۔ خلیفہ نے قبول کر لیا، (اور یہ سمجھا کہ بطور امانت رکھوانا چاہتے ہیں حالانکہ امام صاحبؒ اس کو بیت المال میں واپس کرنا چاہتے تھے) امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد جب کسی موقعہ پر بیت المال کھولا گیا تو وہ ہدیہ بھی نظر پڑا تو خلیفہ منصور نے کہا امام ابو حنیفہؒ نے مجھے دھوکہ دیا (یعنی قبول نہ کیا بلکہ ایک بہانہ سے بیت المال میں جمع کروا دیا)

حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے امام صاحبؒ کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا، امام ابو حنیفہؒ پریشان ہو گئے کہ اگر واپس کروں تو وہ ناراض ہو گا اور اگر قبول کروں تو میرے مذہب میں ایک ناپسندیدہ چیز ہے، تو امام صاحبؒ نے مجھ سے مشورہ کیا، میں نے کہا یہ مال خلیفہ کی نگاہ میں بہت بڑا مال ہے اس لئے جب وہ

آپ کو قبضہ کے لئے بلائے گا تو آپ فرماتا مجھے تو امیر المؤمنین سے اس کی امید نہ تھی، پھر جب امام صاحبؒ کو بلایا گیا تو آپ نے ویسے ہی فرمایا جب یہ خبر خلیفہ منصور کو پہنچی تو اس نے ہدیہ روک لیا (کہ اس نے ہمارے بڑے ہدیہ کو کم سمجھا ہے) حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں کہ پھر کسی کام میں میرے بغیر کسی اور سے مشورہ نہیں کرتے تھے۔

خلیفہ منصور اور اس کی بیویؒ میں اس بات میں جھگڑا تھا کہ وہ دوسری بیویوں کی طرف زیادہ مائل ہے اور وہ انصاف چاہتی تھی پھر اس پر راضی ہو گئی کہ امام ابو حنیفہؒ کو اپنے درمیان فیصل بنائے تو خلیفہ نے امام صاحبؒ کو بلوالیا اور عورت کو پس پردہ بٹھا دیا، اور امام صاحبؒ سے سوال کیا کہ ــــــــــ

ایک مرد کے لئے کتنی عورتیں جائز ہیں؟

امام صاحبؒ نے فرمایا چار

پھر خلیفہ نے کہا باندیاں کتنی جائز ہیں؟

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جتنی چاہے۔

پھر خلیفہ نے کہا کیا اس کی علاوہ کہنے کا کسی کو کوئی حق ہے؟ فرمایا نہیں، خلیفہ نے اپنی بیوی کو متوجہ کرتے ہوئے کہا تو نے سن لیا۔ (امام صاحبؒ اصل بات سمجھ گئے) اور کہا اے امیر المؤمنین یہ سب کچھ اہل عدل و اہل انصاف کے لئے ہے۔ اگر عدل و انصاف نہیں کر سکتا تو ایک کی اجازت ہے کیونکہ ارشاد باری ہے (فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ) بس ہمیں اللہ کے ادب سے ادب سیکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے، پھر خلیفہ خاموش ہو گیا۔

جب امام ابو حنیفہؒ واپس تشریف لے گئے تو خلیفہ کی بیوی نے بہت سارا ہدیہ بھیجا (کیونکہ وہ عدل چاہتی تھی اس کا آپ نے فیصلہ کیا) امام صاحبؒ نے وہ واپس کر دیا اور فرمایا میں دین سے تقرب اور دنیا کا طالب نہیں ہوں۔

فصل نمبر 26

امام ابو حنیفہؒ کے لباس میں

حضرتؒ حمادؒ بن نعمانؒ بن ثابتؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ خوب صورت لباس پہنتے تھے ' کثرت سے عطر لگاتے تھے ' لوگ امام صاحبؒ کو دیکھنے سے پہلے ان کی خوشبو کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ (اپنی ہر چیز کا خیال رکھتے تھے) حتیٰ کہ جوتے کے تسمے کا بھی خیال رکھتے کہیں ان کا تسمہ ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا۔

مشائخ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سیاہ رنگ کی لمبی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

حضرت نضر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے کہیں سوار ہو کر جانے کا ارادہ کیا تو مجھ سے کہا اپنی چادر مجھے دے دے اور میری چادر تو لے لے ' میں نے ایسا ہی کیا ' لیکن جب واپس تشریف لائے تو فرمایا تیری موٹی چادر نے مجھے شرمندہ کیا (یعنی نفیس نہیں تھی) حالانکہ اس کی قیمت پانچ دینار تھی ' پھر میں نے امام صاحبؒ کو ایک نفیس چادر پہنے دیکھا تو میں نے اس کی قیمت تیس دینار لگائی ' اور امام صاحب کی لنگی اور قمیص چار سو درھم کی تھی ' اور امام صاحبؒ کا ایک جبہ فنک اور ایک جبہ سنجاب نامی اور ایک جبہ ثعلب نامی تھا جن میں نماز پڑھا کرتے تھے ' (یہ تینوں جبے نفیس اور قیمتی قسم کے جبوں کے نام ہیں) اور امام صاحبؒ کی ایک (بڑی قیمتی) دھاری دار چادر تھی ' اور امام صاحبؒ کی سات ٹوپیاں تھیں ان میں سے ایک سیاہ رنگ کی تھی۔

فصل نمبر 27

امام ابو حنیفہؒ کی پر حکمت باتیں

امام ابو حنیفہؒ اکثر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

كفى حزن ان لاحياة هنيئة ○ ولا عمل يرضى به الله صا...

(ترجمہ) غم کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اچھی زندگی نہ ہو اور نا ایسا عمل صالح ہو ج... اللہ راضی ہو جائے۔

1- امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے کہ جو شخص علم دین میں مشغول ہو اور پھر اس کو یہ گمان کرے کہ اللہ اس سے فتویٰ کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرے گا اس نے نفس اور دین کو اپنے اوپر آسان کر لیا۔

2- فرمایا کہ جو شخص وقت سے پہلے عہدہ کا طالب ہوتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

3- وہ شخص جو علمی مجالس میں نہ بیٹھ سکے وہ نہ فقہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ ... اہل فقہ کی قدر جان سکتا ہے۔

4- میں نے معاصی کو ذلت جان کر ترک کر دیا مروت کے ساتھ وہ دیانت بن گئی۔

5- جس شخص کو اس کا علم اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے نہ روکے وہ نامراد ہو گیا۔

6- محبت تعلقات کم کرنے کی وجہ سے بڑھتی ہے ' انسان کو بقدر ضرورت تعلقات ر... چاہئیں صرف اتنے جس سے فقہ کی حفاظت پر مدد مل سکے۔

7- فرمایا اگر علماء اللہ تعالیٰ کے ولی نہیں ہیں تو پھر جہاں میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ولی نہ... ہو سکتا۔

8- ایک روز فجر کے بعد مسائل کا جواب دینا شروع کیا ' تو کسی نے کہا اس وقت اسلاف خیر کی بات (یعنی ذکر اللہ) کے علاوہ دوسری باتوں کو ناپسند کرتے ہیں ' اس پر امام صاحب

نے فرمایا اس سے زیادہ خیر کیا ہو گی کہ لوگوں کو حلال و حرام کے مسائل سکھائے جا رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس ہے اور اس کی مخلوق کو اس کی نافرمانیوں سے ڈرانا ہے۔ اس لئے کہ جب آدمی کا توشہ دان خالی ہو جاتا ہے تو آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔

9۔ ایک شخص امام صاحبؒ کے پاس کسی کا سفارشی خط لے کر آیا کہ مجھے حدیث پڑھا دیں، اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا یہ علم حاصل کرنے کا طریقہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء سے عہد لیا ہے کہ لوگوں سے علم و مسائل وغیرہ بیان کریں چھپائیں نہیں۔ علماء کے لئے خواص نہیں ہونے چاہئیں کہ ان کی سفارش سے وہ علم سکھائیں بلکہ وہ بغیر سفارش کے علم سکھائیں اور اس سے رضا الٰہی مقصود ہو

10۔ امام ابو حنیفہؒ نے بعض لوگوں سے کہا کہ جب میں چل رہا ہوں یا لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں۔ یا لیٹا ہوا ہوں یا سہارا یعنی تکیہ لگا کر بیٹھا ہوں، ان حالتوں میں مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو کیونکہ ان حالتوں میں عقل پوری طرح حاضر نہیں رہتی۔

11۔ امام ابو حنیفہؒ سے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ اور جنگ صفین کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا مجھے خوف ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا جواب لے کر حاضر ہوں جس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو گا۔ اگر میں جواب نہ دوں تو مجھ سے کوئی سوال نہ ہو گا۔ بلکہ جس کا میں مکلف ہوں مجھے اس میں مشغول ہونا بہتر ہے۔

12۔ امام صاحبؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا اگر تم اس علم سے خیر کے طالب نہ ہوئے تو تفقہ حاصل نہیں کر سکتے۔

13۔ فرمایا مجھے اس جماعت پر بڑا تعجب ہے جو ظن سے باتیں کرتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے۔ (ولا تقف مالیس لک بہ علم)

ضروری وضاحت

امام ابو حنیفہؒ کی اس بات کی تعیین ضروری ہے کہ ان کا تعجب کرنا اس پر جو ظنی بات کہتا ہے پھر اس پر عمل کرتا ہے یہ باب العقائد سے متعلق ہے کیونکہ وہاں یقین مطلوب ہوتا ہے۔ یا امام صاحبؒ کا تعجب کرنا فروع میں ہے غیر مجتہد اور غیر مقلد کے لئے۔ بخلاف مجتہد اور مقلد کے کیونکہ فقہ باب الظنون سے ہے، لیکن اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ فقہ کا حکم معلوم ہے (یعنی ظن نہیں ہے) صرف اس کے ثبوت کے طریقہ میں ظن ہے، اسی لئے علماء کرام نے فقہ کی تعریف یوں کی ہے (العلم بالا حکام الشرعیة الفرعیة من ادلتها التفصیلیة) (ترجمہ) فقہ احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو احکام کی ادلہ مفصلہ سے حاصل ہو۔ (اور اس کی ادلہ منفصلہ چار ہیں 1- کتاب اللہ 2- سنت 3- اجماع 4- قیاس

14- امام صاحبؒ نے فرمایا جو شخص علم حصول دنیا کے لئے حاصل کرتا ہے وہ اس کی برکت سے محروم رہتا ہے اور وہ اس کے دل میں راسخ نہیں ہوتا اور اس سے زیادہ لوگ استفادہ نہیں کرتے، اور جو علم کو آخرت کے لئے حاصل کرے اس میں برکت ہوتی ہے اور وہ علم اس کے دل میں راسخ ہوتا ہے اور ایسے کے علم سے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔

15- امام صاحبؒ نے حضرت ابراہم بن ادھمؒ سے فرمایا اے ابراہیم آپ کو عبادت سے وافر حصہ ملا ہے تو علم بھی ہونا چاہئے کیونکہ وہ تمام عبادت کی جڑ ہے اور اسی سے تمام امور کا قیام ہے۔

16- فرمایا جو شخص حدیث حاصل کرے لیکن فقہ حاصل نہ کرے وہ پنساری اور میڈیکل سٹور والے کی طرح ہے کہ دوائیاں تو بہت جمع ہیں لیکن ان کے فوائد نہیں جانتے بشرطیکہ طبیب کے پاس آئے۔ ایسے ہی محدث حدیث کا حکم نہیں جانتا جب تک فقیہ

کے پاس نہ آئے (۱)

17- فرمایا کوئی دنیاوی حاجت پیش آ جائے تو اس کے پورا ہونے تک کھانا نہ کھائے، کیونکہ کھانا عقل کو کھا جاتا ہے، مراد اس سے زیادہ کھانا ہے۔

18- خلیفہ منصور نے کہا آپ ہمارے ہاں کیونکر تشریف نہیں لاتے؟ فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کی وجہ سے آپ سے خوف کروں، اگر تو مجھے قریب کرے گا تو فتنہ میں ڈالے گا، اگر مجھے مجلس سے نکالے گا تو رسوا کرے گا۔

19- امیر کوفہ سے ایک مرتبہ کہا کہ روٹی کا ٹکڑا، پانی کا پیالہ، اور پوستین کا کپڑا عافیت و سلامتی کے ساتھ اس عیش اور نعمتوں والی زندگی سے بہتر ہے جس کے بعد ندامت ہو۔

(۱) اس کی مثال حضرت ترمذی کا وہ مشہور عمل ہے جو انہوں نے اپنی کتاب ترمذی شریف میں فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ترمذی فرماتے ہیں کہ فقہاء نے اس حدیث کا یہی مطلب بیان فرمایا ہے اور حدیث کے مفہوم کو وہی بہتر جانتے ہیں" (ابو محمد)

20- جب کوئی آپ کے پاس لوگوں کی باتیں شروع کرتا تو فرماتے ایسی باتوں سے بچ جس کو لوگ پسند نہ کرتے ہوں اور فرمایا جو میرے بارے میں ناپسندیدہ بات کہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے اور جو میرے بارے میں عمدہ بات کہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔

21- فرمایا دین میں تفقہ پیدا کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو جو کچھ انہوں نے اپنے لئے اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو تمہارا محتاج بنا دے گا۔

22- فرمایا جس کے نزدیک اس کا نفس عزیز ہو اس پر دنیا اور دنیا کی ساری سختیاں آسان ہو جاتی ہیں۔

23- فرمایا جو شخص تیری کلام کو کاٹ دے اس کو کسی کھاتہ میں نہ سمجھ کیونکہ وہ علم اور ادب سے برائے نام محبت کرتا ہے۔

24- اپنے محبوب (یعنی نفس) کے لئے گناہ جمع نہ کر اور اپنے دشمن یعنی وارثوں کے لئے مال جمع نہ کر۔

25- فرمایا جس نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کی لیکن حضرت علیؓ حق کے ساتھ اس پر غالب رہے۔ اگر یہ باتیں حضرت علیؓ کو پیش نہ آتیں تو مسلمانوں کو باغیوں سے لڑائی کا طریقہ معلوم نہ ہوتا۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اس کی مثل حضرت امام شافعیؒ کا یہ قول ہے کہ میں نے باغیوں کے احکام اور ان سے جنگ کا طریقہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی لڑائی سے سیکھا ہے۔

ایک شخص نے آپؒ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا آپ نے اس کا جواب دیا اس پر اس نے کہا جب تک آپ کوفہ میں ہیں یہ شہر امن کا گہوارہ رہے گا۔
اس پر امام ابوحنیفہؒ نے یہ شعر پڑھا

خلت الدیار فسدت غیر مسود

ومن العناء تفردی بالسودد

26. امام ابوحنیفہؒ کے بیٹے حضرت حمادؒ ایک مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو امام صاحبؒ نے ان کا کپڑا پکڑ کر ان کو کھینچ لیا اور دوسرے شخص کو آگے بڑھا دیا۔ اس پر حضرت حمادؒ نے عرض کیا اے اباجان کیا آپ مجھے رسواء کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا تو نے ذرا اپنے نفس کو رسواء کرنے کا ارادہ کیا تھا میں نے تجھے اس سے بچالیا کیونکہ اگر تو نماز پڑھا دیتا اور کوئی کہنے والا کہتا کہ جو نماز اس کے پیچھے پڑھی ہے اس کو لوٹاؤ تو یہ بات کتابوں میں لکھ دی جاتی اور قیامت تک عار اور رسوائی کا سبب بنتی۔

فصل نمبر 28

عہدہ قضاء اور بیت المال کے انتظام کے انکار پر مشقتیں برداشت کرنا

ربیع کہتے ہیں کہ بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد کے گورنر عراق کے یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے مجھے حکم کیا کہ میں امام ابو حنیفہؒ کو ان کے پاس حاضر کروں تاکہ ان کو بیت المال کا نگران مقرر کروں امام صاحبؒ نے انکار کر دیا اس پر گورنر عراق نے آپکے کوڑے لگوائے۔

تفصیلی واقعہ اس طرح ہے کہ بنی امیہ میں سے ابن ہبیرہ عراق کا گورنر تھا عراق میں فتنہ برپا ہوگیا تو اس نے عراق کے فقہاء کو جمع کر کے ایک ایک عہدہ ان کے سپرد کر دیا اور امام ابو حنیفہؒ کو بیت المال کی مہر دینے کا ارادہ کیا۔ تاکہ کوئی حکم ان کی مہر کے بغیر نافذ نہ ہوگا۔ اور نہ بیت المال سے ان کی اجازت کے بغیر کوئی مال نکلوا سکے گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے انکار کر دیا۔ اس پر گورنر نے قسم کھائی کہ اگر امام ابو حنیفہؒ یہ عہدہ قبول نہ کریں گے تو ہم سزا دیں گے۔

(ان حالات کو دیکھ کر) علماء نے کہا ہم آپ کو قسم دیتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں کیونکہ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں ہم نے یہ عہدے مجبوراً قبول کئے ہیں۔ ورنہ ہم بھی ناپسند کرتے ہیں برائے مہربانی آپ بھی قبول فرمالیں۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ نے پھر بھی انکار کر دیا فرمایا اگر مجھے مسجد کے دروازوں کی گنتی پر لگایا جائے تو میں وہ بھی قبول نہ کروں گا۔ پھر کس طرح میں کسی مسلمان کے ناحق قتل کرنے پر مہر ثبت کروں گا۔ قتل کا نام اس لئے لیا کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ مسلمان

ناحق قتل کرنا ہے۔ خدا کی قسم میں اس چکر میں کبھی نہ پڑوں گا۔
اس پر امام ابوحنیفہؒ کو دو ہفتہ قید میں رکھا اس مدت میں نہ مارا پھر آپ کے چودہ کوڑے لگائے۔

ایک روایت میں ہے کہ لگاتار کئی دن تک کوڑے لگتے رہے۔ انہی ایام میں ایک شخص نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ وہ شخص (یعنی امام ابوحنیفہؒ) مرجائے گا۔ اس نے کہا اچھا ہمیں ہماری قسم سے بری کردے (یعنی عارضی طور پر عہدہ قبول کرلے) اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا اگر مجھے مسجد کے دروازے گننے پر لگایا جائے میں وہ بھی نہ کروں گا' مجھے فی الحال چھوڑ دو تاکہ میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کروں۔ ابن ہبیرہ نے اسی جملہ کو غنیمت سمجھا اور امام صاحبؒ کو رہا کردیا۔

امام ابوحنیفہؒ وہاں سے 130 ہجری میں مکہ روانہ ہوگئے اور عباسی خلافت آنے تک وہیں رہے' پھر منصور کے زمانہ خلافت میں کوفہ تشریف لائے۔ تو خلیفہ منصور نے ان کا بڑا اکرام کیا اور ان کے لئے دس ہزار اور ایک باندی ہدیہ پیش کی لیکن امام صاحبؒ نے اس سے انکار کردیا۔

دوسرا واقعہ

خطیب بغدادیؒ نے ابن ہبیرہ کے ساتھ ایک دوسرا واقعہ نقل کیا ہے کہ اس نے کوفہ کی گورنری پیش کی۔ امام ابوحنیفہؒ نے انکار کیا۔ اس نے آپ کو ایک سو دس کوڑے لگائے' روزانہ دس کوڑے لگتے تھے۔ لیکن آپ انکار پر ثابت قدم تھے جب اس نے ثابت قدمی دیکھی تو چھوڑ دیا۔

تیسرا واقعہ

ایک روایت میں ہے کہ اس نے عہدہ قضاء قبول کرنے کا حکم دیا۔ آپؒ نے انکار فرما

دیا۔ اس پر آپ کو قید کردیا گیا۔ کسی نے کہا کہ بادشاہ مکان بنوا رہا ہے اس کی اینٹوں کی گنتی آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ (مقصود اس سے امام صاحب ؒ کو تنگ کرنا تھا) اور اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک آپ عہدہ قبول نہ کریں گے آپ کو جیل سے نہ نکالا جائے گا۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا اگر مجھے مسجد کے دروازے گننے پر لگایا جائے تو بھی قبول نہ کروں گا۔ پھر جب آپ کو رہا کیا گیا تو فرماتے تھے کہ مجھے کوڑے لگنے کا اتنا غم نہیں جتنا والدہ کی پریشانی کا غم ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ کے سر مبارک پر کوڑے لگانے کا حکم دیا جس سے سر مبارک پر ورم آگیا پھر رہائی کا حکم دیا۔

امام صاحب کی کرامت کا ایک واقعہ

خلیفہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ ؐ نے ارشاد فرمایا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا میرے امتی کو بلاوجہ مارتا ہے اور خوب ڈانٹا۔ خلیفہ نے فوراً رہائی کا حکم دیا اور معذرت کی۔

امام احمد جب قید خانہ میں مشقتیں برداشت کررہے تھے جب کبھی امام ابوحنیفہ ؒ کے احوال کا تذکرہ کرتے تو ان کے لئے دعا رحمت فرماتے۔

امام ابوحنیفہ ؒ کا واقعہ جو منصور کے ساتھ پیش آیا

جب قاضی کوفہ ابن ابی لیلیٰ وفات پاگئے تو منصور نے کہا کہ کوفہ حاکم عادل سے خالی ہوگیا۔ تو اس نے چار معزز علماء کرام کی طرف ایک دستہ بھیجا کہ ان کو گرفتار کرکے لاؤ۔ (تاکہ ان کو عہدہ قضاء سپرد کیا جائے) جن میں امام ابوحنیفہ ؒ، سفیان ثوری ؒ، مسعر بن

کدامؒ اور شریکؒ تھے۔ امام صاحبؒ نے ان سے کہا میں اندازے سے ایک بات کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تو کسی بہانہ سے جان چھڑا لوں گا۔ اور مسعر مجنون بن جائے گا۔ سفیان ثوری راستہ سے بھاگ جائیں گے۔ شریکؒ کو قضاء قبول کرنی پڑے گی۔ جب یہ بغداد کے قریب پہنچے تو سفیان ثوری نے قضاء حاجت کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک پولیس والا ان کی نگرانی کرتا رہا۔ انہوں نے دیوار کے پیچھے ایک کشتی دیکھی ان سے کہا مجھے سوار کرا دو یہ شخص مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ جو شخص قاضی بنا دیا گیا وہ ایسا ہی ہے کہ گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔ ملاح کو چند درہم دیئے اور سوار ہوگئے۔ پولیس والا دیوار کے دوسری طرف انتظار کرتا رہا۔

جب باقی تینوں منصور کے پاس پیش ہوئے تو حضرت مسعرؒ آگے بڑھے اور منصور سے کہا اپنا ہاتھ بڑھا پھر کہا تیرا کیا حال ہے تیرے چوپاؤں کا کیا حال ہے تیری اولاد کا کیا حال ہے۔ منصور نے کہا اس کو دربار سے نکالو۔ یہ مجنون ہے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ پر عہدہ قضا پیش کیا گیا تو آپؒ نے انکار کردیا۔ خلیفہ نے قسم اٹھائی کہ آپ کو ضرور عہدہ قبول کرنا ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی قسم اٹھائی کہ میں قبول نہ کروں گا۔ خلیفہ نے پھر قسم اٹھائی امام صاحب نے بھی پھر قسم اٹھائی ان سے ایک مشیر کہنے لگا آپ دیکھتے نہیں کہ خلیفہ نے قسم اٹھائی ہے۔ امام صاحب نے فرمایا وہ قسم کا کفارہ دینے میں مجھ سے زیادہ قادر ہے۔ خلیفہ نے ان کو قید کا حکم دیا پھر بلوا کر کہا کیا آپ اس سے اجتناب کرتے ہیں جس میں ہم مشغول ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ امیرالمومنین کی اصلاح کرے اے امیر المومنین اللہ سے ڈریئے اور ایسے شخص کو اس کی امانت میں شریک نہ کریں جو خدا سے نہ ڈرتا ہو۔ فرمایا میں تو طبیعت کے نشاط کے وقت پرامن نہیں ہوں۔ اور غصہ کے وقت کیسے پرامن رہوں گا۔ تو آپ کو مناسب نہیں کہ ایسے

شخص کو قاضی بنائیں۔ خلیفہ نے کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ اس کام کے لائق ہیں۔

امام صاحب نے فرمایا اے امیرالمؤمنین آپ نے تو خود فیصلہ کردیا کیونکہ اگر میں سچا ہوں تو میں امیرالمؤمنین سے خبر کرچکا ہوں کہ میں اس لائق نہیں ہوں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے شخص کو قاضی بنانا کس طرح جائز ہے۔ اور پھر مزید یہ کہ میں آزاد شدہ ہوں اور عرب اس کو پسند نہیں کرتے کہ ان پر غلام کو حاکم بنایا جائے۔ تو خلیفہ منصور نے امام صاحب کی قید کا حکم دے دیا۔ پھر عہدہ شریکؒ پر پیش کیا گیا تو انہوں نے قبول کرلیا۔ اسی وجہ سے حضرت سفیان ثوریؒ نے شریکؒ سے بولنا چھوڑ دیا فرماتے تھے کہ اور کوئی بہانہ نہ تھا تو بھاگ تو سکتے تھے وہ کیوں نہیں بھاگے۔

اشکال کا جواب یہ جو بات کہی گئی ہے کہ خلیفہ نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے امام صاحب کو اینٹوں کی گنتی پر لگایا تھا اور امام صاحب نے اس کو قبول کرلیا تھا۔ اس کو آئمہ نے رد کردیا ہے کہ یہ بات غلط ہے بلکہ امام صاحب نے تو جیل میں سزا یا زہر کے اثر سے وفات پائی تھی۔ جیسا کہ عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔

فصل نمبر 29

امام ابوحنیفہؒ کی سند قرات کا بیان

کئی سندوں سے ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے قرات قاری عاصم کوفیؒ سے لی تھی اور یہ قاری عاصم سات بڑے قاریوں میں شمار ہوتے ہیں۔

مفسرین کی ایک جماعت نے امام صاحبؒ کی طرف بعض شاذ قراتوں کو منسوب کیا ہے۔ متاخرین آئمہ حفاظ نے ان کو سخت رد کیا ہے کہ ان لوگوں کو کتاب قرات ابی حنیفہ مصنف محمد بن جعفر الخزاعی سے دھوکا لگا۔ ایک جماعت جن میں دار قطنیؒ بھی ہیں اس کی تصریح اور وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ کتاب موضوع یعنی من گھڑت ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ اس سے بری ہیں کیونکہ وہ بڑے عقل مند تھے اور بڑے دیندار تھے اس بات سے کہ وہ قرات متواتر سے آگے نکلیں جب کہ ان میں بعض ایسی قراتیں بھی ہیں جن کا کوئی محل نہیں یعنی وہ کسی معنی پر فٹ نہیں آسکتیں۔

فصل نمبر 30

امام ابو حنیفہؒ کی سند حدیث کا بیان

پہلے گزر چکا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار تابعین سے علم حدیث حاصل کیا۔

علامہ ذہبیؒ وغیرہ نے اسی لئے امام صاحبؒ کو طبقات حفاظ محدثین میں شمار کیا ہے۔

اعتراض کا جواب جن لوگوں نے امام صاحب پر قلت حدیث کا الزام لگایا ہے یا تساہل کیوجہ سے ہے یا حسد کی وجہ سے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ انہوں اس قدر مسائل حدیث سے مستنبط کئے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جس کا اندازہ ان کے شاگردوں کی کتابوں سے ہو سکتا ہے باوجود یہ کہ آپ ہی سب سے پہلے مسائل کو مستنبط کرنے والے ہیں اور اس طریقہ کے موجد اول ہیں اس اہم کام کی مشغولی کی وجہ سے آپ کی احادیث علیحدہ سے مشہور نہ ہو سکیں۔

جیسا کہ خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکرؓ و خلیفہ دوم حضرت عمرؓ مسلمانوں کے امور کی اصلاح میں مشغول رہے ان سے روایات حدیث اس طرح نقل نہیں ہو سکیں جیسا کہ دوسرے صغار صحابہ سے مروی ہیں۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے بھی روایات اس قدر نقل نہیں کی گئیں جیسا کہ محدث ابو زرعہؒ اور ابن معینؒ وغیرہ سے نقل کی گئی ہیں کیونکہ وہ بھی مسائل کے استنباط میں زیادہ مشغول تھے۔

فقہ کے بغیر کثرت روایات بغیر تفقہ کے کثرت روایات کوئی قابل مدح نہیں بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے اس کی برائی بیان کی ہے اور فرماتے ہیں فقہاء مسلمین

اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کثرت روایات بغیر تفقہ اور تدبر کے مذموم ہے۔

قاضی ابن شبرمہ فرماتے ہیں کہ قلت روایات تفقہ کا سبب ہے۔

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں آثار پر بھی اعتماد کرنا چاہئے اور ایسی رائے کو لے جو تیرے لئے حدیث کی تشریح کر سکے۔

امام صاحب کی قلت حدیث کا سبب ایک یہ ہے کہ ان کے نزدیک حدیث بیان کرنے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جس دن سے اس نے حدیث سنی ہو اس دن سے لے کر بیان کرنے تک اسے بدستور یاد بھی ہو۔ وہ اس کے علاوہ سے روایت کو جائز ہی نہیں سمجھتے تھے۔

خطیب بغدادی محدث اسرائیل بن یونس سے نقل کرتے ہیں کہ نعمان بہترین آدی ہیں ہر حدیث جس میں فقہ ہو ان کو یاد تھی۔ پھر بھی حدیث کی تحقیق کرتے تھے۔ اور ان کے فقہی مسائل کو خوب جانتے تھے۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک حدیث کی تشریح کرنے والا اور فقہی مواقع کو جاننے والا امام ابو حنیفہ کے علاوہ کوئی نہیں۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی امام ابو حنیفہ کی مخالفت کی پھر جب غور و فکر کیا تو ان کے مذہب کو نجات اخروی کا ذریعہ پایا۔ بعض مرتبہ جب میں حدیث کی طرف مائل ہوا تو میں نے امام صاحب کو حدیث صحیح کو زیادہ جاننے والا پایا۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں امام صاحب مصمم فیصلہ فرما دیتے تو میں اس مسئلہ کو کوفہ کے شیوخ کے پاس لے جاتا تاکہ کوئی حدیث یا اثر اس

کے موافق مل جائے تو بعض مرتبہ میں دو دو اور تین تین حدیثیں پاتا۔ تو امام ابوحنیفہ کے سامنے بیان کرتا تو آپؒ فرماتے یہ حدیث غیر صحیح ہے اور یہ غیر معروف ہے تو میں عرض کرتا آپ کو ان چیزوں کا کیسے علم ہوا جب کہ وہ بات آپ کے مسئلہ کے موافق ہے۔ تو امام صاحبؒ فرماتے میں اہل کوفہ کے (سارے) علم سے واقف ہوں۔

امام اعمشؒ سے چند مسائل دریافت کئے گئے امام ابوحنیفہؒ بھی وہاں موجود تھے۔ تو امام اعمشؒ نے فرمایا آپ اس کا جواب دیں۔ تو امام صاحب نے سب مسائل کا جواب دیا۔ اس پر امام اعمشؒ نے فرمایا یہ جواب آپ نے کس دلیل سے دیئے؟ امام صاحب نے عرض کیا ان احادیث سے جو آپ سے میں نے روایت کیں اور پھر چند احادیث مع سند کے سنادیں۔ تو محدث اعمش نے فرمایا بس تجھے یہی کافی ہے کہ جو احادیث میں نے سو دن میں پڑھائیں تو نے ایک ساعت میں سنادیں۔ میرے خیال میں نہیں تھا کہ آپ ان احادیث پر بھی عمل کریں گے۔ پھر فرمایا اے فقہاء کی جماعت تم طبیب اور ڈاکٹر ہو (کہ چیزوں کی حقیقت کو جانتے ہو) ہم پنساری اور میڈیکل سٹور والے ہیں۔ (کہ دوائیں بہت ہیں لیکن ان کی حقیقت سے ناواقف ہیں) اور امام صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ نے دونوں طرفوں کو جمع کرلیا۔ (یعنی حدیث کو بھی اور فقہ کو بھی)

امام صاحب کی احادیث کی حفاظ حدیث نے کئی مسندیں جمع کی ہیں ان میں سے بہت ساری اتصال کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں جیسا کہ ہمارے مشائخ کی سندات میں مذکور ہے۔ طوالت کی وجہ سے میں نے اس کو حذف کردیا۔ کیونکہ اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں تھا۔

فصل نمبر 31

امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے اسباب

پہلا سبب جیسا کہ ابھی گزرا کہ خلیفہ منصور نے عہد قضاء پیش کیا' اور یہ خواہش کی کہ تمام اسلامی حکومت کے قاضی آپ کے ماتحت ہوں' آپؒ نے انکار فرما دیا۔ خلیفہ نے سخت قسم کھائی کہ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ان کو قید میں ڈال کر ان پر سختی کریں گے۔ امام صاحبؒ نے پھر بھی انکار فرمایا۔ یہاں تک کہ قید کردیئے گئے۔ خلیفہ نے قاصد بھیجا کہ اگر رہائی چاہتے ہو تو عہدہ قبول کر لو اس پر بھی امام ابوحنیفہؒ نے انکار کیا۔ جب آپ کا انکار سخت ہوگیا تو خلیفہ نے حکم دیا کہ امام ابوحنیفہؒ کو روزانہ دس کوڑے لگائے جائیں اور اس کی منادی بھی کروائی جائے۔ (تاکہ لوگ جمع ہوجائیں پھر ایسا ہی ہوتا تھا) کہ روزانہ منادی ہوتی اور دس کوڑے لگائے جاتے اور سخت پٹائی ہوتی یہاں تک کہ خون آپ کی ایڑیوں تک بہنے لگتا' پھر قید خانہ میں لوٹا دیئے جاتے اور آپؒ پر خوب تنگی کی گئی۔ کھانے پینے میں بھی تنگی کی گئی۔ دس روز تک لگاتار یہی ہوتا رہا۔ پھر ایک دن امام صاحب روئے اور خوب بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو اس کے پانچ دن بعد وفات پائی۔

دوسرا سبب ایک روایت میں ہے کہ آپ کو زہر کا پیالہ پیش کیا گیا آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اپنے قاتل کا مددگار نہیں بننا چاہتا۔ پھر آپ کو جبراً" لٹا کر منہ میں ڈال دی گئی جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قصہ منصور کی موجودگی میں ہوا اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جب آپ نے موت کے آثار محسوس کئے تو سجدہ میں گر گئے اور اسی حال میں روح پرواز کر گئی۔

تیسرا سبب بعض لوگوں نے کہا صرف عہدہ قضاء سے انکار پر یہ قتل نہیں ہوا بلکہ
امام ابو حنیفہؒ کے دشمنوں نے خلیفہ کو ابھارا کہ بصرہ میں ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن
حسین بن علیؓ نے بغاوت کی ہے وہ امام صاحبؒ کے کہنے پر کی ہے۔ اس سے خلیفہ ڈرا
اور اس کو اطمنان نہیں ہو رہا تھا۔ اور یہ کہ امام صاحبؒ نے ان کی مالی قوت بھی بڑھائی
ہے۔ خلیفہ ڈرا کہ کہیں خود امام صاحبؒ ان کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ کیونکہ امام
ابو حنیفہؒ وجیہ چہرہ والے تھے اور بہت بڑے مال دار تھے اس لئے ان کو بغداد بلوایا اور بلا
وجہ قتل نہ کر سکتے تھے تو ان کو عہدہ قضاء پیش کیا حالانکہ خلیفہ کو معلوم تھا کہ وہ قبول
نہ کریں گے لیکن صرف اس وجہ تاکہ قتل کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے۔

فصل نمبر 32

امام ابوحنیفہؒ کی تاریخ وفات

مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی وفات 150 ہجری میں ہوئی آپ کی عمر شریفہ اس وقت ستر برس کی تھی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ 151 ہجری میں ہوئی لیکن یہ غلط ہے جیسا کہ اوپر تصریح گزری۔

بعض نے کہا کہ امام صاحبؒ کی وفات رجب کے مہینہ میں ہوئی

بعض نے کہا نصف شعبان میں ہوئی اور امام صاحبؒ نے حماد کے علاوہ کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فصل نمبر 33

امام ابو حنیفہؒ کی تجہیز و تکفین میں

جب امام ابو حنیفہؒ نے وفات پائی تو ان کو قید خانہ سے نکالا گیا اور پانچ افراد اٹھا کر غسل کی جگہ تک لائے۔

غسل قاضی بغداد حضرت حسن بن عمارہ نے غسل دیا اور ابور جاء عبداللہ واقدی الہرویؒ نے پانی ڈالا۔

قاضی حسن بن عمارہؒ جب غسل سے فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحمت نازل کرے تیس سال سے روزہ دار تھے اور چالیس سال سے شب دار تھے کبھی اپنے پہلو کو زمین پر نہیں لگایا وہ ہم سے بڑے فقیہ تھے بڑے عابد تھے بڑے زاہد تھے اور خصال خیر کو ہم سے زیادہ جمع کرنے والے تھے جب امام صاحبؒ کی وفات ہوئی اس وقت بھی خیر اور سنت کی طرف ہی گئے اور اپنے بعد آنے والوں کو مصیبت میں ڈال گئے۔

مخلوق کا جمع ہونا ابھی امام صاحبؒ کے غسل سے فارغ ہوئے ہی تھے اہل بغداد ٹوٹ پڑے جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا گویا کہ کسی نے امام صاحب کی موت کا اعلان کر دیا ہو۔

نمازیوں کی تعداد بعض نے کہا کہ امام صاحب پر پچاس ہزار افراد نے نماز جنازہ پڑھی۔ بعض نے کہا اس سے زیادہ تھے۔

قبر پر جنازہ امام ابو حنیفہؒ کے دفن کے بعد لوگ بیس دن تک لگاتار آپ کی قبر مبارک پر جنازہ پڑھتے رہے۔

وصیت امام صاحبؒ نے وصیت کی تھی کہ مجھے خیزران قبرستان کے مشرقی کونہ میں دفن کرنا کیونکہ وہ زمین پاک و صاف ہے۔ باقی قبرستان کی زمین (خلیفہ کی) غصب کی ہوئی ہے۔ جب یہ بات خلیفہ تک پہنچی تو منصور نے کہا آپ زندگی اور موت کے بعد بھی معذور ہیں۔ یا فرمایا میں آپ کے حملوں سے نہ آپ کی زندگی میں بچ سکا اور نہ موت کے بعد۔

ابن جریجؒ حضرت ابن جریجؒ کو جب مکہ میں یہ خبر ملی تو فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کتنا بڑا علم چلا گیا۔ یہ ابن جریج مکہ کے فقیہ اور امام شافعیؒ کے شیخ تھے۔

امام شعبہؒ امام شعبہ کو جب خبر ملی تو فرمایا کوفہ سے علم کا نور بجھ گیا اب اہل کوفہ ان جیسا نہ دیکھیں گے۔

عرصہ دراز کے بعد امام صاحبؒ کی قبر پر بادشاہ ابو سعد المستوفی الخوارزمی نے قبہ بنوایا اور اس کے ساتھ ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔

فصل نمبر 34

امام صاحبؒ کی وفات کے بعد غیبی آوازوں کا سنائی دینا

صدقہ مغابری فرماتے ہیں یہ مستجاب الدعوات تھے۔ کہ جب امام ابوحنیفہؒ کو دفن کر چکے تو تین دن تک یہ آواز سنائی دی۔

اشعار

ذهب الفقه فلا فقه لكم فاتقوا الله وكونوا خلفا
مات نعمان فمن هذا الذى يحيىٰ الليل اذا ما سجفا

(ترجمہ) فقہ جاتی رہی (یعنی صاحب فقہ) اب تمہارے لئے فقہ نہیں رہی۔ خدا سے ڈرو اور ان کے نائب ہو جاؤ۔

نعمان فوت ہو گیا اب کون ہے۔ جو راتوں کو عبادت کرے گا جب اندھیرا چھا جائے گا

جنوں کا رونا ایک روایت میں ہے کہ جس دن امام صاحب فوت ہوئے تو رات کو جن روئے اور یہ دو اشعار سنائی دیئے لیکن کوئی شخص دکھائی نہ دیتا تھا۔

فصل نمبر 35

امام صاحبؒ کی تعظیم، موت کے بعد بھی ویسے ہی تھی جیسی زندگی میں اور ان کی قبر کی زیارت قضاء حاجات کا سبب تھی

ۂ علماء کرام اور اہل حاجت امام ابوحنیفہؒ کی قبر کی زیارت کرتے رہے اور ان کا وسیلہ پڑکر اپنی حاجات میں دعائیں کرتے رہے اور کامیابی کا یقین رکھتے۔ اور ان کی حاجات پوری ہوتیں۔

لم شافعیؒ جب بغداد میں قیام فرماتے تھے تو فرماتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہؒ سے برکت صل کرتا ہوں اور ان کی قبر کی زیارت کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو ، رکعت پڑھ کر امام ابوحنیفہؒ کی قبر کے پاس جاکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری بت فورا پوری ہوجاتی ہے۔

اسرا واقعہ بعض متکلمین نے منہاج امام نوویؒ سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز امام ابوحنیفہؒ کی قبر کے پاس پڑھی اور قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ لوگوں نے کہا حضرت آج قنوت کیوں نہیں پڑھی؟ فرمایا اس قبر والے کے ادب کی وجہ ے ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ جہراً نہیں پڑھی تھی۔

اشکال کا جواب اس میں کوئی اشکال نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے (کہ سنت کو ترک کردیا) کیونکہ بعض مرتبہ سنت کے معارض ایسی چیز ہوتی ہے کہ اس کا ترک ہی بہتر ہوتا ہے کیونکہ اس وقت مقابل اہم ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ

علماء کے مقام کو بلند کرنا ایک امر مقصود و مطلوب ہے اور جب اس کی ضرورت بھی
تاکہ حاسد ذلیل و خوار ہو یا جاہل کو سکھانا مقصود ہو۔ اس وقت قنوت اور بسم اللہ کا
ترک کرنا اولیٰ ہے کیونکہ ان مسائل میں اختلاف ہے اور علماء کے مقام میں کو
اختلاف نہیں کیونکہ اس کا نفع متعدی ہے اور ان کا نفع متعدی نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے حاسد اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے حا
بہت زیادہ ہیں آپ کی زندگی میں اور موت کے بعد بھی اور بڑے بڑے اتہام آپ
ذمہ لگائے اور آپ کے قتل کے عجیب و غریب حربے اختیار کئے جیسا کہ پہلے گزر
ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ بیان فعل بیان قول سے افضل ہوتا ہے۔ کیونکہ دلالت فع
عقلی ہوتی ہے اور دلالت قولی وضعی، قولی میں اختلاف مدلول متصور ہو سکتا ہے۔ بخلاف
دلالت فعلی کے (مثلاً) زید کی سخاوت اس کے کرم کی دلیل اس کے اس قول کہ میں
ہوں برابر نہیں ہو سکتی۔

جب اوپر کا بیان تو نے سمجھ لیا تو جان لے کہ امام شافعیؒ کا فعل ترک قنوت اور ترک ج
بسم اللہ افضل تھا۔ امام ابو حنیفہؒ کے ادب کے اظہار میں اور ان کے علو مرتبہ اور
شرافت کی وجہ سے اور یہ کہ وہ ان مسلمان آئمہ میں سے تھے کہ ان کی اتباع کی جائے
اور ان کی تعظیم اور توقیر واجب ہے۔

کیونکہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں کہ آپ سے شرم و حیا کیا جائے اور ان سے اب
معاملہ کیا جائے کہ کوئی فعل ان کے حکم کے خلاف نہ ہو اگرچہ بعد وفات ہی ہو گو
کیسے ممکن ہے کہ ان کی زندگی میں ان کی مخالفت کی جائے۔

اور یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کے حاسد ذلیل و رسوا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کے باوجود
گمراہ کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جب آپ کی قبر شریف پر کھڑے ہوئے تو فرمایا
اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے امام نخعیؒ اور حماد بن سلیمانؒ جب فوت ہوئے تو
آپ ان دونوں کے نائب تھے لیکن جب آپ فوت ہوئے تو پوری زمین پر آپ کے علم
و تقویٰ کا کوئی نائب نہ تھا پھر بہت روئے۔

قاضی حسن بن عمارہؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر فرمایا آپ
ہمارے لئے سلف کے نائب تھے لیکن آپ نے کوئی نائب نہیں چھوڑا اگر بالفرض آپ
کے خاص شاگرد آپ کے علم کے نائب بن بھی جائیں تو آپ کے ورع و تقویٰ کا نائب
تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے علاوہ کوئی نہیں بن سکتا۔

فصل نمبر 36

امام ابوحنیفہؒ نے جو اچھے خواب دیکھے یا جو لوگوں نے آپ کے متعلق دیکھے

خواب نمبر1 روایت کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے اللہ تعالیٰ کی خواب میں ننانوے مرتبہ زیارت کی پھر اپنے دل میں کہا کہ اگر سوویں مرتبہ زیارت کروں تو اللہ تعالیٰ سے پوچھوں گا کہ مخلوق آپ کے عذاب سے کس طرح نجات پا سکتی ہے۔ پھر جب زیارت کی تو سوال کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب پایا۔

خواب نمبر2 ایک خواب اسی کتاب میں پہلے گزر چکا کہ امام ابوحنیفہؒ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کرید رہے تھے۔ اس کی تعبیر علامہ ابن سیرینؒ اور ان کے شاگرد نے یہ بیان فرمائی کہ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ظاہر کرے گا اور اس سے اتنا علم پھیلے گا کہ آج تک کسی سے اتنا علم نہ پھیلا ہوگا۔

حضرت ہشامؒ فرماتے ہیں اس خواب کے بعد امام ابوحنیفہؒ نے اپنی رائے یعنی قیاس شروع فرمایا اور یہ خواب آپ کے بعض شاگردوں نے بھی آپ کے بارے میں دیکھا اور لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے کسی نے منع نہیں کیا (یعنی قبر کو کریدتے ہوئے) پھر امام صاحبؒ نے قبر مبارک سے مٹی لے کر چاروں طرف ہوا میں پھونک دی پھر یہ قصہ کسی نے علامہ ابن سیرینؒ کے پاس ذکر کیا' علامہ ابن سیرینؒ نے فرمایا یہ شخص بڑے درجہ کا آدمی ہے یا تو یہ فقیہ ہوگا (یعنی حدیث اور فقہ دونوں میں ماہر) یا یہ شخص عالم ہوگا (یعنی صرف حدیث کا ماہر) میں نے کہا وہ شخص فقیہ ہے فرمایا خدا کی قسم وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ایسے مسائل نکالے گا کہ آج تک کسی نے نہ نکالے

ہوں گے۔ اور اس کا نام مشرق و مغرب میں اور جہاں جہاں اس مٹی کے ذرات پہنچے ہوں گے روشن ہوگا۔

ازھر بن کیسانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کے پیچھے حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ بھی تھے میں نے ان دونوں سے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھ لوں؟ انہوں نے فرمایا پوچھ لو لیکن آواز بلند نہ کرنا۔ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے علم کے بارے میں سوال کیا کیونکہ میں اس سے اعراض کرتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ علم حضرت خضر علیہ السلام کے علم سے نکلا ہوا ہے۔

واقعہ نمبر 2 ازھر بن کیسانؒ نے دیکھا کہ آسمان سے تین ستارے ٹوٹے ہیں وہ امام ابو حنیفہؒ اور مسعرؒ اور سفیان ثوریؒ تھے اس کا ذکر انہوں نے محمد بن مقاتلؒ کے پاس کیا وہ رو پڑے اور فرمایا علماء زمین کے ستارے ہیں۔

واقعہ نمبر 3 امام ابو حنیفہؒ نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ آپؐ حوض کوثر پر کھڑے ہیں۔ آپ کے دائیں طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جو اپنے رخسار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پہ رکھے ہوئے ہیں پھر ابوبکرؓ ایسے ہی کئے ہوئے ہیں اسی طرح سترہ بزرگوں کا نام شمار کیا اور فرماتے ہیں کہ حوض کے سامنے میں نے اپنے بعض پڑوسیوں کو دیکھا ان کے سامنے برتن ہیں میں نے ان سے کہا میں پینے کے لئے لے لوں؟ انہوں نے کہا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں انہوں نے آپؐ سے اجازت چاہی آپؐ نے اجازت دے دی انہوں نے ایک گلاس مجھے دے دیا اس سے میں نے پیا اور اپنے سب شاگردوں کو پلایا (خدا کی قسم) اس سے

انگلی کے ایک پودے کے برابر بھی کم نہ ہوا' وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا' شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

ابدال بعض ابدالوں نے خواب میں محمد بن حسنؒ کی زیارت کی اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیرے سینہ میں اس لئے علم نہیں رکھا تھا کہ تجھے عذاب دوں۔ اس لئے مغفرت ہوگئی۔ ان سے کہا گیا کہ امام ابویوسفؒ کے ساتھ کیا ہوا' فرمایا وہ مجھ سے اوپر کے درجہ میں ہیں' میں نے کہا امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا' فرمایا وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ امام ابویوسفؒ کے درجہ سے بھی اوپر کے درجہ میں ہیں۔

واقعہ نمبر2 بعض صالحین نے امام محمد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا میرے اور امام ابوحنیفہؒ کی وجہ سے فرشتوں پر فخر فرمایا ہم اور امام صاحبؒ اعلیٰ علیین میں ہیں۔

ایک عجیب واقعہ حضرت مقاتل بن سلیمانؒ کی مجلس میں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص آسمان سے اترا اس پر سفید لباس ہے وہ بغداد کے سب سے بڑے منارہ پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ لوگوں نے کس چیز کو گم کردیا؟

حضرت مقاتلؒ یہ سن کر فرمانے لگے اگر تیرا خواب سچا ہے تو دنیا کا سب سے بڑا عالم وفات پائے گا۔

اس خواب کے بعد سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ نے وفات پائی۔ اس پر مقاتل بن سلیمان نے انا للہ پڑھی اور فرمایا آج وہ شخص فوت ہوگیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مشکلات حل کیا کرتا تھا (یعنی امام ابوحنیفہؒ کیونکہ وہ ہر ناممکن مسائل کا حل

ل لیتے تھے جیسا کہ گزر چکا ہے)

ل معافی **فضل بن خالد** فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
ل میں زیارت کی میں نے عرض کیا کہ آپؐ امام ابوحنیفہؒ کے علم کے بارے میں کیا
ماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس ایسا علم ہے جس کے لوگ
اج ہیں۔

مسدد بن عبدالرحمٰن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں رکن اور مقام
کے درمیان فجر سے پہلے سویا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض
یا اے اللہ کے رسولؐ آپؐ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو کوفہ میں ہے جس
کا نام نعمان بن ثابت ہے کیا اس سے علم لیا جائے؟
ضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے علم اور عمل دونوں کو لے کیونکہ وہ بہت
اچھے آدمی ہیں فرمایا جب میں بیدار ہوا تو لوگوں کو زبردستی امام ابوحنیفہؒ کی طرف متوجہ
کرتا تھا اور اپنے سابقہ خیال پر استغفار کرتا تھا۔

بعض آئمہ حنابلہ نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور
عرض کیا یارسول اللہؐ کون کون سے مذاہب صحیح ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تین'
میرے دل میں آیا کہ آپؐ مذہب حنفی کو شمار سے نکال دیں گے کیونکہ وہ قیاس سے
مسائل نکالتے ہیں۔ پھر آپؐ نے شمار شروع فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ (کا مذہب) اور امام
شافعیؒ (کا مذہب) اور امام احمد بن حنبلؒ (کا مذہب) پھر فرمایا امام مالکؒ (کا مذہب) میں نے
عرض کی ان میں بہتر کونسا ہے؟ فرماتے ہیں میرے خیال میں آپؐ نے فرمایا تھا مذہب
امام احمدؒ

ضروری تنبیہ

لام صاحبؒ کے حاسدین کا خیال ہے کہ کچھ خواب اس کے متضاد بھی منقول ہیں اگر
ان کی کچھ حقیقت نہیں) (مترجم)

1- حزبیر بن احمد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو امام ابوحنیٖ
آپؐ کے بائیں طرف تھے اس کی طرف متوجہ ہوکر آپؐ نے فرمایا (فان یکفر بہا
ھؤلاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکافرین) اور امام شافعیؒ آپؐ
کے دائیں طرف تھے آپؐ ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا (اولئک الذین ھدی اللہ
فبھداھم اقتدہ)

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ خواب صحیح نہیں، کیونکہ علامہ رمٖ
شافعیؒ اور مظفر ابی جعفر القا-لسی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک بہت طو
خواب بیان فرمایا اس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آئمہ کے اختلا
کے بارے میں سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مجتہد اپنے اجتہاد
ثواب کا مستحق ہے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرما
دونوں مجتہد ثواب کے مستحق ہیں لیکن حق ایک کے ساتھ ہے۔

میں نے عرض کیا امام شافعیؒ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

آپؐ نے فرمایا ہر مجتہد ثواب کا مستحق ہے جس سے خطاء ہوگئی اس کو معاف کیا گیا
پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں مذاہب معنیٰ کے اعتبار سے قریب قریب
ہیں اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کا لینا افضل ہے۔
آپؐ نے فرمایا دونوں حق ہیں۔
میں نے عرض کیا پھر جو خواب زہیر بن احمد نے بیان کیا ہے اس کا کیا مطلب؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یاد نہیں کہ کہا ہے یا نہیں۔ اگر میں نے کچھ کہا ہے تو دونوں کے بارے میں یہی کہا ہے۔ (اولئک علی ھدی من ربھم) (ترجمہ یہ سب اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔ میں نے کہا الحمدللہ جس نے امور دینیہ میں وسعت پیدا فرمائی اور میں امید کرتا ہوں کہ آئمہ کا اختلاف رحمت ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور خواب بھی ہیں جن کو میں نے ان کی برائی کی وجہ سے ترک کردیا۔ ان سب کے رد کے لئے سابقہ خواب کافی ہیں۔ امام صاحبؒ کے اوصاف میں بے شمار خواب مذکور ہیں۔ میں نے چند واضح اور عام فہم خوابوں پر اکتفاء کیا ہے۔

فصل نمبر 37

امام ابوحنیفہؒ پر اس الزام کا رد کہ وہ قیاس کو سنت پر مقدم سمجھتے ہیں۔

علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے، کہ اصحاب حدیث نے امام ابوحنیفہؒ کی مذمت بیان کرنے میں افراط سے کام لیا ہے اور حد اعتدال سے تجاوز کر گئے ہیں ان پر اس الزام میں کہ وہ قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں۔
اکثر اہل علم کا یہ قول ہے کہ جب حدیث صحیح ثابت ہوجائے تو رائے اور قیاس باطل ہوجاتا ہے۔ لیکن اس بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں جو وارد ہیں ان میں کئی احتمالات ہیں۔
اور بہت سے لوگ قیاس میں امام صاحبؒ سے سبقت لے گئے اور اس بارے میں اپنے مثل کا اتباع کیا۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ نے اہل کوفہ کے اہل علم کا اتباع کیا ہے۔ جیسے ابراہیم نخعیؒ اور اصحاب ابن مسعودؓ فرق صرف یہ ہے کہ امام صاحب اور آپ کے شاگردوں نے قیاس سے زیادہ کام لیا ہے باقیوں نے کم، اس لئے

امام احمدؒ سے کہا گیا کہ آپ کو امام ابوحنیفہؒ اچھے کیوں نہیں لگتے؟ فرمایا رائے کی وجہ سے۔ ان سے کہا گیا کیا امام مالک رائے سے مسائل بیان نہیں کرتے؟
فرمایا کرتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ رائے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔
آپ سے کہا گیا، پھر آپ دونوں میں بقدر حصہ کلام فرمائیں (نہ کہ صرف ایک پر) اس پر امام احمدؒ خاموش ہوگئے۔

امام لیث بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کے ستر مسائل ایسے شمار کئے

جو انہوں نے رائے سے بتائے اور وہ سب کے سب حدیث کے خلاف تھے۔ پھر میں
نے ان کو "میحتا" امام مالکؒ کو لکھ بھیجا۔
فرماتے ہیں علماء میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث پہنچ چکی ہو اور وہ اس کو بغیر دلیل کے رد کردے۔ جیسا کہ نسخ کی وجہ سے ہوتا' یا
اس کے مثل دوسری حدیث مل جائے' یا اجماع سے رد کی گئی ہو۔ یا عمل سے جس کا
اصل پر انقیاد لازمی ہوتا ہے۔ یا سند میں طعن کی وجہ سے۔
کیونکہ اگر کوئی عالم بغیر دلیل حدیث کو رد کردے تو اس کی عدالت ساقط ہوجاتی ہے چہ
جائے کہ وہ لوگوں کا امام بنا رہے (بلکہ وہ لوگوں اور آئمہ کا امام اعظم بنا رہے) کیونکہ ایسا
شخص تو فاسق کے نام سے مشہور ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس چیز سے حفاظت کی
ہے۔

صحابہ کرامؓ سے بھی اجتہا اور رائے اور قیاس منقول ہے ایسے اصول پر جن کا ذکر بڑا
طویل ہے۔ اسی طرح تابعین سے بھی اور بہت سے لوگوں کے نام شمار کئے ہیں۔ علامہ
ابن عبدالبرؒ کا کلام ختم ہوا اس میں قدح و جرح کا شافی جواب ہے (اے اہل عقل) غور
و فکر کرو۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ قیاس کرنے میں متفرد نہیں ہیں بلکہ تمام علاقوں کے
فقہاء اسلام اس میں مشترک ہیں جیسا کہ علامہ ابن عبدالبرؒ نے تفصیل سے اس پر کلام
فرمایا ان جاہلوں کے لئے جو قیاس کو عیب تصور کرتے ہیں۔

ضروری تنبیہ

بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کو مرجیئہ سے شمار کیا ہے۔ لیکن اس کلام کی کوئی حقیقت نہیں۔

اولاً اس لئے کہ شارح مواقف نے کہا ہے کہ غسان مرجئی اپنے ارجاء کی نسبت امام ابوحنیفہؒ کی طرف کیا کرتا تھا۔ اور امام صاحبؒ کو بھی مرجیئہ میں شمار کرتا تھا۔ یہ امام صاحبؒ پر بہتان ہے جو اس نے اپنے مذہب کی تشہیر کے لیئے امام ذی شان کی طرف منسوب کیا۔

ثانیاً اس لئے کہ علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے عذر کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کو مرجیئہ اہل سنت میں شمار کیا ہے کیونکہ صدر اول میں فرقہ معتزلہ اپنے مخالفین فی القدر کو مرجیئہ کہتے تھے۔ یا اس لئے کہ امام صاحب کا مسلک یہ تھا کہ الایمان لایزید ولا ینقص مرجیئہ عمل کو ایمان سے موخر تصور کرتے تھے حالانکہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ امام صاحبؒ کا عمل میں مبالغہ اور کوشش معروف ہے۔

ثالثاً اس لئے کہ علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ محسود تھے، آپ کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جاتی تھیں جو آپ میں نہیں تھیں۔ اور آپ پر ایسی باتیں گھڑی جاتی تھیں جو ان کی شان کے موافق نہ تھیں۔

امام وکیعؒ ایک مرتبہ تشریف لائے دیکھا کہ امام صاحب سر جھکائے متفکر تشریف فرما ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہاں سے آئے عرض کیا قاضی شریک کے پاس

اس پر امام صاحبؒ نے یہ اشعار کہے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم

قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولهم مابی وما بهم

ومات اکثرنا غیظا بما یجد

(ترجمہ) 1- اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں انہیں ملامت نہیں کرتا کیونکہ مجھ سے پہلے بھی اہل فضل سے حسد کیا گیا ہے۔

2- تو ہمیشہ رہا میرے لئے اور ان کے لئے میرے ساتھ اور ان کے ساتھ۔

اکثر لوگ جو انہیں عطا کیا گیا ہے اسی غصہ سے مرگئے (یعنی حسد کرتے ہوئے) امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں امام صاحبؒ کو قاضی شریک کی طرف کوئی بات پہنچی ہوگی۔

فصل نمبر 38

امام ابو حنیفہؒ پر جرح کی رد میں

ابو عمر یوسف بن عبد البرؒ فرماتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی اور ان کی ثقاہت بیان کی اور ان کی تعریف کی وہ ان سے زیادہ ہیں جنہوں نے آپ پر جرح کی ہے۔

اور جن اصحاب حدیث نے آپ پر کلام کیا ہے ان میں سے بھی اکثر یہی کہتے ہیں کہ امام صاحب رائے اور قیاس میں مشغول ہوگئے تھے اور یہ بات گزر چکی کہ رائے اور قیاس میں مشغول ہونا کوئی عیب کی بات نہیں۔

2- دوسری بات یہ ہے کہ انسان کے تیز اور چست ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ لوگ اس کے بارے میں مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے دو جماعتیں ہلاک و برباد ہوگئیں ایک وہ جنہوں نے آپؓ کی محبت میں افراط سے کام لیا اور دوسری وہ جنہوں نے آپ کے بغض میں افراط سے کام لیا۔

امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے سفیان ثوریؒ ابن مبارک حماد بن زید ہشام وکیع اور عباد بن العوام جعفر بن عون وغیرہ روایت کرتے ہیں اور ان کو ثقہ اور لاباس جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں اور امام شعبہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں۔

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے امام صاحب کے بارے میں افراط سے کام لیا ہے آپ سے کہا گیا کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں؟ فرمایا آپؒ ان چیزوں سے بیزار تھے۔

شیخ الاسلام علامہ تاج الدین سبکی کے طبقات میں مذکور ہے کہ خوب ذرو اور خوب بچو محدثین کے اس قاعدہ سے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے مطلقاً بلکہ صحیح اور حق راستہ یہ ہے کہ جب کسی کی امامت ثابت ہو جائے اور اس کی عدالت ثابت ہو جائے اور اس کی تعریف کرنے والے کثیر ہوں اور اس کے تزکیہ کرنے والے زیادہ ہوں اور جارحین کم ہوں جب وہاں کوئی قرینہ بھی موجود ہو جس سے تعصب مذہبی یا اس کے علاوہ کسی دوسری بات کا پتہ چلتا ہو تو وہاں جرح کی طرف بالکل التفات نہ کریں گے۔ پھر شیخ سبکی کلام طویل کے بعد فرماتے ہیں اب یہ بات واضح ہوگئی کہ جرح اگرچہ مفسر ہو اس شخص کے حق میں قابل قبول نہ ہوگی جس کی طاعات اس کی معصیت پر غالب ہوں اور اس کی مدح کرنے والے اس کی مذمت کرنے والوں سے زیادہ ہوں اس کے مزکی اس کے جارحین سے زیادہ ہوں جب کہ وہاں کوئی قرینہ بھی ہو اور عقل اس بات کی گواہی دے کہ یہ باتیں تعصب مذہبی یا منافست دینوی کی وجہ سے ہے جیسا کہ اس کی مثالیں ہم عصروں میں ملتی ہیں۔

ایسے حالات میں سفیان ثوری وغیرہ کی کلام امام ابوحنیفہ کے خلاف قابل قبول نہ ہوگی اور ابن ابی ذئب وغیرہ کی امام مالک کے خلاف اور ابن معین کی امام شافعی کے خلاف اور نسائی کی احمد بن صالح کے بارے میں قابل التفات نہ ہوگی۔

اگر ہم جرح کو مطلق طور پر مقدم تسلیم کرلیں تو کوئی امام بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس میں طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور ہلاک ہونے والے ان میں بڑھ کر ہلاک نہ ہوئے ہوں۔

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اس باب میں بہت سے لوگوں نے غلطی کھائی اور بہت سے فرق جاہلہ گمراہ ہوئے وہ نہیں جانتے کہ ان پر اس کا کیا گناہ ہے۔

پھر فرمایا جس شخص کو جمہور نے اپنا دینی امام مان لیا ہو اس کے بارے میں کسی طاعن کا طعن قطعاً قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے پہلے سلف بھی ایک دوسرے پر کوئی بات کر دیتے تھے ان کی بات کبھی غصہ کی حالت میں ہوتی تھی۔ اور کبھی حسد کی وجہ سے اور کبھی ان کی کلام کی کوئی تاویل کرلی جاتی تھی جس کی وجہ سے مقول فیہ پر کچھ لازم نہیں آتا تھا۔

پھر صحابہ کرامؓ اور تابعین اور تبع تابعین کی مثالیں بیان کیں کہ وہ بعض مرتبہ ایسی بات کہہ جاتے تھے لیکن علماء کرام نے ان کی ان باتوں کی طرف بالکل توجہ نہیں دی۔ کیونکہ آخر وہ بھی انسان تھے کبھی ناراض ہوتے اور کبھی خوش' تو ناراضگی کے وقت بات اور ہوتی ہے اور خوشی کے وقت اور۔

اب جو شخص علماء کرام کے خلاف دوسرے علماء کی بات کو دلیل بنانا چاہے اس کو چاہئے کہ صحابہ کرامؓ کے خلاف بھی دوسروں کی بات کو دلیل بنائے اور تابعین اور آئمۃ المسلمین کے خلاف بھی' لیکن جو کوئی ایسا کرے گا وہ گمراہ ہوا اور خسارہ میں پڑا۔

اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت دی اور سیدھے راستہ کا الہام کیا تو تو ایسا نہ کر بلکہ ہرگز نہ کر بلکہ جو شرائط میں نے لگائی ہیں وہاں رک جا کیونکہ وہی حق ہے اس کے علاوہ سب باطل ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر طویل کلام کیا امام مالکؒ کے ہم عصروں میں اور ابن معین کا کلام امام شافعیؒ کے بارے میں اور فرمایا اس کے مثل جس جس نے کلام کیا ان کی حیثیت حسن بن ہانی کے شعر کی طرح ہے۔

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ
اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

(ترجمہ) اے بلند پہاڑ سے ٹکرانے والے تاکہ اس کو زخمی کرے۔ تو اپنے سر پر شفقت کر پہاڑ پر شفقت نہ کر۔

اس کی مثال ابوالعتاہیہ کے شعر کی طرح ہے۔

من ذا الذی ینجو من الناس سالما ○ وللناس قال بالظنون و قیل

(ترجمہ) وہ کون ہے جو لوگوں سے نجات پائے اور سلامت رہے ○ لوگ تو اپنے خیال میں قیل و قال کرتے رہتے ہیں۔

ابن مبارکؒ سے کسی نے کہا کہ کوئی شخص امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے۔ اس پر یہ شعر پڑھا۔

حسدوک اذا ما فضلک اللہ ○ بما فضلت بہ النجباء

(ترجمہ) لوگ آپ سے حسد کرتے ہیں اس سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تجھ کو دیا ہے اس چیز کے ساتھ جس سے شریف لوگوں کو فضیلت دی جاتی ہے۔

ابو عاصم نبیلؒ سے بھی یہی بات کہی گئی تو انہوں نے ابو اسود کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا۔

حسدوا الفتی اذلم ینالوا سعیہ ○ فالقوم اعداء لہ و خصوم

(ترجمہ) لوگ جو آدمی سے حسد کرنے لگے جب اس کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے۔ تو قوم اس کی دشمن اور مخالف ہو گئی۔

ابو عمروؒ سے مروی ہے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ علم حاصل کرو جہاں بھی ملے اور فقہاء کا قول ایک دوسرے کے خلاف قبول نہ کرو کیونکہ وہ بکروں سے زیادہ عار محسوس کرتے ہیں اپنے اپنے دائرے میں۔ ایک روایت میں ہے علماء کا کلام سنو لیکن ایک دوسرے کے خلاف ان کی بات کی تصدیق نہ کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ بکروں سے زیادہ عار محسوس کرتے ہیں اپنے اپنے دائرہ میں۔

عمرو بن دینارؒ سے بھی اسی قسم کی بات نقل کی گئی ہے اس لئے امام مالکؒ کا مذہب
کتب المبسوط میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ عالم کی شہادت عالم کے خلاف جائز نہیں کیونکہ
یہ سب لوگوں سے زیادہ حسد اور بغض رکھنے والے ہوتے ہیں۔

فصل نمبر 39

خطیب کے نقل کردہ کلام کی رد میں

علامہ **خطیب بغدادی** نے جو کچھ نقل کیا اس سے مراد ان کی امام ابوحنیفہ کی تنقیص شان نہیں بلکہ مؤرخین کی عادت کے مطابق ہر قیل و قال رطب و یابس کو جمع کرنا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ خطیب نے پہلے مادحین کے کلام کو نقل کیا ہے اس کا اکثر حصہ وہ ہے جس سے اہل مناقب نقل کرتے ہوئے خطیب پر اعتماد کرتے ہیں۔

پھر کلام قادحین اس لئے نقل کی تاکہ پتہ چل جائے کہ بڑے سے بڑے اکابر بھی لوگوں کے حسد اور جہل سے محفوظ نہیں رہے۔

اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے اور جتنی اسناد قدح کی ہیں وہ متکلم فیہ ہیں یا ان میں مجاہیل ہیں۔ اتفاقی بات یہ ہے کہ اس جیسی سندوں سے کسی عام مسلمان کی تنقیص کی جائز نہیں چہ جائیکہ امام المسلمین کی تنقیص پر استدلال کیا جائے۔

شیخ الاسلام تقی ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ لوگوں کی عزتیں جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھے ہیں جن پر حکام اور اہل حدیث کھڑے ہیں (کہ کسی نہ کسی امام کی تنقیص کرکے اس میں جاگرتے ہیں)

علامہ **ابن حجر مکی** فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض خطیب کی قدح والی روایات کی اسناد کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی ان سے استدلال صحیح نہیں۔ 1- اس لئے یا تو قادح امام ابوحنیفہ کے بعد زمانہ کا ہوگا تو یہ صرف تقلید محض ہے ان کی جو آپ کے دشمنوں نے لکھ دیا ہے۔ 2- یا وہ امام صاحب کا ہم عصر ہوگا تو اس بارے میں کلام گزر گیا کہ ہم

عصروں کی کلام ایک دوسرے کے خلاف مقبول نہیں ہوتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ و علامہ ذہبیؒ نے تصریح کی ہے کہ جرح و قدح کی طرف اس وقت بالکل التفات نہ کیا جائے گا جب مذہبی عداوت یا حسد کا امکان ہو فرمایا حسد ایسی مرض ہے اس سے صرف وہی نجات پاسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے کوئی ہم عصروں کی زبان سے محفوظ نہیں رہا۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں اے طالب رشدوہدایت تجھے چاہئے کہ گزرے ہوئے آئمہ کے ساتھ ادب کا معاملہ اختیار کر ان کے آپس کے کلام کو نظر انداز کردے مگر یہ کہ وہ کسی پختہ دلیل سے ثابت ہو۔ لیکن پھر بھی اپنی قدرت اور حسن ظن کی بنا پر اس کی اچھی تاویل کر ورنہ جو کچھ ان کے درمیان واقع ہوا ہے اس سے درگزر کر' اس لئے کہ تو اس لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ تو صرف نفع بخش چیزوں میں مشغول ہوجا اور بے مقصد چیزوں سے احتراز کر۔

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک طالب علم اس وقت ہوشیار ہوتا ہے جب تک سلف کے آپس کے معاملات میں غور و خوض نہ کرنے لگے اور بعض کے اقوال کی وجہ سے بعض پر فیصلہ نہ کرنے لگ جائے تو اس سے بچ اور ضرور بچ اس سے جو امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ میں واقع ہوا ہے اور امام مالکؒ اور ابن ابی ذئب میں اختلاف ہے اور درمیان احمد بن صالح اور امام نسائی کے کلام ہوا ہے اور احمد اور حارث بن اسد محاسبی میں کمی بیشی ہوئی ہے اس طرح جو عزبن عبدالسلام اور تقی بن صالح کے درمیان کچھ واقع ہوا ہے۔

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں اگر تو اس میں مشغول ہوگیا تو مجھے خوف ہے کہ تو ہلاک و برباد

نہ ہوجائے۔ کیونکہ قوم (عوام نہیں) بلکہ آئمہ اعلام ہیں ان کے اقوال کے مختلف محامل ہوتے ہیں اور بعض محامل بعض دفعہ سمجھ میں نہیں آتے۔ ہمارے لئے سوائے سکوت اور دعا کے کچھ کہنے کا حق نہیں جیسا کہ ہم صحابہ کرامؓ کے مشاجرات میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔

فصل نمبر 40

اس الزام کا رد کہ امام ابوحنیفہؒ نے صریح احادیث کی مخالفت کی ہے بغیر کسی دلیل کے

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں یہ باب بہت وسیع و عریض ہے، دل چاہتا ہے کہ سب کو جمع کردوں (لیکن اس مختصروقت میں ممکن نہیں بلکہ بہت مشکل ہے) اس لئے میں امام ابوحنیفہؒ کے قواعد اجمالیہ کا تذکرہ کرتا ہوں کیونکہ جو ادلہ تفصیلیہ کے وقت اس کو سامنے رکھے گا نفع اٹھائے گا۔

یہ گمان (فاسد) جن لوگوں نے کہا ہے کہ امام صاحبؒ خبر احاد پر قیاس کو مقدم رکھتے ہیں متقدمین میں سفیان ثوریؒ ہیں اور متاخرین میں شیخ بخاری ابن ابی شیبہؒ ہیں۔

ان حضرات سے اس کلام کے صادر ہونے کا سبب یہ ہوا کہ انھوں نے ارام طلبی کی امام صاحبؒ کے قواعد اور اصول میں غور و فکر نہیں کیا جیسا کہ ابوعمر بن عبداللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ امام صاحبؒ کے اصول میں ہے کہ جب ایک جز مجمع علیہا کے مخالف ہو تو قیاس کو اس پر مقدم کرتے ہیں اور امام صاحبؒ کی طرف سے تقدیم قیاس کی معذرت کی ہے کیونکہ یہ بلاوجہ نہیں بلکہ کسی وجہ سے ہے اس طرح حدیث کا رد کرنا جبکہ وہ جرح و قدح سے سلامت ہو بلاوجہ نہیں بلکہ کسی نہ کسی وجہ سے ہوتا ہے۔

وجہ نمبر1 یہ ہے کہ امام صاحب اس حدیث پر مطلع نہ ہوئے ہوں۔

وجہ نمبر2- یا وہ حدیث ان کے نزدیک درجہ صحت کو نا پہنچتی ہو۔ (کیونکہ امام صاحبؒ کی شرائط قبول روایات میں اتنی شدید ہیں اگر ان پر عمل کیا جائے تو صحاح ستہ کی آدھی روایات مجروح ہوجائیں)

وجہ نمبر3- یا وہ روایت غیر فقیہ کی ہو اور قیاس کے مخالف ہو اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت مسئلہ مصرات میں رد کردی ہے۔ (کیونکہ ان کے نزدیک وہ غیر فقیہ ہیں) لیکن اکثر علماء احناف اس پر ہیں۔ کہ راوی کا فقیہ ہونا حدیث کے قیاس پر مقدم کرنے کی شرط نہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے حدیث ابو ہریرہؓ پر عمل کیا ہے۔ حلانکہ وہ قیاس کے خلاف ہے۔ (حدیث یہ ہے کہ جب روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو میں قیاس سے مسئلہ بیان کرتا۔

امام ابوحنیفہؒ سے یہ بات ثابت ہے کہ جو بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے وہ سر آنکھوں پر۔ راوی کے فقیہ ہونے کی شرط سلف سے ثابت نہیں معلوم ہوا کہ یہ نئی شرط ہے۔

بعض نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فقیہ تھے کیونکہ اسباب اجتہاد میں سے کوئی چیز ان میں معدوم نہ تھی اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں سوائے مجتہد اور فقیہ کے کوئی فتویٰ نہ دے سکتا تھا۔ محیوی قرشی نے طبقات حنفیہ میں انہی کا اتباع کیا ہے کہ وہ فقیہ تھے جیسا کہ علامہ ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔
ہمارے شیخ شیخ الاسلام تقی الدین سبکیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ جمع فرمایا ہے یہ بات میں نے ان سے سنی۔

وجہ نمبر4 اس طرح راوی کا اپنا عمل جب اپنی روایت کے خلاف ہو تو نسخ پر دلالت کرتا ہے یا اس کے معارض روایت پر اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ کے عمل کو لیا گیا ہے۔ کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے تین مرتبہ دھویا جائے گا حالانکہ ان سے سات مرتبہ کی روایت مروی ہے۔ اس طرح حضرت ابن عباسؓ کے فتویٰ پر عمل کیا گیا ہے کہ

مرتدہ قتل نہ کی جائے گی حالانکہ انہی سے روایت ہے (من بدل دینہ فاقتلوہ)

وجہ نمبر5 ایسی روایت جس کا معلوم ہونا سب کو ضروری ہے کیونکہ وہ سب ا
ضرورت ہو۔ اگر اس کا روایت کرنے والا منفرد ہے تو یہ اس میں جرح تصور ہوگی اس
لئے مس ذکر ناقض وضو ہے کی حدیث کو نہیں لیا گیا کیونکہ اس کی حاجت عام ہے لیکن
وہ صرف بسرہ سے نقل کی گئی ہے۔

وجہ نمبر6 یا وہ روایت کفارہ یا حد کے بارے میں وارد ہو کیونکہ وہ شبہ کی بنا پر ساقط
ہوجاتی ہے تو منفرد راوی سے خطاء کا احتمال اس میں شبہ پیدا کردیتا ہے۔

وجہ نمبر7 یا روایت قیاس جلی کے خلاف ہو یا اس حدیث کے خلاف ہو جس کو
دوسری حدیث سے تقویت ملی ہے۔

وجہ نمبر8 اس روایت میں سلف پر طعن ہو جیسے حدیث قسامہ

وجہ نمبر9 یا کسی مسئلہ میں صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہو اور اس مسئلہ میں وارد حدیث
سے کسی نے استدلال نہ کیا ہو صحابہؓ کا شدت اتباع کے باوجود اس حدیث سے استدلال
نہ کرنا اس حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ یا اس کے معارض روایت کی دلیل
ہے۔ مثال اس کی حدیث (الطلاق بالرجال) اس میں اختلاف ہے ایک جماعت
جس میں امام شافعیؒ بھی ہیں فرماتے ہیں عدد طلاق کا مدار مرد کی حریت یا غلامی پر ہے
دوسری جماعت جن میں امام ابوحنیفہؒ بھی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عدد طلاق کا مدار عورت
کی غلامی اور آزادی پر ہے۔ بعض نے کہا ان دونوں میں جو غلام ہے اس پر مدار ہے

وجہ نمبر10 یا اگر خبر واحد ظاہر عموم قرآن کے خلاف ہو کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے
نزدیک عموم کی تخصیص اور نسخ خبر واحد سے جائز نہیں کیونکہ خبر واحد ظنی ہے اور

قرآن یقینی ہے اس لئے اقویٰ کو مقدم کرنا واجب ہے۔

وجہ نمبر 11 یا وہ خبرواحد سنت مشہورہ کے خلاف ہو کیونکہ سنت مشہورہ قوی ہے خبر واحد سے جیسے حدیث الشاہد والیمین مشہور حدیث البینة علی المدعی والیمین علی من انکر کے خلاف ہے۔

وجہ نمبر 12 یا وہ خبر قرآن پر زائد ہو جیسے قرآن میں گواہی کے لئے دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا ذکر ہے اس روایت میں شاہد مع یمین قرآن پر زائد ہے۔

خلاصہ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو امام ابوحنیفہؒ اس نسبت شدہ الزام سے بری ہو گئے جو ان کی دشمنوں یا ان کے قداعد بلکہ مواقع اجتہاد سے بالکل ناواقف ہیں کہ وہ خبرواحد کو بغیر کسی حجت کے ترک کر دیتے ہیں امام صاحبؒ نے کسی حدیث کو نہیں چھوڑا مگر اس سے قوی اور واضح حدیث ہے۔

ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کا اس پر اجماع ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔

اس سے حدیث کی محبت اور اس کی جلالت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

ایک مثال امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدیث مرسل قیاس پر مقدم ہے کیونکہ وہ نماز میں قہقہہ سے وضو کو واجب کہتے ہیں حدیث مرسل کی وجہ سے حالانکہ قیاساً قہقہہ ناقض وضو نہیں لیکن یہ حکم وہ نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں جاری نہیں کرتے نص پر اکتفا کرتے ہوئے کیونکہ حدیث ایسی نماز کے بارے میں وارد ہے جو رکوع اور سجود والی ہے۔

بعض محققین نے کہا صرف حدیث پر عمل بغیر استعمال رائے کے جائز نہیں ہے

کیونکہ عقل ہی مدار احکام ہے۔ (بے عقل مکلف نہیں)

مثال جن محدثین کو فقہ میں دسترس نہ تھی جب انہوں نے تحریم فی الرضاع کے حکم میں غور نہ کیا تو حکم لگا دیا کہ جن بچوں نے ایک بکری کا دودھ پیا ہو ان میں بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور نہ ہی صرف عقل پر عمل جائز ہے بغیر حدیث کے۔

مثال بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور قئی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ عقل و قیاس چاہتا ہے کہ پہلے فعل سے روزہ ٹوٹ جائے کیونکہ وہ روزہ کی ضد ہے اور دوسرے فعل سے روزہ نہ ٹوٹے کیونکہ روزہ کوئی چیز اندر جانے سے ٹوٹتا ہے نہ کہ باہر آنے سے۔

خاتمہ کتاب اور خلاصہ کلام

خاتمہ کتاب اور خلاصہ کلام علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تیرے لئے اس بات کی خوب وضاحت کردی کیونکہ امام ابوحنیفہؒ نے جن اخبار احاد کو ترک کیا ہے وہ قواعد کی وجہ سے اور مذکورہ اعذار کیوجہ سے کیا ہے جن کی تشریح میں کر چکا ہوں اور تجھے متنبہ کر چکا ہوں۔ پس تو بچ اس سے کہ تیرے قدم بھی پھسل جائیں ان کے ساتھ جن کے قدم پھسل گئے یا تیری عقل میں فتور آجائے ان کے ساتھ جن کی عقل میں فتور آچکا ہے۔ اگر ایسا ہوگیا تو تیرے کل اعمال ضائع ہوجائیں گے اور تیرا برا ذکر اور رسوائی ہوگی ان کے ساتھ جن کا برا ذکر اور رسوائی ہورہی ہے۔ اور تجھے ایسا نقصان پیش آئے گا جس کے برداشت کی تجھ میں طاقت نہ ہوگی۔ اور تجھے ایسے وسیع و عریض جنگل میں ڈالا جائے گا جہاں سے تجھے نکلنے کی طاقت نہ ہوگی۔

پس تو سلامتی کی طرف جلدی کر اپنی طاقت کے مطابق اور ان کے ساتھ ہوجا جنہوں نے نجات کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور اس کی طرف لوگوں کو صبح و شام بلا' اپنے ظاہر اور باطن کو اس سے بچا کہ کسی مسلمان میں تو غور و خوض کرے اگرچہ نقیر اور فتیل کے برابر ہو یعنی دھاگہ یا گٹھلی کے چھلکے کے برابر کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا اور بہت ہی رسوا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے پہلے بندوں میں یہی سنت جاری ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت میں تبدیل نہیں ہوتی۔

جن بدبختوں نے اپنے آپ کو تیر کا نشانہ بننے کے لئے پیش کیا اور صفات قبیحہ ردیہ سے موصوف ہوئے انہوں نے اس کی کوشش کی کہ اس امام اعظم حبر مقدم کے مرتبہ کو گرائیں اور ان کے زمانہ اور بعد والوں کے دلوں سے ان کی محبت' ان کی تقلید' ان کی اتباع' ان عظمت' ان کی امامت نکال دیں لیکن وہ اس پر قادر نہ ہوسکے اور ان کی قیل

و قال (یعنی بکواس) کسی مسلک میں کارگر نہ ہوئی۔ کیونکہ امام صاحبؒ کا معاملہ اعلٰی
ہے ان کو بلند کرنے میں کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا بلکہ جس کو اللہ تعالٰی بلند مرتبہ عطا کرے
اور اپنے وسیع خزانوں سے عطاء کرے کسی کی طاقت میں نہیں کہ اس کو منع کرے یا
اس کو نیچا کرے۔

دعاء اللہ تعالٰی ہم کو بھی ان سے کردے جو آئمہ کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ اور ان کی
نافرمانی سے اپنے (دل) کو میلا نہیں کرتے' اور صاحب حق کا حق پہچانتے ہیں اور جیسے ادا
کرنے کا حق ہے اس کو ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کی عنایت ان کے شامل حال ہے۔ اور
وہ اندھیرے کے چراغوں اور آسمان کے ستاروں کے بارے میں کسی خیر سے محروم
التوفیق کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ ان کی بکواس سے جس کو اس کے تعصب نے
مکان سحیق میں پہنچا دیا ہے اور نہ اس بے وقوف سے غصہ ہے جس کو اس کی کمزور
رائے نے گمراہ کردیا۔ حتیٰ کہ اس کو انصاف اور شرافت کے مرتبہ سے گرادیا۔
اے اللہ ہم تمہ دل سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں سے کردے جو دینی آباء اجداد
خصوصاً اکابر سلف الصالحین کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں جن کے بارے میں سچوں کے
سردار نے خبر دی ہے کہ وہ بہترین قرن سے ہیں۔ ہر حاسد کے حملہ اور عیب سے بری
ہیں۔ اور مجھے ان لوگوں سے کردے جن کی تعریف تو نے اپنی کتاب عزیز میں کی ہے
(والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذین
سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا
انک رؤف الرحیم) اے اللہ تو ہمارا حشر ان کے ساتھ فرما (کیونکہ تیرے محبوبؐ
کا ارشاد ہے) کہ جو جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔
ہمیں اسی جماعت میں شامل فرما بلکہ ان کے خدام میں سے کردے۔ اور ہم پر ان کے
اچھے معاملات' اور واضح احوال' اور ان کی کرامات متکاثرہ ظاہرہ کا اعادہ فرما تاکہ ہم

ہمیں ان کے متبعین میں سے ہو جائیں۔
بیشک انت الجواد الکریم الرؤف الرحیم
اے ہمارے رب تیری ہی سب تعریفیں ہیں جیسا کہ تیری شایان شان ہے اور تیری عظمت والی سلطنت قدیمہ کے شایان شان ہے اور تیرے ہی لئے کامل شکر ہے کہ تو نے ہمیں اس کا اہل بنایا کہ تیرے اولیاء کرام کے اشارہ پر چلیں اور تو نے ہی ہمیں اپنے سے محبت کرنے والوں سے بنایا۔
اے اللہ افضل صلوٰۃ و سلام اور سب سے بہتر برکت نازل فرما افضل الخلق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اپنے معلومات کے بقدر اور بقدر سیاہی کلمات کے جب بھی تجھے یاد کرنے والے یاد کریں اور غافل ہونے والے غافل ہوں۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون
وسلم علی المرسلین - والحمد للہ رب العالمین
وفرغت قبل الفجر من یوم الخمیس بتاریخ ثمانیة ذی الحجة
سنة هجری

طالب دعاء
عبد الغنی طارق
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور و وفاق المدارس پاکستان
ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی
استاذ جامعہ قادریہ رحیم یار خان

اسماء گرامی اساتذہ امام اعظم ابو حنیفہؒ (باعتبار حروف تہجی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(محمد)

1- ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالبؓ
2- ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب بن زہرۃ الزہری
3- محمد بن قیس
4- ابو عبداللہ محمد بن المنکدر
5- ابو عون محمد بن عبداللہ بن سعید
6- ابوبکر محمد بن سوقہ
7- ابو الزبیر محمد بن مسلم
8- محمد بن زبیر التمیمی
9- ابو سلمہ محمد بن عبید اللہ
10- محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارۃ
11- محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الکوفی
12- محمد بن مالک بن زبید الہمدانی
13- محمد بن عمرو عن عبداللہ ابن عمر

(الف)

14- ابراھیم بن محمد بن المنتشر

15- ابراھیم بن عبدالرحمٰن

16- ابراھیم بن مسلم

17- ابراھیم بن میسرہ

18- اسماعیل بن ابی خالد

19- ابو عبداللہ اسماعیل

20- ابو عبداللہ بن عبدالملک

21- آدم بن علی بکری

22- ابوبکر ایوب

23- ایوب بن عائذ

24- ابان بن ابی عیاش

25- ابو عتبہ العبسی

26- ابو حکم مؤذن مسجد ابراھیم النخعی کوفی

27- ابان بن لقیط

28- زاد ابن خسرو

29- ایوب بن عتبہ

30- اسماعیل بن مسلمہ

31- اسحاق بن ثابت بن ابراھیم

(ب)

32- بلال بن ابی بلال

33- بکیر بن عطاء

34- بلال بن وھب بن کیسان

35- زاد ابن خسرو البلخی

36- بہز بن حکیم بن معاویہ

37- بہلول بن عمرو الصیرفی

(ث)

38- ابو حمزۃ ثابت بن دینار الجہنی

39- زاد ابن خسرو

40- ثابت البنانی

(ج)

41- جامع ابن شداد

42- جواب بن عبید اللہ

43- جابر بن یزید

44- الجراح بن المسحال

45- جعفر بن محمد الصادق

(ح)

46- الحکم بن عتیبہ

47- حبیب بن ابی ثابت
48- الحسن بن سعد مولیٰ علی بن ابی طالب
49- الحسن ابن الحری
50- حمید بن قیس
51- الحارث بن عبدالرحمٰن
52- حصین بن عبدالرحمٰن
53- حماد بن ابی سلیمان الاشعری
54- الحارث بن یزید
55- حکیم بن صہیب الصیرفی
56- حوط العبدی
57- حسین بن الحارث
58- حکیم ابن جبیر
59- الحر بن الصیاح
60- حجاج بن ارطاۃ

(خ)

61- خالد بن علقمہ
62- خصیب بن عبدالرحمٰن
63- خالد بن عبدالاعلیٰ

(د)

64- داؤد بن عبدالرحمٰن بن زلؤان
65- داؤد بن نصیر سلیمان الطائی

(ذ)

66- ذر ابو عمرا لهمدانی

(ر)

67- ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن
68- رباح الکوفی

(ز)

69- ابوالحسین زید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ
70- زیاد بن علاقہ
71- زبید بن الحارث
72- زید بن اسلم
73- زیاد ابن کلیب
74- زیاد بن میسرۃ الکوفی
75- زکریا بن ابی زایدۃ
76- زید السلمی کوفی
77- زکریا بن الحارث الکوفی
78- زید بن ابی انیسہ ابو اسامہ

79- زید بن الولید

(س)

80- سماک بن حرب
81- سلیمان بن خاقان
82- سلمۃ بن کہیل
83- سالم بن عجلان
84- سعید بن مسروق
85- سعید بن المرزبان
86- سلیمان بن ابی مغیرہ
87- سعید بن ابی عروہ
88- سفیان بن سعید الثوری
89- سلیمان بن مہران
90- سلمہ بن نبیط

(ش)

91- شیبان بن عبدالرحمٰن کوفی
92- شداد بن عبدالرحمٰن البصری
93- شبیہ بن مساور و قتیل بن مسور
94- شعبہ بن الحجاج البصری
95- شبیب بن غرقدہ کوفی

96- شرجیل بن سعید
97- شرجیل بن مسلم

(ص)

98- الصلت بن بہرام کوفی
99- صالح بن صالح بن حی

(ط)

100- طلحہ بن مصرف الیامی
101- طلحہ بن نافع
102- طریف بن سفیان البصری
103- طلق بن حبیب للبصری

(ع)

104- عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ
105- عبداللہ بن ابی نجیح
106- عبداللہ بن عثمان
107- عبداللہ بن حبیبہ
108- عبداللہ بن عبدالرحمٰن
109- عبداللہ بن داؤد
110- عبداللہ بن ابی مجالد الکوفی

111- عبداللہ بن نافع
112- عبداللہ بن حمید الکوفی
113- عبداللہ بن سعید
114- عبداللہ بن عمر العمری
115- عبداللہ بن مبارک
116- عبدالرحمٰن بن عمر
117- عبیداللہ بن عمر
118- عبید اللہ ابن زیاد
119- عبدالرحمٰن بن عبداللہ
120- عبدالرحمٰن بن شروان
121- عبدالملک بن عمیر
122- عبدالملک بن میسرہ
123- عبدالملک بن ابی بکر
124- عبدالملک بن ایاس
125- عبدالعزیز بن رفیع
126- عبدالاعلیٰ الکوفی
127- عبدالکریم بن المخارق
128- عبیدہ بن معتب
129- علی بن الاقمر
130- عطاء بن ابی رباح
131- عطاء بن السائب

132- عطاء بن عجلان

133- عطیہ بن سعد

134- عمرو بن عبداللہ

135- عمرو بن مرہ

136- عمرو بن دینار

137- عمرو ابن شعیب

138- عامر بن شراحیل

139- عامر بن السبط

140- عامر بن عبداللہ

141- عثمان بن عاصم

142- عثمان بن عبداللہ

143- عاصم بن لبی بخود

144- عیسیٰ بن ابی لیلیٰ

145- عثمان بن عبدالرحمٰن

146- عاصم بن کلیب

147- عاصم بن سلیمان

148- عدی بن ثابت

149- عمر ابن ذر

150- عمر بن بشیر

151- عمار بن عبداللہ

152- عون بن عبداللہ

153- عون بن ابی جحیفہ

154- عتبہ بن عبداللہ

155- عثمان بن راشد

156- علقمہ بن مرثد

157- عبدہ بن ابی لبابہ

158- العلی بن زهیر

159- عمیر بن سعید

160- عیسیٰ بن علی

161- عمران بن عمیر

162- علی بن بذیمہ

163- عبداللہ بن رباح

164- عبدالرحمٰن بن حزم

165- عطیہ بن حارث

(غ)

166- غالب بن مرثد

(ف)

167- فراس بن یحییٰ

168- فرات بن عبدالرحمٰن

(ق)

169- قاسم بن عبدالرحمٰن

170- قاسم بن محمد

171- قیس بن مسلم

172- قتادہ بن دعامۃ

(ک)

173- کدام بن عبدالرحمٰن

174- کثیر بن الرمحاء

(ل)

175- لیث بن ابی سلیمان

(م)

176- موسیٰ بن طلحہ

177- موسیٰ بن ابی کثیر

178- موسیٰ بن مسلم

179- منہال بن عمر

180- منہال بن خلیفہ

181- منہال بن الجراح

182- محارب بن دثار

183- معن بن عبدالرحمٰن
184- مسلم بن سالم
185- مسلم بن کیسان
186- منصور بن المعتمر
187- منصور بن زاذان
188- منصور بن دینار
189- مسعر بن کدام
190- میمون ابوحمزہ
191- میمون بن مہران
192- میمون بن سیاہ
193- مجالد بن سعید
194- مرزوق ابوبکیر
195- مکحول ابوعبداللہ
196- مزاحم بن زفر
197- مخول بن راشد
198- مالک بن انس
199- موسیٰ بن ابی عائشہ
200- معاویہ بن اسحاق

(ن)

201- نافع مولیٰ ابن عمر

202- نافع بن درھم

203- ناصح بن عجلان

204- نعمان

205- نضر بن طریف

(و)

206- واصل بن حبان

207- واصل بن سلیم

208- وقدان وقیل واقد ابو یعقوب

209- الولید بن سریع

210- الولید بن عبداللہ

(ھ)

211- ھیثم بن حبیب

212- ھشام بن عروۃ

213- ھشام بن عائذ

(ی)

214- یحییٰ بن عبداللہ

215- یحییٰ بن سعید الانصاری

216- یحییٰ بن ابی حیہ

217- یحییٰ بن علبد الکوفی

218- یحییٰ بن عبیداللہ

219- یحییٰ بن عمرو

220- یحییٰ بن عبداللہ

221- یزید بن صہیب

222- یزید بن عبدالرحمٰن

223- یزید بن عبدالرحمٰن عن انس

224- یزید بن ابی زیاد

225- یونس بن عبداللہ

226- یونس بن زہران

227- یعلی بن عطاء

228- یاسین بن معاذ

من يعرف بالكنية

229- ابوبکر بن عبداللہ بن الجہم

230- ابو السوار

231- ابو غسان عن الحسن البصری ابو عبداللہ

232- ابو عمر عن سعید بن جبیر ابو خلد

233- ابوبکر عن الزہری

234- ابو محمد

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذۃ

اہل مکہ

1- عمرو بن دینار
2- عبدالعزیز بن ابی رولو
3- عبدالمجید بن عبدالعزیز
4- سفیان بن عیینہ الکوفی
5- عبداللہ بن رجاء
6- عبداللہ بن ولید
7- سعید بن سالم
8- سلیمان ابن نافع الخشاب
9- فضیل بن عیاض
10- الحارث بن عمیر
11- ابراہیم بن عکرمہ
12- عبداللہ بن یزید المقری
13- یحیٰ بن سلیمان
14- خلاد بن یحیٰ
15- یسع بن طلحہ
16- حنظلہ بن سفیان
17- داؤد عبدالرحمٰن
18- حمزہ بن الحارث بن عمر
19- خالد بن یزید العمری
20- ابو سعید الطائفی

21- عمر بن قیس المکی
22- عبداللہ بن میمون
23- یحییٰ ابن ابی عمرو

اہل مدینہ

24- جعفر بن محمد الصادق
25- ربیعہ ابن ابی عبدالرحمٰن
26- مالک بن انس
27- محمد بن اسحاق بن بشاور
28- عبید اللہ بن عمر العمری
29- عبدالعزیز بن ابی حازم
30- عبدالعزیز بن محمد
31- محمد بن اسماعیل بن ابی فریک
32- ابراہیم بن سعد
33- الحسن بن علی الھاشمی
34- محمد بن زید علی بن الحسین
35- محمد بن علی بن الحسین بن علی
36- محمد بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ
37- اسماعیل بن یحییٰ
38- عبداللہ القرشی
39- محمد بن عبدالرحمٰن المخزومی

40- محمد بن عمرو
41- عبدالملک بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ

اہل کوفہ

42- سفیان ابن سعید بن مسروق
43- ابوہاشم المغیرہ بن مقسم
44- عمار بن زریق
45- حماد بن ابی سلیمان للاشعری
46- بلال بن مرداس
47- محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ
48- رقبہ بن مصرقہ
49- مسعر کدام
50- اسماعیل بن خالد
51- شریک بن عبداللہ
52- محمد بن ابی عبیداللہ بن ابی سلیمان
53- عبدالرحمٰن القشیری
54- نافع بن ابی نعیم القمری
55- حاتم بن حاتم بن اسماعیل کوفی
56- ابو اسحاق سلیمان بن فیروز
57- ابو عبدالرحمٰن عمرو بن ذر
58- عمرو بن محمد کوفی ابی عثمان المزنی

59- زکریا بن ابی زائدہ
60- عبدالملک بن ابی سلیمان
61- اللیث بن ابی سلیم
62- مطرف بن طریف
63- مالک بن مغول البجلی
64- اسماعیل بن عبدالملک بن ابی لصعیر
65- خلاد بن یزید
66- بسام بن عبداللہ الصیرفی
67- الاسد بن منصور بن المعتمر
68- ابراہیم بن الزبرقان
69- عاصم بن ابن النجود
70- حمزہ بن حبیب المقری
71- سلیم بن عیسیٰ المقری
72- اخوہ حفص بن عیسیٰ
73- حسن بن ابی عمارہ
74- یاسین بن معاذ الزیات
75- یعقوب بن ابی مسد خال بن عیینہ
76- یوسف بن میمون
77- ابوخزیمہ الصباغ
78- ابوبردہ التمیمی
79- مساور بن وردان

80- حسن بن صالح ابن حی الہمدانی

81- ہشیم بن عدی

82- ابوبکر بن عبداللہ

83- حفص بن حمزہ القرشی

84- سنان بن ہارون

85- لبان بن ثعلبہ القیسی

86- لبان بن عثمان البجلی

87- یحیٰ بن یعقوب

88- ابوطالب القاضی

88- محمد بن صبیح السماک

90- موسیٰ بن یزید الکندی

91- اسامیل بن حملو

92- عبدالرحمٰن بن عبدالملک

93- فرات بن تمام الاسدی

94- محمد بن خطاب السدوسی

95- محمد بن طلحہ بن منصرف

96- ایوب بن نعمان الانصاری

97- نعیم بن یحیٰ

98- عبیداللہ بن الولید الرصافی

99- محمد بن عمارہ

100- القعقاع بن شبرمہ الضبیی

101- ایوب بن عبداللہ
102- توبہ بن خلیل الخیاط
103- المفضل الکوفی
104- عمرو بن سلیمان العطار
105- حجر بن عبدالجبار
106- سعید بن سوید
107- زکریا بن العتیک
108- حبان بن سوید
109- حباب بن قسطاس
110- جعفر بن زیاد
111- ابان بن ارقم
112- احمد بن الفراط
113- محمد بن الربیع
114- محمد بن زیاد
115- محمد بن القاسم
116- المعلب بن زیاد
117- عبید بن سعید
118- المفضل بن صالح
119- ہشام بن مہران
120- ہشیم بن ہلال
121- المغیرہ بن احمد

122- فضل بن موثق

123- یعلی بن الحارث

124- عبداللہ بن سید

125- معاویہ بن عمار

126- المرزبان بن مسروق

127- سواد بن مصعب

128- المغیرہ بن حمزہ

129- محمد بن سوید الطائی

130- محمد بن سوید الکلبی

131- مسلمہ بن جعفر

132- ابوحماد

133- بدیل بن ورقہ

134- الفضیل بن زبیر

135- عمارہ بن محمد

136- ابراہیم بن محمد

137- الولید بن القاسم

138- اسحاق بن عبداللہ

139- سید بن سیرۃ

140- سعید بن الحمیس

141- مالک بن سعید

142- محبوب ابو الفرات

143- یزید بن حزن

144- ابراہیم بن سماعہ

145- اسماعیل بن شعیب

146- ایوب بن شعیب

147- عبد بن العحلج

148- بکر بن خنیس

149- عبدالقدوس بن بکر

150- ابراہیم بن بکر

151- ابو جعفر بن محمد

152- ربیع بن عاصم

153- دکین بن الربیع

154- محمد بن عبداللہ

155- زافر بن سلیمان

156- محمد بن الحجاج

157- عبدالرحمن بن صبیع

158- اسحاق بن مالک

159- یسار بن بشیر

160- احمد بن صباح

161- محمد بن سالم

162- عبدالرحمان بن مالک

163- کامل بن العلاء

164- مالک بن ابان

165- عیسیٰ بن لقمان

166- عبدالکریم بن عبداللہ

167- شیبہ بن غفار

168- طلحہ بن سنان

169- مصرف

170- محمد بن بشر

171- محمد اسماعیل

172- علی بن عابس

173- محمد بن حجر

174- خلف بن ایوب

175- محمد بن لزافر

176- محمد بن زائدہ

177- ہشام بن محمد

178- ابان بن صالح

179- طریف بن ناصح

180- صباح بن العلاء

181- سعید بن فراش

182- سیف بن عمرو

183- سیف بن عمیرہ

184- سیف بن محمد

185- سیف بن حارث

186- سیف بن اسلم

187- عمار بن سیف

188- عوف بن مبارک

189- عورک اسعدی

190- اغسان بن غیلان

191- غیاث بن ابراہیم

192- منصور بن عبداللہ

193- مصعب بن وردان

194- مخلد بن سعید

195- قیس بن ربیع

196- ظہیر بن معاویہ

197- ابو خیثمہ

198- حکیم بن ظہیر

199- عبداللہ بن ادریس

200- محمد بن محمد

201- اسرائیل بن یونس

202- عیسیٰ بن یونس

203- مسیب بن شریک

204- ابو سعید التمیمی

205- محمد بن عباس

206- عبدالرحمان بن سلیمان

207- عبداللہ بن حرب

208- ابو شہاب

209- عبدویہ بن نافع

210- یحییٰ بن یمان

211- جریر بن عبدالحمید

212- عبداللہ بن نمیر

213- ابو ہشام سلیمان الیزید

214- علی بن عبداللہ

215- ابو داؤد النخعی

216- ابو خالد الاحمری

217- علی بن ہشام البرید

218- علی بن عزاب

219- عبدالرحمان بن محمد

220- معضب بن سلام

221- عمرو بن محمد العبقری

222- عابد بن حبیب

223- عبداللہ بن وھب

224- اسباط بن محمد

225- ابو الاحوص سلام بن سلیم

226- جریح بن معاویہ

227- محمد بن الهيثم
228- جعفر بن عون
229- مسعر بن عبدالملک
230- ابو زید الھمدانی
231- عبدہ بن سلیمان
232- عبیدہ بن حمید الحذاء
233- منصور بن ابی الاسود
234- ابو معاویہ الضریر الکوفی
235- اللیث بن عبدالرحمٰن
236- شاکر الھمدانی
237- عبید اللہ بن موسیٰ
238- جابر بن نوح
239- یحیٰی ابن عبدالملک
240- ابو مغیرہ اسماعیل
241- ہدیم ابن سفیان
242- ہشام بن کلیب
243- خلف بن الخلیفہ
244- زیاد بن عبداللہ
245- عبداللہ بن علی
246- مہران بن طلاب
247- ابو رویم الشیبانی

248- داؤد بن عبلة الحارثی

249- مبارک بن سعد

250- نوح بن دراج

251- عمرو بن جمیع

252- عشیر بن قاسم

253- ابو زید بن علی

254- سعید بن خیثم

255- ابو زید العشی

256- خالد بن عامر

257- جعفر بن محمد

258- زید بن حباب

259- احمد بن بشیر القرشی

260- الحسن بن الحسین

261- عمرو بن مجمع الکندی

262- علی بن طبیان

263- ابو احمد الزبیری

264- محمد بن عبداللہ

265- ابو داؤد عمرو بن سعد الحفری

266- مصعب بن مقدام

267- یوسف بن بکر

268- حماد بن خالد

269. عبدالعزیز بن ابان

270- حماد بن شعیب

271- عصمہ بن عبداللہ

272- سالم الاسدی

273- عمرو بن شبیب

274- بر بن سلیم

275- مسیب البجلی

276- محمد بن یعلی

277- فضل بن دکین

278- سعد بن ابی الجہم

279- صلت بن الحجاج

280- سعید بن مسروق

281- علی بن یزید

282- عون ابن جعفر

283- ابراہیم بن محمد

284- عبدالحمید بن عبدالرحمان

285- محمد بن ربیعہ

286- معاویہ بن عبداللہ

287- ابو قیس الصائدی

288- منصور ابن حازم

289- محمد بن عبید اللہ

290- عمرو بن عبید

291- یعلی ابن عبید

292- محمد بن میمون

293- اسماعیل بن یوسف

294- محمد بن بشر

295- زیاد بن حسن

296- ابو الحسن بن الاسود

297- علاء بن المنہال

298- محاضر ابن المورع

299- ابن محاضر

300- ابن عبدالرحمٰن بن اسحاق

301- عبدالملک بن عبدالرحمٰن

302- جنادہ بن سلیم

303- قاسم بن مالک

304- قاسم بن یزید

305- عثمان بن دینار

306- عثمان بن ابراہیم

307- حمیر بن مخارق

308- ابو جناد خاقان

309- محمد بن اسماعیل

310- الحارث بن عبدالرحمٰن

311- محمد بن الطفیل

312- محمد بن مسروق

313- محمد الانماطی

314- اسماعیل بن ابان

315- اسماعیل بن یحییٰ

316- عمار بن عبدالملک

317- کثیر بن محمد

318- المعانی بن المختار

319- حمید بن عبدالرحمٰن

320- عبداللہ بن میمون

321- عبداللہ ابن بکیر

322- محمد بن صلت

323- علی بن نادم

324- جندل بن واثق

325- معاویہ بن ہشام

326- الولید بن یزید

327- مالک بن فدیک

328- طلق بن غنام

329- محمد بن مروان

330- بشر بن یزید

331- ایوب بن ہانی

332- اسد بن سعید

333- محمد بن واصل

334- واصل بن عبدالاعلیا

335- قبیصہ بن عقبہ

336- یحیٰ بن آدم

337- بشار بن ذراع

338- اسماعیل بن مسلم زیادہ السلولی

339- ابراہیم بن نعیم

340- محمد بن حسان

341- ابو الصباح البصری

342- محمد بن زیاد

343- محمد بن ابی الحاکم

344- محمد بن مختار

345- عمر بن حماد

346- عبید بن اسحاق

347- خلف بن یاسین

348- ابراہیم بن میمون

349- احمد ابن اسد

350- عبدالوہاب الیشکری

351- محمد بن عبدالوہاب

352- عبداللہ بن عبداللہ

353- عبید اللہ بن زبیر
354- ابو عبدالرحمٰن الحارثی
355- عون بن علاء
356- عثمان بن عبداللہ
357- مالک بن اسماعیل
358- ابو غسان النہدی
359- زیاد بن حسن
360- زکریا بن عدی
361- واصل بن ربیع
362- علی بن حمزہ
363- معاذ بن مسلم
364- یزید بن مہران
365- علی بن حمزہ
366- معاذ بن مسلم
367- یزید بن مہران
368- الولید بن ابان
369- حکیم بن قیس
370- تلید بن سلیمان
371- زکریا بن یحییٰ
372- زید بن حسن
373- سعید بن عمرو

374- محمد بن ابی شیبہ

375- عبداللہ بن صالح

376- ابو المنذر

377- سعید بن خیثم

378- اسماعیل بن خالد

379- اسماعیل بن نصیر

380- عمار بن حبیب الولید

381- وللابیض ابنا عروہ

382- ثعلبہ الکوفی

383- اسیر ابو سوید

اہل بصری

384- قتادہ بن دعامہ

385- سلیمان بن طرفان

386- ابان بن ابی عیاش

387- جریر بن ابی حازم

388- حماد بن سلمہ

389- حماد بن زید

390- عثمان بن المقسم

391- ورقاء بن عمرو

392- سلام ابن ابی مطیع

393- نصر بن طریف
394- معتمر بن سلیمان
395- عبدالواحد بن زیاد
396- ابو عبداللہ الصفار
397- بحر بن کنیز
398- سالم ابن نوح
399- سعید بن ابی عروبہ
400- حارث بن نبہان
401- وھب بن خالد
402- بشر بن الفضل
403- یزید بن زریع
404- قزعہ بن سوید
405- عمرو بن ہیثم مسعدہ
406- ابو عبداللہ بن داؤد
407- حماد بن مسعدہ
408- محمد بن مبادر
409- عباد بن عباد
410- عمرو بن حبیب
411- ضحاک بن مخلد
412- عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ
413- عبدالرحمن بن مہدی

414- روح بن عبادہ

415- سلام بن منذر

416- عبدالوارث بن سعید

417- عبادہ بن صہیب

418- داؤد بن الزبرقان

419- ھوذہ بن خلیفہ

420- حماد بن عیسیٰ

421- سوار بن عبداللہ

422- معمر بن خاقان

423- سہیل بصری

424- ابو عمرو بن العلاء

425- سعید بن عامر

426- محمد بن ابی عدی

427- فضیل بن سلیمان

428- یحییٰ بن کثیر

429- وھب بن جریر

430- جریر بن حازم

431- عدی ابن الفضیل

432- مزاحم بن عوام

433- جعفر بن سلیمان

434- عمرو بن علی

435- معاذ بن معاذ

436- عمرو بن عبید

437- عبداللہ بن بکر

438- عباد بن کثیر

439- زاہد بن سعد

440- عبداللہ بن محمد

441- ابو عمر الفریر

442- حماد بن یحییٰ

اہل واسط

443- شعبہ بن الحجاج

444- ابو عوانہ الوضاح

445- عبدالعزیز بن مسلم

446- عبداللہ بن یزید

447- یحییٰ بن عبسۃ

448- ہاشم بن قاسم

449- عاصم بن مروان

450- علی بن عاصم

451- ہیثم بن بشیر

452- خالد بن عبداللہ

453- عباد بن العوام

454- محمد بن حسن

455- معتمر بن بکر

456- سلمہ بن صالح

457- صالح بن عمرو

458- علی بن عاصم

459- محمد بن یزید

460- اسحاق بن یزید

461- اسحاق بن یوسف

462- یزید بن ہارون

463- حکم بن منصور

464- حارث بن منصور

465- اسماعیل بن منذر و ابو شیخ

466- سلیمان بن ابی شیخ

467- داؤد بن راشد

468- اسماعیل الواسطی

469- شعیب بن حرب

470- سلام بن مسلم

471- شبابہ بن سوار

اہل موصل

472- ہارون بن عمرو

473- عبدالرحمٰن بن حسن
474- عمرو بن ایوب
475- عفیف بن سالم
476- معافی بن عمران
477- شعیب ابن سحاق
478- اسماعیل بن عیاش

اہل جریدۃ

479- عبدالکریم ابوامیہ
480- مروان بن سالم
481- مروان بن شجاع
482- ظریف بن عیسیٰ

اہل رقہ

483- عثمان بن سابق
484- عبیداللہ بن عمرو
485- طلحہ بن زید
486- کثیر بن ہشام
487- فیاض بن محمد
488- سعید بن مسلمہ

اہل نصیبین

489- حملو بن عمرو

490- یوسف بن اسباط

491- ابراہیم بن محمد

اہل دمشق

492- احوص بن حکیم

493- سعد بن عبدالعزیز

494- سوید بن عبدالعزیز

495- سعد بن یحییٰ

496- شعیب بن اسحاق

497- ولید بن مسلم

498- محمد بن زبید

499- الود بن عبداللہ

500- سلیمان بن ابی کریمہ

501- قاسم بن غصن

اہل رملہ

502- یحییٰ ابن عیسیٰ

503- ایوب بن سوید

504- علاء بن ہارون

505- ضمرہ ابن ربعیہ

506- مخلد بن حسین

507-روادبن جراح

508-محمد بن خالد

509- فرج بن فضالہ

510- شعبہ بن ولید

511- حکم بن ہشام

512- ابوالفضل شامی

513- محمد اشعث

اہل مصر

514- یحیٰی بن ایوب

515- لیث بن سعد

516- ابوعبداللہ مصری

اہل یمن

517- معمربن راشد

518- عبدالرزاق بن ہمام

519- قرہ بن موسیٰ

520- حفص بن میسرہ

521- مطرف بن مازن

522- ہشام بن یوسف

523- محمد بن انس

524- رباح بن زید

525- یوسف بن یعقوب

526- اسل بن عبدالکریم

527- عباس بن سالم

اہل یمامہ

528- محمد بن جابر

529- ایوب بن جابر

530- ہوزہ بن خلیفہ

اہل بحرین

531- عیسیٰ بن موسیٰ

اہل بغداد

532- خلیفہ منصور

533- مستعمل بن ملحان

534- حماد بن ولید

535- یحییٰ بن سعید

536- عبداللہ بن مغیرہ

537- محمد بن سابق
538- ابراہیم البغدادی
539- عبداللہ ابن سلیمان
540- طلحہ بن ایاس
541- سفیان بن زیاد
542- ابی مالک مہاجر بغدادی
543- ابواسرئیل

اہل اہواز

544- محمد بن زبرقان
545- زبرقان الاہوازی
546- سعید بن ہمام
547- عبداللہ بن بزیع
548- سلیمان بن یزید
549- عصمہ بن جراح

اہل کرمان

550- حسان بن ابراہیم
551- عطاء بن جبلہ
552- یحییٰ بن بکیر

562- مہران بن ابی عمیرہ

563- عیسیٰ بن خلد

564- ابو معاذ الرازی

565- الازرق الحنظلی

566- ابو زبیر

567- عبدالرحمن بن دوسی

568- اسحاق بن سلیمان

569- ابراہیم بن المختار

570- حطام بن سلیم

571- یحیٰی بن الرازی

572- عثمان ابن زائدہ

573- حارث بن مسلم

574- صباح بن محارب

575- هارون بن مغیرہ

576- اشعث بن اسحاق

577- ابواسماعیل خوارزمی

اہل قومس اور دامغان

578- بکیر بن معروف

579- محمد بن بکیر

اہل اصبہان

553- نعمان بن عبد السلام
554- عصام الصبہانی

اہل حلوان

555- الولید الحلوانی

اہل استرباد

556- عمار بن نوح

اہل ہمدان

557- اصرم بن حوشب
558- قاسم بن حکم

اہل نہاوند

559- عبد العزیز نہاوندی

اہل الری

560- عیسٰی بن ماہان
561- علاء بن حصین

اہل طبرستان

580- حکیم بن زبید قاضی آمل

اہل جرجان

581- عبدالکریم بن محمد

582- امام اہل جرجان

583- خلد بن صبیح

584- عمران بن عبداللہ

585- ابوطیبہ جرجانی

586- وابنہ احمد

587- عنبسہ بن الازھر

588- ورزین جرجانی

589- بکیر بن حفص

590- سعد بن سعید

591- عثمان بن سفیان

592- ابو حطاب جرجانی

اہل نیشاپور

593- سفیان بن قیراط ○ بشیر بن الازہر

اہل سرخس

594- خارجہ بن مصعب امام اہل سرخس
595- عمارہ قاضی سرخس

اہل نساء

596- ابو سفیان النسائی
597- فضالہ النسائی
598- عامر بن فرات

اہل مرو

599- ابراہیم صائغ
600- اسماعیل بن ابراہیم صائغ
601- حسن بن واقد
602- النظر بن محمد
603- فضل بن عطیہ
604- محمد بن فضل
605- ابو غانم یونس
606- نوح ابی مریم
607- محمد بن میمون
608- توبہ بن سعد
609- فضل بن موسیٰ
610- نصر بن باب

611- محمد بن شجاع

612- سہل بن مزاحم

613- محمد بن مزاحم

614- یحییٰ بن نصر

615- نعیم بن عمرو

616- حکم بن میسرہ

617- نضر بن شمیل

618- حسین بن رشید

619- فیروز بن کعب

620- عبیداللہ بن عبدالرحمٰن

621- ابو الحارث بن ابراہیم

622- فضل بن سوید

623- خالد بن صبیح

624- نضر بن شمیل

625- منصور بن عبدالحمید

626- ابومجاہد العابد

627- عبدالعزیز

628- ابو رزمہ

629- اکثم بن اکثم

630- عیسیٰ بن عثمان

631- محمد بن المختار

632- ابو المتوکل

633- ابو حسان

634- عمرو بن داؤد

635- ابو حفص الکندی

636- ابو یسر مولٰی ابی جعفر

637- ابو عبداللہ قرشی

638- ازھر بن کیسان

اہل بخارہ

639- شریک بن عبداللہ

640- محمد بن قاسم بخاری (یہ امام صاحب کی صحبت میں چالیس سال رہے)

641- محمد بن فضل

642- محمد بن سلام

643- عیسیٰ غنجار

644- ابو خزیمہ

645- حازم بن عبداللہ

646- جنید بن حسان

647- حسن بصری

648- ابن سیرین

649- اسحاق بن مجاہد

650- حازم بن اسحاق

651- ابو عبداللہ اسحاق بن بشر

652- عثمان بن حمید

653- عیسیٰ بن موسیٰ

654- حسن بن عثمان

655- محمد بن جنید

656- مسیب بن اسحاق

657- حسن بن صالح

658- سعید بن ایوب

659- یحییٰ بن معین

660- محمد جعفر

661- سعد بن حفص

662- عبدالرحمٰن بن ہشام

663- نضر بن حسین

664- محمد بن قتیبہ

665- شداد بن سعد

666- سہل بن عاصم

667- محمد بن مہلب

668- حفص بن داؤد

669- معروف بن منصور

670- اسحاق بن حمزہ

671- اسحاق بن نصر

672- مہلب بن عاصم
673- ولید بن اسماعیل

اہل سمرقند

674- حفص بن سہیل
675- نصر بن ابی عبد الملک
676- شریک بن ابی مقاتل
677- معروف بن حسان
678- اسحاق بن ابراہیم
679- یونس بن صبیح

اہل کیش

680- راہب بن کشی

اہل صغانیان

681- ابو سعید محمد بن المنتشر

اہل ترمذ

682- عبد العزیز بن خالد
683- زیاد ترمذی
684- اسرائیل بن زیاد

اہل بلخ

685- مقاتل بن حیان

686- المتوکل بن عمران

687- المتوکل بن شداد

688- ابو محمد حسن بن محمد

689- عمر بن ہارون

690- سالم بن سالم

691- حکم بن عبداللہ

692- خالد بن سلیمان

693- حسن بن سلیمان

694- عمرو بن دیلاج ○ عصام بن یوسف

695- شقیق بن ابراہیم

696- مقاتل بن فضل

697- علی بن محمد

698- علی بن ابراہیم یونس

699- سعدان بن سعد

اہل ہرات

700- بیلاج بن بسطام

701- کنانہ بن جبلہ

702- عبداللہ ابن واقد
703- معمر بن حسین
704- مالک بن سلیمان

اہل قہستان

705- عفین الجراح قہستانی

اہل سجستان

706- عبداللہ سجزی
707- لیاس بن عبداللہ

اہل رم

708- ابو معروف بجستانی قاضی الرم

اہل خوارزم

709- ابو علی خوارزمی
710- مغیرہ بن موسیٰ
711- ابراہیم بن عبدالرحمٰن
712- اسید خوارزمی
713- داؤد بن اسید
714- ابو علی

715- قاضی خوارزم

716- عبید اللہ خوارزمی

717- عبداللہ بن یوسف

718- ابو اللیث

ومن عرف اسمه ولم تعرف بلده

وہ شاگرد جنکے نام معلوم ہیں علاقے معلوم نہیں

719- محمد بن یزید

720- سالم بن محمد

721- ابو خزیمہ

722- اسماعیل بن ابی زیاد

723- عمرو بن شعیب

724- ابوالحسن باھلی

725- اسحاق بن ابی الجعد

726- عیسیٰ بن ایوب

727- عمرو بن عیسیٰ

728- حسن بن یوسف

729- ابو الحارث

730- حسن بن شراحیل

731- لیث بن نصر

732- یوسف بن زرین

733- سلمہ بن سنان

734- عاصم بن مرزوق

735- اسماعیل

736- محمد بن سعید

737- اسحاق بن ابراہیم

738- یحیٰ بن طہمان

739- محمد بن زیاد

740- محمد بن سلیمان

741- علی بن سلیمان

742- حامد بن اسحاق

743- منصور حکم

744- ابو خزیمہ

745- عبدالوہاب بن ابراہیم

746- یحیٰ بن خالد

747- محاربی بن بجلی

748- ابو عمرو زبیری ابن مغیرہ

749- سعید بن یحیٰ

750- حسن بن مسیب

751- ابو حفص

752- ابو اسحاق ازہری

753- ابو بکر بن ابی عون

754- حکم بن ہشام

755- ابو بحر معتصمی

756- ابو الولید

757- علی بن علی

758- اسحاق بن دینار

759- حجر بن یزید

760- محمد بن عباد

761- ابو ابراہیم الکشی

762- شعیب بن عبدالعزیز

763- صفیہ امراۃ حفص

شانِ ابی حنیفہ

ترجمہ

تبییض الصحیفہ

تالیف

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی

مترجم

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

ناشر
مکتبہ مکیہ ۲۲ علامہ اقبال روڈ مکی مسجد لاہور فون۔ 6374594

نام کتاب — تبییض الصحیفہ

مؤلف — علامہ جلال الدین سیوطی

مترجم — حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

حضرت عبد الغنی طارق صاحب

کمپوزنگ — ریاض احمد ناز ۔ طارق کمپیوٹرز رحیم یار خان

تعداد — ۱۱۰۰

ناشر — مکتبہ مکیہ، مکی مسجد ۲۲ علامہ اقبال روڈ۔ لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

دار الاشاعت کراچی نمبرا

تالیفات اشرفیہ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ سادات المتقین و حملۃ الدین المنین ومن تبعھم باحسان المحدثین والفقہاء المجتھدین

اما بعد .... جوں جوں زمانہ خیر القرون سے دور ہوتا جارہا ہے دن بدن نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں کہیں انکار خدا کا فتنہ ہے اور کہیں انکار نبوت اور کہیں انکار ختم نبوت کا فتنہ ہے اور کہیں انکار صحابہ کرامؓ کا فتنہ ہے اور کہیں انکار فقہاء کا کہیں انکار حدیث کا اور کہیں انکار فقہ کا۔ بہرکیف علماء حق نے ہر زمانہ میں ہر فتنے کا مقابلہ کیا اور اس کو دندان شکن جواب دیئے۔

زمانہ قدیم سے کچھ لوگ امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ پر زبان درازیاں کرتے آرہے ہیں اور علماء حق ان کا رد کرتے آرہے ہیں۔ احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے علماء کرام نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے وکالت فرمائی ہے۔ کہیں اس میدان میں آپ کو علامہ ابن عبدالبر مالکی نظر آئیں گے اور کہیں علامہ سیوطیؒ شافعیؒ اور کہیں علامہ ذہبیؒ حنبلی اور کہیں علامہ ابن حجر مکیؒ، اور کہیں حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری حنفیؒ، اور کہیں محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر حنفی مدظلہ اس میدان میں کلام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کہیں باطل کو انہی کے غلیظ اقوال و افعال کی تہہ میں دبانے والے مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر مدظلہ ہیں۔ سب حضرات نے حتی الوسعت کوشش فرمائی ہے لیکن اکثر متقدمین کی کتابیں عربی زبان

میں تھیں جس سے ہر عام و خاص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اس لئے بندہ نے الخیرات الحسان فی مناقب ابی النعمان کا ترجمہ کرکے شائع کروا دیا تاکہ ہر شخص فائدہ اٹھا سکے۔

زیر نظر کتاب علامہ سیوطیؒ کی تصنیف تبییض الصحیفه بمناقب الامام ابی حنیفةؒ ہے جس کا اردو ترجمہ بندہ نے اپنے برادر محترم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ کے تعاون سے مکمل کیا تاکہ عوام بھی فائدہ اٹھاسکے۔ اصل تو یہ کتاب علامہ سیوطیؒ کی کتاب کا ترجمہ ہی ہے لیکن بعض مقامات پر بعض ضروری اضافے کئے گئے ہیں جن میں سے اکثر باتیں میں نے استاد محترم حضرت مولانا مفتی م عاشق الٰہی بلند شہری ثم مدنی مدظلہ کی جو تعلیق تبییض الصحیفه پر ہے اس سے استفادہ کیا ہے پھر بھی اہل علم سے گزارش ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے مطلع فرماویں۔ انشاء اللہ ہم شکریہ کے ساتھ تصحیح کردیں گے اور احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

بندہ۔ عبدالغنی طارق

استاذ جامعة قادریہ رحیم یار خان
فاضل جامعہ اشرفیہ و وفاق المدارس پاکستان
ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امام ابو حنیفہؒ کا نسب نامہ علامہ سیوطیؒ نے امام صاحبؒ کا نسب نامہ ان کے پوتے اسماعیل بن حماد سے بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان تھا۔ یہ فارسی النسل تھے اور آزاد تھے۔ ان کے پوتے فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی واقع نہیں ہوئی۔ امام صاحب 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔

امام صاحبؒ کے والد ثابت کو بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول ہوئی ہوگی۔

حضرت ثابت کے والد نعمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نیروز کے دن فالودہ پیش کیا (یہ ایک قوم کی عید کا دن ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری روزانہ عید ہوتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں حضورؐ کی خوشخبری

آئمہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بھی تذکرہ کیا ہے جس میں امام مالک کی بشارت ہے کہ آپؐ نے فرمایا عنقریب لوگ حصول علم کے لئے اونٹ دوڑائیں گے مگر مدینہ کے عالم سے بڑا نہ پائیں گے۔
اور وہ حدیث بھی نقل کی ہے جس میں امام شافعی کی بشارت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کو گالیاں نہ دو کیونکہ ان میں ایک ایسا عالم ہوگا جو روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس حدیث میں جس کو ابو نعیمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے امام ابو حنیفہؒ کی بشارت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر علم ثریا ستارے پر پہنچ جائے تو اہل فارس کے کچھ لوگ وہاں سے بھی اتار لائیں گے۔

اس حدیث کو محدث شیرازی نے القاب میں حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ سے نقل کیا ہے لوكان العلم معلقا بالثريا لتناوله قوم من ابناء فارس اور حدیث ابو ہریرہؓ اصل میں تو بخاری مسلم میں ہے' بخاری کے الفاظ اس طرح ہیں۔ لوكان الايمان عند الثريا لتناوله رجال من فارس اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں لوكان الايمان عندالثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتى يتناوله
(ترجمہ) مسلم کی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ جائے تو اہل فارس کا ایک شخص وہاں سے بھی اتار لائے گا۔ اور یہ حدیث طبرانی کبیر میں قیس بن سعدؓ سے ان الفاظ سے منقول ہے لوكان الايمان معلقا بالثريا لا تناله

العرب لناله رجال فارس

(ترجمہ) اگر ایمان ثریا ستارے پر لٹک جائے تو اس کو عرب نہیں اتار سکتے بلکہ اہل فارس کے کچھ لوگ اتار لائیں گے۔

اور طبرانی کی ایک روایت حضرت ابن مسعودؓ سے ان الفاظ سے مروی ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا لوكان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء فارس (ان سب احادیث کا مفہوم ایک ہی ہے صرف الفاظ میں فرق ہے)

یہ حدیث اصل اور صحیح ہے جس پر اعتماد کیا گیا ہے کہ اس میں امام ابوحنیفہؒ کی بشارت ہے جیسا کہ پہلی روایتوں میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی بشارت تھی اس کے علاوہ باقی موضوع روایات سے امام صاحبؒ کی بشارت پر استدلال کرنے کی ضرورت نہیں۔ (کیونکہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابوحنیفہؒ ہی ہیں کیونکہ کہ زمانہ میں اہل فارس میں ان سے بڑا علم والا کوئی نہیں ہوا اور نہ ان کے شاگردوں کے علم کے برابر کوئی ہوا ہے۔ اور فارس سے مراد کوئی خاص شہر نہیں بلکہ مطلق عجم مراد ہیں جیسا کہ استاذ مکرم حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہ نے تعلیق میں تصریح فرمائی ہے۔)

امام ابوحنیفہؒ نے کن کن صحابہؓ سے ملاقات کی

امام ابو معشر عبد الکریم بن عبدالصمد طبری شافعیؒ نے ایک کتاب اس موضوع پر لکھی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے کن کن صحابہ سے روایت بیان کی ہیں اور کتنے صحابہ سے ملاقات کی۔ فرماتے ہیں کہ وہ سات ہیں"

1۔ حضرت انس بن مالکؓ 3

2۔ عبداللہ بن جزء الزبیدیؓ 1

3۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ 1

4۔ حضرت معقل بن یسارؓ

5۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ

6۔ حضرت عائشہ بنت عجردؓ 1

7۔ ایک بات قابل اشکال یہ ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے سات صحابہ کرام سے ملاقات کا ارشاد فرما کر صرف چھ کا نام ذکر فرمایا شاید کہ ساتواں نام کاتب سے رہ گیا ہو اور وہ حضرت واثلہؓ کے بعد حضرت عبداللہ بن انیسؓ ہیں جیسا کہ روایات کی تفصیل سے معلوم ہو رہا ہے مزید تفصیل کے لئے استاد مکرم محدث اعظم حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب مدظلہ بلند شہری کی تبییض الصحیفہ پر تعلیق ملاحظہ فرمائیں۔

(بعض لوگوں نے چھ صحابہ کی ملاقات کو ان اشعار میں بیان فرمایا ہے

1۔ لقی الامام ابوحنیفة ستة ○ من صحب طه المصطفى المختار

2۔ انسا و عبدالله نجل انیسهم ○ وسمیه ابن الحارث الكرار

3۔ وزاد ابن ابی اوفی وابن واثله الرضی ○ واضمم الیهم معقل بن یسار

پھر حضرت انسؓ سے امام ابوحنیفہؒ نے تین احادیث روایت کی ہیں اور حضرت ابن جزءؓ

ے ایک حدیث اور حضرت واثلہؓ سے دو حدیثیں اور حضرت جابرؓ سے ایک حدیث اور
عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث حضرت عائشہ بنت عجردؓ سے ایک حدیث اور اسی
طرح حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے ایک حدیث باقی سب روایات اس طریق کے علاوہ
دوسرے طریق سے مروی ہیں لیکن حمزۃ السہمی فرماتے ہیں کہ میں نے امام دار قطنیؒ
سے سناوہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ کسی صحابی سے نہیں ملے مگر صرف حضرت انسؓ کو
دیکھا ہے لیکن ان سے کچھ سنا نہیں اور خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا
سماع حضرت انس سے ثابت نہیں ہے (انما ثبت سماع ...)
استاد محترم علامہ بلند شہری مدظلہ تعلیق میں فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ
کا سماع حضرت عائشہ بنت عجرد سے ثابت ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیرؒ نے اسد الغابہ ص
۵۸۶ میں اور حافظ ذہبیؒ نے تجرید اسماء الصحابہ میں ذکر کیا ہے اور علامہ ابن عبدالبرؒ نے
جامع بیان العلم میں عن ابی یوسف عن ابی حنیفہؒ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ
انہوں نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء سے حدیث من تفقه في دين الله الخ
روایت کی ہے۔
اسی طرح امام صاحبؒ کا سماع عبداللہ بن جزء ابن عماد سے بھی ثابت ہے جیسا کہ
شذرات الذہب میں ہے، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم نفی سماع کو قبول کریں جبکہ اس
کے ماہر جانتے ہیں اور غیر نہیں جانتے۔
فرماتے ہیں کہ اس بات کو شیخ ولی الدین عراقیؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ امام ابو حنیفہؒ
نے کسی صحابی کی زیارت کی ہے؟ کیا وہ تابعین میں شمار ہونگے یا نہیں۔
شیخ عراقیؒ نے جواب دیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی سے کوئی روایت روایت نہیں
کی لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے اب جو لوگ صرف صحابی کی
زیارت سے تابعیت کے قائل ہیں وہ تو امام ابو حنیفہؒ کو تابعی شمار کرتے ہیں اور جو

صرف زیارت سے تابعیت کے قائل نہیں وہ امام ابو حنیفہؒ کی تابعیت کے قائل نہیں۔
علامہ بلند شہری مدظلہ فرماتے ہیں کہ تابعیت صرف رویت صحابی سے ثابت ہوجاتی ہے جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ نے شرح نخبۃ الفکر میں اور امام نوویؒ نے تعریف تابعی میں ذکر فرمایا ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابی کی صحبت اختیار کی ہو یا ملاقات کی ہو اور یہی بات واضح ہے علامہ سیوطیؒ تدریب الراوی میں فرماتے ہیں کہ علامہ عراقی نے بھی یہی فرمایا کہ اکثر محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ فقط لقاء سے تابعیت ثابت ہوجاتی ہے۔
جبکہ مسلمؒ اور ابن حبانؒ نے امام اعمشؒ کو تابعین میں شمار کیا ہے حالانکہ انہوں نے بھی صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے سماع ثابت نہیں ہے اس طرح عبدالغنی اور یحییٰ بن ابی کثیرؒ کو بھی صرف حضرت انسؓ کی ملاقات کی وجہ سے تابعین میں شمار کیا ہے اور موسیٰ بن ابی عائشہ کو بھی صرف حضرت عمرو بن حریثؓ کی ملاقات کی وجہ سے تابعین میں شمار کیا ہے۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ترین تابعی ایک شخص ہے جس کو اویس قرنی کہا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت اویس قرنیؒ سوائے رویت صحابی کے کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور صرف صحابی کی زیارت میں بے شمار فضائل ہیں جیسا کہ مشہور حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبیٰ لمن رآنی وطوبیٰ لمن رای من رآنی، طوبیٰ لھم وحسن مآب
استاذ محترم مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر مدظلہ فرماتے ہیں کہ اگر تابعیت کے لئے روایت شرط ہو تو پھر صحابیت کے لئے بھی روایت شرط ہوگی پھر نامعلوم کتنے صحابہ کو صحابیت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اور پھر یہی سوال علامہ ابن حجر عسقلانیؒ سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا ہے

کیونکہ وہ کوفہ میں 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں صحابہ کرامؓ میں سے کوفہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ موجود تھے۔ کیونکہ وہ بالاتفاق بعد میں فوت ہوئے اور بصرہ میں حضرت انس بن مالکؓ موجود تھے۔ جو 90 ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔ اور ابن سعد ایک اچھی سند سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے، ان دو صحابہ کے علاوہ بھی مختلف شہروں میں اور صحابہ کرام موجود تھے۔ اور بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ کی جو روایات صحابہ کرام سے مروی ہیں ان کو جمع کیا ہے لیکن ان کی اسناد ضعف سے خالی نہیں۔ قابل اعتماد بات وہ ہی ہے کہ جو گزر چکی کہ امام صاحبؒ کو رویت صحابہ کرام حاصل ہے۔ جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے۔ بس امام صاحب اس اعتبار سے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ (علامہ زائد الکوثریؒ تنیب میں فرماتے ہیں جیسا کہ استاد مکرم علامہ بلند شہری مدظلہ نے تعلیق میں ذکر کیا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحبؒ کی حضرت انسؓ سے روایات نقل کی ہیں ان میں ابن سعد، دار قطنی، ابونعیم، ابن عبدالبر، الجوزی، فضل اللہ تورپشتی، نووی، یافعی، زین الدین عراقی، ولی الدین عراقی، ابن الوزیر، بدرالدین عینی، ابن حجر عسقلانی، شہاب عسقلانی، علامہ سیوطی، ابن حجر مکی وغیرہ ہیں) ان سب کے ہوتے ہوئے امام کی تابعیت کا انکار وہی کرسکتا ہے جو ان نصوص سے بے خبر ہو) اور یہ فضیلت امام ابوحنیفہؒ کے ہم عصروں کو حاصل نہیں جیسے شام میں امام اوزاعیؒ اور بصرہ میں حمادینؒ اور کوفہ میں سفیان ثوریؒ مدینہ میں امام مالکؒ، مکہ میں مسلم بن خالدؒ، مصر میں لیث بن سعدؒ وغیرہ۔ واللہ اعلم

یہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی آخری رائے ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی کلام اور دوسروں کی کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی مرویات کی اسناد میں ضعف ہے اور عدم صحت ہے لیکن یہ اسناد باطل نہیں ہیں۔ اب ان کو بیان کرنے کا معاملہ آسان ہوگیا کیونکہ ضعیف روایت کو روایت کرنا جائز ہے۔ اب ہم ان احادیث میں سے ہر ایک کو

علیحدہ علیحدہ بیان کرکے اس پر کلام کریں گے۔

امام ابوحنیفہؒ کی صحابہؓ کرام سے مرویات

۱۔ ابو معشر نے اپنی کتاب میں باسند روایت نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انسؓ سے یہ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (علامہ بلند شہری مدظلہ تعلیق میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابن ماجۃ میں بھی مرفوعا موجود ہے۔ مؤلف نے علامہ جمال الدین مزیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت تعدد طرق کی وجہ سے درجہ حسن کو پہنچتی ہے۔ پھر مؤلف خود فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ روایت درجہ صحیح کو پہنچتی ہے کیونکہ میں نے اس کی پچاس مختلف سندیں جمع کی ہیں۔ اور وہ احادیث جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اور ابوسعید خدریؓ سے اور ابن عباسؓ سے اور حسینؓ بن علیؓ سے مروی ہے۔ جیسا کہ مجمع الزوائد میں علامہ ہیثمیؒ اور ابن عبدالبرؒ نے جامع العلم میں دس اسناد سے بھی زیادہ سندوں سے نقل کی ہیں۔)

2۔ امام ابوحنیفہؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کے کام کی دلالت کرنے والا بھی مثل عمل کرنے والے کے ہے۔

3۔ امام ابوحنیفہؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کمزوروں کی مدد کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں احمد بن المغلس ضعیف ہے۔ پہلی حدیث کا متن مشہور ہے لیکن امام النووی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں یہ حدیث (سند کے اعتبار سے) ضعیف ہے۔ اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے اور حافظ جمال الدین مزیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مختلف سندوں کی وجہ سے درجہ حسن کو پہنچتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ صحیح کو پہنچتی ہے کیونکہ اس کی پچاس سندیں میں نے جمع کی ہیں۔

اور دوسری حدیث صحیح ہے وہ کئی صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور اس کی اصل حضرت ابن مسعودؓ سے مسلم شریف میں ان الفاظ سے منقول ہے۔ (من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله)

اور تیسری حدیث اس کا متن صحیح ہے وہ کئی صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب المختارہ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

4۔ ابو معشرؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی روایت حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شک والی چیز کو چھوڑ دے اس کے بدلہ میں جس میں شک نہ ہو اور ایک دوسری روایت امام صاحبؒ کی اسی صحابیؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کے عیب ظاہر نہ کر ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء دے دے اور تجھے اس مصیبت میں مبتلا کردے۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ 1۔ پہلی حدیث کا متن صحیح ہے اور کئی صحابہ سے مروی ہے امام ترمذی اور حاکم و ابن حبان اور ضیاء مقدسی نے اس کو صحیح کہا ہے 2۔ اور دوسری حدیث امام ترمذی نے حضرت واثلہؓ سے ہی دوسری سند سے بیان کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ اور حدیث ابن عباس اس کی مؤید ہے۔

5۔ ابو معشرؒ باسند بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں 80 ہجری میں پیدا ہوا اور حضرت عبداللہ بن انیسؓ کوفہ میں 94 ہجری میں تشریف لائے میں نے ان کی زیارت بھی کی اور ان سے روایات بھی سنی اس وقت میں چودہ برس کا تھا۔ اور وہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے لیکن مشکل یہ پیش آئی۔ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن انیسؓ 54 ہجری میں امام صاحبؒ کی ولادت سے قبل فوت ہوگئے تھے۔

(جواب) فرمایا میں یہ جواب دیتا ہوں کہ اس نام کے پانچ صحابہ کرامؓ تھے جن سے امام صاحبؒ نے روایت کی ہے شاید کہ وہ دوسرے ہوں جو ان مشہور کے علاوہ ہیں۔

6۔ ابو معشرؒ امام صاحبؒ کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپؐ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی خواہ وہ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے بلکہ متواتر ہے۔ ایک روایت سعد السمان نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ حضرت عائشہؓ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر زمین پر ٹڈی ہے نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے اس کو ابو داؤدؒ نے بھی نقل کیا ہے اور ضیاء مقدسیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ (محدث مدینہ استاذ مکرم حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہ بلند شہری فرماتے ہیں کہ مصنف سے بعض روایات کو نقل ہی نہیں کیا۔ جن میں ایک امام صاحبؒ کی حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے مروی ہے اور ایک روایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے اور ایک روایت حضرت معقل بن یسارؓ سے مروی ہے (یہ روایات امام صاحبؒ کی وہ ہیں جو صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ لیکن امام صاحبؒ کی مطلق روایات بے شمار ہیں۔ جامع المسانید' مسند امام اعظم' کتاب الآثار للامام محمد کتاب الآثار لقاضی ابی یوسف کے علاوہ کتب حدیث میں پھیلی ہوئی ہیں قریب میں میرے برادر محترم مولانا فخرالدین صاحب مدظلہ سے اس پر ایک مقالہ مرتب کیا ہے جس میں نے انہوں نے تقریباً دو صد احادیث امام صاحبؒ کی سند سے جمع فرمائی ہیں۔ (مترجم)

امام ابو حنیفہؒ کے استاد کرام

(علامہ ابن حجرؒ مکی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الخیرات الحسان فی مناقب ابی النعمان میں ابو حفص کبیرؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ صرف تابعین میں چار ہزار تھے لیکن علامہ سیوطیؒ چند کے نام کتاب تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں نقل فرماتے ہیں۔ یہاں ہم انہی کو نقل کرتے ہیں امام صاحبؒ کے اساتذہ کی تفصیلی فہرست ہم انشاء اللہ الخیرات لحسان کے ترجمہ کے آخر میں نقل کریں گے)

1۔ ابراہیم بن محمد ابن المنتشر (یہ حضرت انسؓ کے شاگرد ہیں)
2۔ اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصغیر (یہ ابن عمرؓ و معاویہؓ و ابن زبیر کے شاگرد ہیں۔)
3۔ و بیلہ بھی تحیم۔
4۔ لبی ہندالحارث بن عبدالرحمٰن الھمدانی۔
5۔ حسن بن عبیداللہ۔
6۔ حکم بن عتیبہ (یہ زید بن ارقمؓ و ابا جحیفہ وابن ابی اوفیؓ کے شاگرد ہیں)۔
7۔ حماد بن ابی سلمان (یہ حضرت انسؓ کے شاگرد ہیں)۔
8۔ خالد بن علقمہ
9۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (یہ حضرت انسؓ و دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں۔)
10۔ زبید الیامی
11۔ زیاد بن علاقہ (یہ حضرت اسامہؓ و جریرؓ و جابرؓ و مغیرہؓ کے شاگرد ہیں۔)
12۔ سعد بن مسروق الثوری
13۔ سلمہ بن کھیل (یہ حضرت ابن عمرؓ و زید بن ارقمؓ وابی جحیفہؓ و جندبؓ و ابن ابی اوفیؓ

کے شاگرد ہیں)

14۔ سماک بن حرب (یہ حضرت جابرؓ و نعمانؓ و انسؓ و ابن زبیرؓ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے اسی صحابہ کی زیارت کی ہے)۔

15۔ ابی روبہ شداد بن عبدالرحمٰن (یہ حضرت ابی سعید خدریؓ کے شاگرد ہیں)۔

16۔ شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی و ھومن اقرانہ۔

17۔ طاؤس بن کیسان (یہ حضرت ابن مسعودؓ و ابن عباس و ابن عمرؓ و ابن عمرؓ و ابوہریرہؓ و زید بن ثابتؓ و زید بن ارقمؓ کے شاگرد ہیں انہوں نے پچاس صحابہؓ کی زیارت کی ہے)۔

18۔ طریف بن سفیان سعدی۔

19۔ ابی سفیان طلحہ بن نافع (حضرت جابرؓ و ابن عمرؓ و عباسؓ و ابن زبیرؓ و انسؓ کے شاگرد ہیں)۔

20۔ عاصم بن کلیب

21۔ عامر شعبی (یہ حضرت علیؓ و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زیدؓ و زید بن ثابتؓ عبادۃ بن صامتؓ و ابی موسیٰ اشعریؓ و ابی مسعود انصاریؓ و ابوہریرہؓ و مغیرہ و نعمان و جریر و جابر کے شاگرد ہیں۔)

22۔ عبداللہ بن ابی حبیبہ (یہ حضرت زبیرؓ و ابی امامہ کے شاگرد ہیں)

23۔ عبد اللہ بن دینار (یہ حضرت ابن عمر و انس و سلیمان بن یسار کے شاگرد ہیں)

24۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (یہ حضرت ابو ہریرہ و ابی سعید و ابن عباس و محمد بن مسلمہؓ و معاویہؓ کے شاگرد ہیں)

25۔ عبدالعزیز بن رفیع (یہ حضرت انس و ابن الزبیر و ابن عباس و ابن عمر و ابی الطفیل کے شاگرد ہیں)

26۔ عبدالکریم ابی امیہ بن ابی المخارق (یہ حضرت انسؓ و عمر بن سعیدؓ کے شاگرد ہیں)

27۔ عبد الملک بن عمیر (یہ حضرت علیؓ و ابی موسیٰ اشعریؓ و جابرؓ و جندبؓ و جریرؓ و ابن الزبیرؓ و مغیرہؓ و نعمانؓ بن بشیرؓ کے شاگرد ہیں)

28۔ عدی بن ثابت انصاریؓ (یہ حضرت براءؓ و سلیمانؓ و ابن ابی اوفیؓ کے شاگرد ہیں)

29۔ عطاء بن ابی رباح (یہ حضرت ابن عباس و ابن الزبیر و اسامہ و جابر و ابوہریرہ و زید بن ارقم و عقیل و عمر کے شاگرد ہیں انہوں نے دو سو صحابہؓ کی زیارت کی)

30۔ عطاء بن سعائب عوفی (یہ حضرت انس و ابن ابی اوفی و عمر بن حریث کے شاگرد ہیں)

31۔ عطیہ بن سعد عوفی (یہ حضرت ابوسعید و ابوہریرہ و ابن عباس ابن عمرو زیدبن ارقم و عکرمہ کے شاگرد ہیں)

32۔ عکرمہ مولی ابن عباس (یہ حضرت ابن عباس و علی و حسن و ابوہریرہ و ابن عمر ابی سعید و عقبہ بن عامر و عائشہ کے شاگرد ہیں)

33۔ علقمہ بن مرثد

34۔ علی بن اقمر (یہ حضرت ابن عمر و ام عطیہ و ابی جحیفہ و اسامہ کے شاگرد ہیں)

35۔ علی بن حسن براد (یہ حضرت زبیر و ابن الزبیر و یزید بن عبداللہ کے شاگرد ہیں)

36۔ عمرو بن دینار (یہ حضرت ابن عباس و ابن الزبیر و ابن عمر و ابن عمرو و جابر و ابن طفیل کے شاگرد ہیں)

37۔ عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود

38۔ قابوس بن ابی ظبیان

39۔ قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود

40۔ قتادہ بن دعامہ (یہ حضرت انس و ابن سرجس و ابی الطفیل کے شاگرد ہیں)

41۔ قیس بن مسلم الجدلی

42۔ محارب بن دثار (یہ حضرت ابن عمرو جابر کے شاگرد ہیں)

43۔ محمد بن زبیر حنظلی

44۔ محمد بن سائب کلبی

45۔ ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (یہ حضرت حسنین و محمد بن حنیف و سمرۃ ابن عباس و ابن عمرو ابو ہریرہؓ و ابی سعید و جابر کے شاگرد ہیں)۔

46۔ محمد بن قیس ہمدانی (یہ حضرت ابن عمر کے شاگرد ہیں)

47۔ محمد بن مسلم شہاب الزھری (یہ حضرت مسور و سہیل و انس و جابر و ابی الطفیل و محمود بن ربیع کے شاگرد ہیں)

48۔ محمد بن منکدر (یہ حضرت ابی ایوب و سفینہ و انس و جابر و ابن عباس و ابن عمر کے شاگرد ہیں)

49۔ محنون بن راشد

50۔ مسلم البطین

51۔ مسلم الملائی (یہ حضرت انس کے شاگرد ہیں)

52۔ معن بن عبدالرحمٰن (یہ حضرت قاسم و عون و جعفر بن عمرو بن حدیث کے شاگرد ہیں)

53۔ مقسم (یہ حضرت ابن عباس و ابن حارث و ابن عمرو بن عاص کے شاگرد ہیں)

54۔ منصور بن معتم

55۔ موسیٰ بن ابی عائشہ

56۔ ناصح بن عبداللہ محلمی

57۔ نافع مولیٰ ابن عمرؓ (یہ حضرت ابن عمرو ابی ہریرہؓ و ابی لبابہ و ابی سعید و رافع بن

خدیج کے شاگرد ہیں)

58۔ ہشام بن عروۃ (یہ حضرت ابن عمر و سہل و جابر وانس وابن الطفیل کے شاگرد ہیں)

59۔ ابی غسان ھیثم بن حبیب صراف

60۔ ولید بن سریع مخزومی (یہ حضرت عمرو بن حریث وابن ابی اوفی کے شاگرد ہیں)

61۔ یحیٰی بن سعید انصاری (یہ حضرت انس و ابن عامر کے شاگرد ہیں)

62۔ ابی جحیفہ بن عبداللہ کندی (یہ حضرت ابو جحیفہ و ابن بریدۃ ابن للاسود و ابوذر کے شاگرد ہیں)

63۔ یحیٰی بن عبداللہ جابر

64۔ یزید بن صہیب الفقیر (یہ حضرت جابر وابی سعید وابن عمر کے شاگرد ہیں)

65۔ یزید بن عبدالرحمٰن کوفی (یہ حضرت علی و ابو ہریرۃ وعدی وجابر کے شاگرد ہیں

66۔ یونس بن عبداللہ بن ابی فروۃ

67۔ ابی اسحاق سبیعی (یہ حضرت علی و زید و براء وعدی کے شاگرد ہیں)

68۔ ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم (یہ حضرت حذیفہ و ابن عمرو فاطمہ کے شاگرد ہیں)

69۔ ابی جناب کلبی

70۔ ابی حصین اسدی (یہ حضرت جابر بن سمرۃ و ابن الزبیر وابن عباس وانس و زید بن ارقم وابی سعید خدری کے شاگرد ہیں)

71۔ ابی زبیر مکی (یہ حضرت ابن مسعود و ابن عمر وابن عباس و جابر وابی طفیل کے شاگرد ہیں)

72۔ ابو السوار ویقال ابو السوار۔ سلمی

73۔ ابی عون ثقفی (یہ حضرت جابر وابن شداد کے شاگرد ہیں)

74۔ ابی فروۃ جہنی

75۔ ابی معبد مولیٰ ابن عباسؓ (یہ حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ہیں)

76۔ ابی یعفور عبدی (یہ حضرت ابن عمرو ابن ابی اوفٰی وانس و مصعب بن سعد کے شاگرد ہیں)

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذۃ

مترجم کہتا ہے کہ سید الفقہاء والمحدثین امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کے ناموں کا احاطہ تو مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے جن کا قدرے تفصیل سے ذکر ہم الخیرات الحسان کے ترجمہ کے آخر میں کریں گے۔ اس جگہ ہم صرف ان چند ناموں کا ذکر کرتے ہیں جن کو علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے۔

1۔ ابراہیم بن طہمان، صحاح ستہ والے ان سے روایت کرتے ہیں۔

2۔ ابیض بن اغربن صباح منقری

3۔ اسباط بن محمد قرشی (یہ امام احمد کا استاد ہے)

4۔ اسحاق بن یعقوب ارزق (یہ امام احمد بن حنبل کا استاد ہے)

5۔ اسد بن عمرو بجلی قاضی (یہ امام احمد بن حنبل کا استاد ہے)

6۔ اسماعیل بن یحییٰ صیرفی

7۔ ایوب بن ہانی جعفی

8۔ جارود بن یزید نیسا پوری

9۔ جعفر بن عون (یہ امام احمد کا استاد ہے)

10۔ حارث بن نبہان

11۔ حبان بن علی عنزی (یہ ابن مبارکؒ کا استاد ہے)

12۔ حسن بن زیاد لؤلؤی

13۔ حسن بن فرات قزاز (یہ امام شافعی اور امام وکیعؒ کا استاد ہے)

14۔ حسین بن حسن بن عطیہ عوفی

15۔ حفص بن عبدالرحمٰن بلخی قاضی (یہ امام ابوداؤد طیاسی اور ابن مبارک کا استاد ہے)

16۔ حکام بن مسلم رازی (یہ ابن ابی شیبہ اور ابن معین کا استاد ہے)
17۔ ابو مطیع حکم بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بلخی (یہ محدث احمد بن منیع کا استاد ہے)
18۔ حماد بن ابی حنیفہؒ
19۔ حمزۃ بن حبیب الزیات (یہ ابن مبارک اور امام جعفر صادق کا استاد ہے)
20۔ خارجہ ابن مصعب سرخسی (یہ سفیان ثوری، ابو داؤد کا استاد ہے)
21۔ داؤد بن نصیر الطائی، یہ امام وکیعؒ اور ابن عیینہ کا استاد ہے)
22۔ زفر بن ھذیل سلمی عبدی
23۔ زید بن الجباب عکلی (یہ امام احمد کا اور ابن ابی شیبہ کا استاد ہے)
24۔ سابق الرقی
25۔ سعد بن صلت قاضی شیراز
26۔ سعید بن ابی جہم قابوسی
27۔ سعید بن سلام بن ابی ھیفاء بصری
28۔ مسلم بن سالم بلخی
29۔ سلیمان بن عمرو نخعی
30۔ سہل ابن مزاحم
31۔ شعیب بن اسحاق دمشقی
32۔ صباح بن محارب
33۔ صلت بن حجاج کوفی
34۔ ابو عاصم ضحاک بن مخلد (یہ امام احمد وابن المدینی کا استاد ہے)
35۔ عامر بن فرات
36۔ عائذ بن حبیب (یہ امام احمد کا استاد ہے)

37۔ عباد بن عوام (یہ امام احمد و احمد بن منیع کا استاد ہے)
38۔ عبداللہ بن مبارکؒ (یہ سفیان ثوریؒ وغیرہ کا استاد ہے)
39۔ عبداللہ بن یزید مقری (یہ امام احمد کا استاد ہے)
40۔ ابو یحییٰ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی (یہ ابن ابی شیبہ و سفیان و وکیعؒ کا استاد ہے)
41۔ عبدالرزاق بن ھمام (یہ امام احمد و ابن معین کا استاد ہے)
42۔ عبدالعزیز بن خالد ترمذی
43۔ عبدالکریم بن محمد جرجانی (یہ امام شافعیؒ اور ابویوسف کا استاد ہے)
44۔ عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد (یہ امام شافعی و احمد کا استاد ہے)
45۔ عبدالوارث بن سعید (یہ سفیان ثوریؒ و ابن المدینی کا استاد ہے)
46۔ عبید اللہ بن عمرو الرقی
47۔ عبید اللہ بن موسیٰ (یہ امام بخاری کا استاد ہے)
48۔ عتاب ابن محمد بن شوذان
49۔ علی بن ظبیان کوفی قاضی (یہ امام شافعی و ابن المدینی و ابن ابی شیبہ کا استاد ہے)
50۔ علی بن عاصم الواسطی (یہ امام احمد و ابن المدینی کا استاد ہے)
51۔ علی بن مسعر (یہ ابن ابی شیبہ کا استاد ہے)
52۔ عمرو بن محمد العنقزی (یہ اسحاق بن راھویہ و علی ابن المدینی کا استاد ہے)
53۔ ابو قطن عمرو بن ھیثم قطعی (یہ امام احمد و ابن معین و احمد بن منیع کا استاد ہے)
54۔ ابو نعیم فضل بن دکین (یہ امام بخاری و ابن ابی شیبہ و ابن مبارک و ابن معین و

امام احمد کا استاد ہے)

55۔ فضل بن موسیٰ سینانی

56۔ قاسم بن حکم العرنی

57۔ قاسم بن معن المسعودی

58۔ قیس بن ربیع (یہ سفیان ثوریؒ و عبدالرزاقؒ و وکیعؒ، داؤد کا استاد ہے)

59۔ محمد بن ابان العنبری کوفی

60۔ محمد بن بشر العبدی (یہ ابن ابی شیبہ و ابن المدینی کا استاد ہے)

61۔ محمد بن حسن بن آتش صعنانی

62۔ محمد بن حسن شیبانی (یہ امام شافعی و قاسم ابن سلام کا استاد ہے)

63۔ محمد بن خالد وھبی

64۔ محمد بن عبداللہ انصاری (یہ ابن ابی شیبہ و ابن معین کا استاد ہے)

65۔ محمد بن فضل بن عطیہ

66۔ محمد بن قاسم اسدی (یہ ابن ابی شیبہ کا استاد ہے)

67۔ محمد بن مسروق کوفی

68۔ محمد بن یزید الواسطی (یہ امام احمد و ابن معین کا استاد ہے)

69۔ مروان ابن سالم

70۔ مصعب بن المقدم (یہ اسحاق بن راھویہ وابن ابی شیبہ کا استاد ہے)

71۔ معافی بن عمران الموصلی (یہ امام وکیعؒ کے استاد ہیں)

72۔ مکی بن ابراہیم بلخی (یہ امام بخاری و امام احمد و ابن معین کے استاد ہیں)

73۔ ابو سہل نضر بن عبدالکریم بلخی

74۔ نضر بن عبدالملک العتکی

75۔ ابو غالب السفر بن عبداللہ ازدی

76۔ السفر بن محمد المروزی (یہ اسحاق بن راھوی کے استاد ہیں)

77۔ نعمان بن عبدالسلام اصبہانی

78۔ نوح بن دراج قاضی (یہ سعید بن منصور کے استاد ہیں)

79۔ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم (یہ شعبہ کے استاد ہیں)

80۔ ھریم بن سفیان

81۔ ھوذۃ بن خلیفہ (یہ امام احمد و ابن ابی شیبہ کے استاد ہیں)

82۔ ھیاج بن بسطام (یہ امام مالک کے استاد ہیں)

83۔ وکیع بن جراح (یہ سفیان و ابی شیبہ و حمیدی کے استاد ہیں)

84۔ یحیٰ بن ایوب مصری (یہ لیث و ابن مبارک کے استاد ہیں)

85۔ یحیٰ بن نصر بن حاجب

86۔ یحیٰ بن یمان (یہ ابن ابی شیبہ و ابن معین کے استاد ہیں)

87۔ یزید بن زریع (یہ ابن مبارک و ابن المدینی کے استاد ہیں)

88۔ یزید بن ھارون (یہ امام احمد و ابن راھویہ و ابن معین و ابن المدینی و ابن ابی شیبہ کے استاد ہیں)

89۔ یونس بن بکیر (یہ ابن معین و ابن ابی شیبہ کے استاد ہیں)

90۔ او اسحاق فرازی (یہ ابن عیینہ کے استاد ہیں)

91۔ ابوحمزہ السکری (یہ ابن مبارک کے استاد ہیں)

92۔ ابو سعد الصاغانی (یہ امام احمد و ان المدینی کے استاد ہیں)

93۔ ابو شہاب الحناط (یہ ثوری و وکیع و قطان کے استاد ہیں)

94۔ ابو مقاتل السمرقندی

95۔ قاضی ابو یوسف (یہ امام احمد و ابن معین کے استاد ہیں)

امام ابو حنیفہؒ کے مناقب

خطیب نے بروایت ابو یوسفؒ نقل کیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: جب میں نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو تمام علوم کا جائزہ لیا اور ہر علم کے آخر انجام کا پوچھتا رہا۔ میں نے پوچھا اگر میں حافظ قرآن ہوا تو دینوی لحاظ سے آخری انجام کیا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مسجد میں بیٹھ کر بچوں کو پڑھائیں گے حتیٰ کہ کچھ آپ سے زیادہ حافظ یا برابر کے حافظ بن جائیں گے پھر آپ کا بول بالا ختم ہو جائے گا۔ میں نے کہا اگر میں علم حدیث کو مشغلہ بناؤں اور حدیثیں لکھوں حتیٰ کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ حافظ حدیث نہ رہے؟ لوگوں نے کہا جب تو بوڑھا اور کمزور ہو کر حدیث بچوں نوجوانوں کو سنائے گا تو غلطی کرے گا تو آپ کو جھوٹا کہیں گے تو یہ عیب آپ پر ہی ہمیشہ رہے گا۔ میں نے کہا مجھے ایسے علم کی ضرورت نہیں جس کے بعد مجھ پر عیب لگایا جائے۔ پھر میں نے علم نحو کے بارے میں پوچھا کہ اس کا آخر انجام کیا ہوگا؟ کہنے لگے استاد بن کر دو سے تین دینار تک تنخواہ لوگے۔ میں نے کہا اس میں بھی خیر نہیں۔ پھر میں نے سوچا اگر شعر و شاعری کروں اور کوئی میرا ہم پلہ نہ رہے تو کیسا ہے؟ کہنے لگے زیادہ سے زیادہ جس کی تعریف بیان کرو گے کچھ انعام دے دے گا یا سواری عنایت کر دے گا یا عمدہ مال دے دے گا۔ اور اگر کچھ نہ دے تو اس کی بدگوئی کرے گا اور کسی پاکدامن پر تہمت لگائے گا۔ میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ پھر میں نے علم کلام کے بارے میں سوال کیا تو کہنے لگے کہ علم کلام والوں کو زندیقت کی تہمت لگائی جاتی ہے یا قتل کئے جاتے ہیں اگر ان آلام سے بچ گیا تو ملامت تو کہیں نہیں گئی۔ میں نے کہا کہ اگر فقہ سیکھ لوں تو کہنے لگے۔ لوگ مسائل پوچھیں گے آپ لوگوں کو فتویٰ دیا کریں گے قاضی کا عہدہ بغیر مانگے ملے گا اگرچہ نوعمری ہی ہو' میں نے کہا۔ تمام علوم سے زیادہ نفع بخش علم فقہ کے علاوہ

کوئی نہیں۔ اور میں نے اسی کو اپنے اوپر لازم کردیا اور فقہ سیکھ لی۔ (تاریخ بغداد ج۱۳، ۳۳۱،۳۳۴)

علامہ ذہبیؒ نے فرمایا اللہ ہلاک کرے ایسے شخص کو جس نے یہ جھوٹ گھڑا کیونکہ قرآن یا حدیث کے علم کے بارے میں ایسے الفاظ کہنا امام جلیل کی شان سے بعید ہے یہ ساری حکایت ہی جھوٹ پر مبنی ہے۔ سیر اعلام (ج ۶ ،۳۹۵)

حماد بن ابی سلیمان کی مجلس میں اٹھارہ سال تک بیٹھنا

خطیب نے بروایت زفرؒ سے نقل کیا امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں نے علم کلام میں خوب شہرت حاصل کی یہاں تک کہ لوگ میری طرف بوجہ مشہوری کے انگلیوں سے اشارے کرنے لگے۔ اور ہمارا حلقہ حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ کے حلقہ کے قریب لگتا تھا ایک دفعہ ایک عورت نے مجھ سے دریافت کیا کہ ایک آدمی سنت کے مطابق اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو کیسے طلاق دے؟ میں جواب نہ دے سکا اور حماد سے پوچھنے کو کہا اور یہ کہ مجھے واپسی پر اطلاع بھی کرتی جائے اس نے حضرت حماد سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس طہر میں جس میں ہمبستری نہ کی ہو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے دو حیض کے بعد جب وہ غسل کرلے تو دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔ عورت نے واپسی پر مجھے بتایا تو میں نے علم کلام کو خیرباد کہہ دیا اور حضرت حمادؒ کی مجلس میں بیٹھنا شروع کیا۔ میں مسائل غور سے سنتا یاد کرتا اور کل پھر اس کو سناتا اور میرے دوسرے احباب یعنی حضرت حماد کے (شاگرد) غلطیاں کرتے حتیٰ کہ حضرت حمادؒ نے فرمایا کہ میرے قریب سوائے ابوحنیفہؒ کے کوئی نہ بیٹھے۔ اور دس سال ان کی صحبت میں گزارے۔ پھر میرے جی میں طلب ریاست یعنی خود اپنی سرکردگی میں حلقہ بنانے کا جذبہ پیدا ہوا ایک شام اپنے ارادہ کی خاطر نکلا جب مسجد میں آکر بیٹھا تو دل نے گوارہ نہ کیا

اور پھر اسی حلقہ میں بیٹھا اسی رات حضرت حماد کے ایک رشتے دار کی وفات کی خبر بصرہ سے آئی متعلق سے اس کا آپ کے علاوہ دوسرا کوئی وارث نہیں تھا اس لئے مال بھی ترکہ میں چھوڑا۔ مجھے اپنی جگہ پر بیٹھا کر چلے گئے دو مہینے وہ نہیں تھے اور اس دوران جتنے مسائل پیش آئے میں نے اس جیسے کبھی نہیں سنے تھے میں نے جواب دیتا رہا اور اپنے پاس لکھتا رہا جب وہ واپس آئے تو میں نے ان کے سامنے وہ مسائل پیش کئے جو کہ تقریباً ساٹھ تھے۔ جس میں سے چالیس میں حضرت نے موافقت کی اور بیس میں اختلاف کیا۔ اور میں نے قسم کھائی کہ موت تک ان کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

خطیب نے بروایت احمد بن عبداللہ لکھا کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں بصرہ گیا دل میں خیال کیا کہ مجھ سے جو بھی مسئلہ پوچھا جائے گا ضرور جواب دوں گا۔ پھر مجھ سے سوال کئے گئے تو میں کچھ سوالوں کے جواب نہ دے سکا۔ تو میں نے عزم کرلیا کہ حضرت حمادؒ سے ان کی موت تک جدا نہیں ہو گا چنانچہ اٹھارہ سال ان کی صحبت میں رہا۔

خطیبؒ نے بروایت ابویحییٰ نقل کیا کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کو کھود رہا ہوں۔ خواب سے گھبرایا اور بصرہ پہنچ کر ابن سیرینؒ سے کسی آدمی کے ذریعہ تعبیر پوچھی تو فرمایا یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو ظاہر یعنی بیان کرے گا۔ (اور اس کی زبردست تشریح کرے گا)

حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ کے واسطہ سے میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

خطیب نے حجر بن عبدالجبار سے نقل کیا ہے کہ قاسم بن معن نے

کہا گیا کہ آپ ابی حنیفہؒ کے غلمان (شاگرد) ہونے پر راضی ہیں؟ تو فرمایا کوئی بھی شخص امام ابوحنیفہؒ کی مجلس سے اچھی نفع بخش مجلس نہیں پاسکتا۔ قاسمؒ اس کو ان کے حلقہ میں لے گیا تو وہ وہیں کا ہوگیا اور ساتھ یہ بھی کہا اس کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ امام ابوحنیفہؒ پرہیز گار اور سخی انسان تھے۔

امام شافعیؒ نے امام مالک سے پوچھا کہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! ایسے شخص تھے اگر اس ستون (ایک ستون کی طرف اشارہ کر کے) سونا ہونے پر دلائل پیش کرتے تو دلائل سے ثابت کر دیتے۔

ابن جریج کا امامؒ کی وفات پر زبردست صدمہ

روح بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں ابن جریج کے پاس ۱۵۰ ہجری میں تھا کہ ان کو امام صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور نہایت پریشان ہوئے اور فرمایا کتنا بڑا علم دنیا سے اٹھ گیا۔ یزید بن ہارون سے امام ابوحنیفہؒ اور سفیانؒ دونوں کے متعلق پوچھا کہ زیادہ فقیہ کون ہے تو فرمایا سفیانؒ سب میں سے بڑے محدث اور ابوحنیفہؒ سب سے بڑے فقیہ تھے۔

محمد بن مزاحم کہتے ہیں کہ ابن مبارکؒ نے فرمایا میں نے سب سے زیادہ عبادت گزار بھی دیکھا ہے اور پرہیز گار بھی اور سب سے بڑے عالم کو بھی دیکھا اور سب سے بڑے فقیہ کو بھی دیکھا سب سے بڑا عبادت گزار عبدالعزیز بن ابی داؤد تھے اور سب سے زیادہ پرہیز گار فضیل بن عیاض تھے سب سے بڑا عالم سفیان ثوریؒ تھے اور سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہؒ تھے پھر فرمایا کہ میں نے (امام ابوحنیفہؒ) جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔

عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا جب حضرت سفیان اور امام ابوحنیفہؒ کسی مسئلہ

میں متفق ہوجائیں تو کسی کو بھی ان کے خلاف فتوئی دینے کی جرات نہیں ہوسکتی۔

حسن بن شفیق نے نقل کیا کہ ابن مبارکؒ نے فرمایا جب یہ دونوں یعنی حضرت سفیان اور امام ابوحنیفہؒ کسی مسئلہ پر متفق ہوجائیں میرا بھی وہی قول ہے۔

عبدالرزاق نقل کرتے ہیں کہ ابن مبارک نے فرمایا اگر کسی کو خواہش ہے کہ قیاس و رائے سے بات کروں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو اپنائے۔

عبداللہ بن داوٗد نے فرمایا اگر آثار یا احادیث کی طلب ہو تو حضرت سفیان ثوریؒ اور اگر دقیق مسائل (یعنی وہ مسائل جو ہر شخص نہ جانتا ہو) تو امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں جائیں۔

محمد بن بشرؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیانؒ دونوں کو یکے بعد دیگرے ملتا' اگر سفیان سے مل کر امام ابوحنیفہؒ کے پاس جاتا وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ حضرت سفیانؒ کے پاس سے تو فرماتے تو ایک ایسے آدمی سے ہو کر آیا ہے کہ اگر حضرت علقمہؒ اور حضرت اسودؒ ہوتے بھی تو اسی کے محتاج ہوتے۔ اور جب حضرت سفیانؒ کے پاس آتا تو پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس سے تو فرماتے آپ تو تمام روئے زمین کے بڑے فقیہ سے ہو کر آئے ہو۔

یحییٰ بن زبان نقل کرتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اے اہل بصرہ تم ہم سے زیادہ پرہیزگار ہو اور ہم تم سے زیادہ فقیہ ہیں۔

خطیب نے ابونعیم سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہؒ مسائل میں گہرا سوچ رکھنے والے تھے۔

محمد بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا فرماتے تھے کہ تمام اہل اسلام پر (فرض) ہے کہ ہر نماز میں امام ابوحنیفہؒ کے لئے دعا کیا کریں اور یہ بھی فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ان کے لئے سنت و فقہ کو محفوظ کیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم تھے

شداد بن حکیم نے فرمایا کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

مکی بن ابراہیمؒ نے ابوحنیفہؒ کا ذکر کیا تو فرمایا امام صاحبؒ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم تھے۔

یحییٰ بن القطان اکثر امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کو لیتے تھے

یحییٰ القطان فرماتے ہیں کہ ہم اللہ سے جھوٹ نہیں بول سکتے ہم نے امام ابی حنیفہؒ سے اچھی رائے کسی کو نہیں دیکھا ہم اکثر ان کے اقوال لیتے ہیں۔ یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا کہ یحییٰ بن سعید القطان اہل کوفہ کے فتویٰ کو لیتے تھے۔ اور پھر ان میں سے امام ابوحنیفہؒ کے قول کو اختیار کرتے تھے۔ اور ان کے اصحاب میں سے ان کی رائے کی تقلید (یعنی اتباع) کرتے تھے۔

فقہ میں سارے لوگ امام ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں

خطیبؒ نے ربیعؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سارے لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال (یعنی محتاج) ہیں۔

خطیبؒ نے حرملہ بن یحییٰ سے نقل کیا کہ امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ لوگ ان پانچ شخصیتوں کے محتاج ہیں اگر کوئی چاہے کہ فقہ سے مالا مال ہوجائے تو وہ امام ابوحنیفہؒ کا

محتاج ہوگا اشعار میں زہیر بن ابی سلمٰی کا اور مغازی میں محمد بن اسحاق کا اور نحو میں کسائی کا تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہوگا۔

امام ابوحنیفہؒ کی عبادت

اسد بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز چالیس سال تک پڑھی۔ عموماً ہر رات ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ ان کی رونے کی آواز سن کر پڑوسیوں کو ان پر رحم آتا تھا۔ جس جگہ وفات ہوئی تھی وہاں امام صاحب نے ستر ہزار دفعہ قرآن ختم کیا تھا۔ (لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ جیل میں اتنا عرصہ قید نہیں رہے تھے)

حماد بن ابی حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب میرے والدؒ نے وفات پائی تو میں نے حسن بن عمارہ سے غسل کے لئے درخواست کی تو وہ مان گئے جب غسل سے فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ کی رحمت و مغفرتیں ہوں امام ابوحنیفہؒ پر کہ تیس سال سے کبھی افطار نہیں کیا اور چالیس سال سے رات کو سوئے نہیں۔ آپ نے بعد والوں کو تھکا دیا اور قراء کو رسوا کیا (یعنی شرمندہ) کیا

امام ابویوسفؒ نے فرمایا میں امام صاحبؒ کے ساتھ جارہا تھا راستے میں ایک شخص نے کہا کہ یہ امام ابوحنیفہؒ ہے جو رات کو آرام نہیں کرتے۔ امام صاحب نے قسم کھائی کہ ایسی بات میرے بارے میں کیوں ہورہی ہے جو میرے اندر نہیں (پھر اس کو سچا کرنے کی کوشش کرنے لگے) یعنی ساری رات نماز دعا اور رونے گڑگڑانے میں گزارتے تھے۔

حفص بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں نے مسعر بن کدامؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

میں ایک رات مسجد میں گیا اور ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کے قرآن پڑھنے کا اندازہ کرلیا کہ ساتواں حصہ پڑھ کر رکوع کرے گا پھر تہائی حصہ پڑھا لیکن رکوع نہیں کیا پھر آدھا قرآن پڑھا لیکن رکوع نہیں کیا پھر سارا قرآن ایک رکعت میں ختم کیا جب میں نے دیکھا تو وہ امام ابوحنیفہؒ تھے۔

خارجہ بن مصعبؒ فرماتے ہیں کہ چار آئمہ نے ایک رکعت میں قرآن ختم کیا 1۔ عثمان بن عفانؓ 2۔ تمیم داریؓ 3۔ سعید بن جبیرؒ 4۔ امام ابوحنیفہؒ

یحیٰ بن نصرؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اکثر رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کا تقویٰ

حبان بن موسیٰ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں کوفہ آیا تو سب سے بڑے پرہیز گار کا پوچھا کہ وہ کون ہے۔ تو سب نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ

مکی بن ابراہیم فرماتے ہیں میں کوفیوں کی مجلس میں بیٹھا مگر امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ کسی کو متقی نہ پایا۔

علی بن حفصؒ فرماتے ہیں کہ حفص بن عبدالرحمٰن کاروبار میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ شریک تھے۔ امام صاحبؒ نے ان کے پاس کچھ ساتھیوں کے واسطہ سے تجارتی سامان بھیجا اور ساتھ یہ پیغام بھیجا کہ فلاں فلاں کپڑے میں اس طرح اس طرح کا عیب ہے۔ اور فروخت کرتے وقت گاہک کو بتا دینا۔ حفصؒ نے وہ سامان فروخت کردیا اور گاہک کو عیب بتانا بھول گئے۔ جب امام صاحبؒ کو پتہ چلا تو ساری قیمت صدقہ کردی۔

حامد بن آدمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا۔

امام ابوحنیفہؒ کا عہدہ قضاء سے انکار

عبداللہ بن عمروؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی ھبیرہؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے کوفہ کے منصب قضاء کے بارے میں بات کی تو امام صاحبؒ نے انکار کردیا۔

خلیفہ منصور کے عطیہ کو رد کرنا

خارجہ بن مصعبؒ فرماتے ہیں کہ منصور کی طرف امام صاحب کے لئے دس ہزار درھم کا عطیہ مقرر کر کے بلایا تو امام صاحبؒ نے مجھ سے مشورہ کیا کہ کیسے کروں اگر نہ لوں تو یہ مجھ پر غصہ ہوں گے اگر لوں تو میرے مذہب میں حرج ہے۔ میں نے کہا یہ مال اس کے نزدیک بڑا مال ہے جب وہ آپ کو بلائے تو کہہ دینا مجھے امیرالمومنین کی طرف سے اس کی امید نہیں تھی جب اس کو لینے کے لئے بلوایا گیا تو امام صاحبؒ نے یہی کہا۔ اور جب امیرالمومنین کو پتہ چلا تو عطیہ ہی روک دیا= حضرت خارجہ نے فرمایا امام صاحب میرے بغیر کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

یزید بن ہارونؒ امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند افضل ترین نہایت پرہیزگار سوائے امام ابوحنیفہؒ کے کسی کو نہیں دیکھا۔

محمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے چلنے بات چیت کرنے اٹھنے بیٹھنے اندر باہر آنے جانے سے عقل ٹپکتی تھی۔

حجر بن عبدالجبارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ہم مجلس کا اور شاگردوں کا اکرام کرنے والا امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام ابوحنیفہؒ کی فراست

حماد بن ابی حنیفہؒ فرماتے ہیں ہمارے پڑوس میں رافضی رہتا تھا جس کے دو خچر تھے (اس بدبخت نے) ایک کا نام ابوبکر اور ایک کا نام عمر رکھا تھا ایک رات ایک خچر نے اس خبیث کو لات مار کر ہلاک کردیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جس کا نام عمر رکھا تھا اس نے مارا ہوگا تحقیق سے پتہ چلا تو ایسا ہی تھا۔ (کیونکہ نام کا اثر ہوتا ہے)

امام صاحبؒ کا اپنے دشمن پر احسان کرنا

سلیمان بن ابی شیخ فرماتے ہیں کہ مساوز الوراق نے امام صاحبؒ کے خلاف کچھ اشعار کہے پھر امام صاحب سے ملاقات ہوئی تو امام صاحبؒ نے پوچھا کہ آپ نے میری ہجو کی ہے۔ (اشعار میں برائی بیان کرنے کو ہجو کہتے ہیں) مگر ہم آپ کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور کچھ دراہم بھیجے پھر اس نے اشعار میں تعریف بیان کی اور کہا (ترجمہ) اگر کہیں سے سخت پریشان کن اور باریک فتویٰ اچانک ہم سے مانگتا ہے تو ہم بھی بطرفہ صحیح اور زبردست مضبوط قیاس ابوحنیفہؒ والا پیش کردیتے ہیں جس کو فقیہ سن لے تو جمع کرکے اپنے صحیفہ و کتاب لکھ لیتا ہے۔

ابن مبارکؒ کا مدح کرنا

(ترجمہ) 1۔ میں نے ابوحنیفہؒ کو شرافت عزت اور بھلائی میں روزانہ بڑھتے ہوئے دیکھا۔
2۔ بات کریں تو بالکل صحیح بلکہ اگر کوئی ظالم بدگو ظلم و بدگوئی کرلے تو ان کی قیمتی باتیں ان کو بے داغ کردیتی ہیں۔
3۔ اگر کوئی اس سے سبقت لینے کی کوشش کرے تو وہ اس سے عقلمندی سے سبقت لے جاتے ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کا مقابلہ کرتے۔
4۔ اگرچہ حماد (بن ابی سلیمانؒ) کی وفات ہمارے لئے ایک چیلنج تھی مگر امامؒ کا وجود اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔
5۔ دشمن کی ہمارے خلاف رد کرکے ابی کے بعد بہت سارے علوم (فقہ) کو بڑھایا۔
6۔ ابوحنیفہؒ کے پاس جب کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو ان سے علم کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سامنے آتا۔
7۔ وہ مشکل مسائل جس کے سامنے بڑے بڑے علماء نہ ٹھہرسکتے تھے مگر امام صاحبؒ ان پر بھی بصیرت رکھتے تھے۔

ابن ابی داوٗدؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے مخالفین یا تو جاہل ہو سکتے ہیں یا حاسد اور ایک جگہ فرمایا کہ مخالفین یا حاسد ہیں یا جاہل لیکن جاہل حاسد سے بہتر ہیں (کیونکہ اس کا جرم چھوٹا ہے اور حاسد کا جرم بڑا ہے)

اپنے حاسدین پر امام صاحبؒ کا رد

امام وکیعؒ سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سر جھکائے کسی گہرے سوچ میں تھے۔ مجھے دیکھ کر پوچھا کہاں سے آئے؟ میں نے کہا شریک کے پاس سے اور مجھے یہ خیال بھی آیا کہ وہ ان کے خلاف جو کچھ کہتے ہیں اس کی ان کو خبر ہوگی۔ سر اٹھائے ہوئے یہ اشعار پڑھے ترجمہ۔ اگر کوئی مجھ سے حسد کرے تو میں اس کو اس میں ملامت نہیں کرتا بلکہ مجھ سے پہلے بھی اہل فضل لوگوں سے حسد کیا گیا ہے

تو ہمیشہ رہا میرے لیے اور ان کیلئے میرے ساتھ اور ان کے ساتھ = اکثر لوگ اس سب سے جو انہوں نے نہیں پایا غصہ سے مر گئے

قاضی المری سے روایت ہے کہ میرے والد کہتے ہیں کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے امام صاحب کی حدیث سنائی۔ مجلس میں سے کسی نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں جواب میں فرمایا کہ اگر تم اس کو دیکھتے تو ضرور چاہتے میں تو تمہارے اور امام کی مثال کے لئے کسی شاعر کا قول بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں (ترجمہ) گلے شکوے چھوڑو اس کے بارہ میں اے خانہ خراب بلکہ اس کی طرح بنو عزت بناؤ۔

امام صاحبؒ کا طریقہ استنباط اور اجتہادؒ

یحییٰ بن الضریس سے روایت ہے کہ حضرت سفیانؒ کے پاس ایک آدمی آیا تو اس سے پوچھا کہ آپ امام ابو حنیفہؒ کو کیوں برا بھلا کہتے ہو؟ اس نے کہا سوائے قیاس کے اس کے

پاس کیا ہے۔ حضرت سفیانؒ نے فرمایا۔ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے کسی مسئلہ میں ہم قرآن پاک کو لیتے ہیں اگر اس میں نہ پائیں تو حدیث مبارکہ کو لیتے ہیں اس میں بھی نہ پائیں تو کسی صحابی کا قول اختیار کرتے ہیں اور اگر وہاں بھی نہ ملے اور بات تابعین تک پہنچ جائے جیسے ابراہیمؒ شبعیؒ ابن سرینؒ حسن بصری، عطاء اور سعید بن المسیب وغیرہ تو وہ اجتہاد کرتے تھے، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب حضورؐ کے علم کا خلاصہ ہے

خلف بن ایوبؒ نے فرمایا علم اللہ طرف سے محمد ﷺ تک پہنچا پھر اس کے بعد اصحابؓ تک پھر تابعین تک پھر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں تک (اب جو مقلد چاہے خوش ہو اور غیر مقلد چاہے جل مرے) حسن بن سلیمانؒ نے ایک حدیث کی تفسیر میں فرمایا جس میں ہے کہ جب تک علم ظاہر نہیں ہوگا اس وقت تک قیامت نہیں آئیگی (حدیث) فرمایا اس سے مراد امام ابوحنیفہؒ کا علم اور ان کی تشریحات فقہ وغیرہ ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کی عادات مبارکہ

فضیل بن عیاض سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فقہ میں بہت بڑے فقیہ مشہور تھے۔ اسی طرح پرہیز گاری میں بھی معروف مالدار تھے۔ مہمانوں پر بڑے مہربان تھے۔ تعلیم و تعلم میں دن رات منہمک رہتے تھے۔ رات میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے تھے اور بہت کم بولتے تھے۔ مسئلہ پیش آتا جو کہ حرام و حلال کا ہوتا حق کو بہترین انداز سے بیان کرئے سلطان کے مال سے بھاگنے والے اگر کسی مسئلہ میں حدیث صحیح ملتی تو اس کی اتباع کرتے یا صحابہ و تابعین سے کوئی ثبوت ملتا تو پیش کرتے ورنہ خود

بہترین قیاس کر کے حل کر لیتے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے فقہ سیکھنی ہے تو ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں سارے لوگ اس کے محتاج ہیں۔

امام وکیعؒ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم امام ابوحنیفہؒ بڑے امانتدار تھے اور اس کے دل میں اللہ جل شانہ کی کبریائی شان و عظمت گھر کر گئی تھی۔ اللہ کی رضا کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے۔ اگر اللہ کی خاطر تلوار بھی برداشت کرنی پڑتی تو کرتے ان بندوں میں تھے جن سے اللہ راضی ہوا (انشاء اللہ)

نضر بن شمیلؒ فرماتے ہیں لوگ فقہ سے غافل اور سوئے ہوئے تھے یہاں تک کہ امام ابو حنیفہؒ نے ان کو جگایا فقہ کو کھولا بیان کیا اور خالص کیا۔

مسعر بن کدامؒ کا حلقہ امام میں بیٹھنا

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں مسعر سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ان سے سوال اور فتوے پوچھ رہے ہیں اور میں نے امام ابوحنیفہؒ سے فقہ میں زیادہ کلام کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ابو نعیمؒ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ حسین چہرے والے' اچھے کپڑے اچھی خوشبو اور اچھی مجلس والے تھے۔ انتہائی اکرام کرنے والے اور مسلمان بھائیوں سے اچھا میل جول رکھتے تھے۔

ابن مبارکؒ معمرؒ کے پاس آئے تو معمر نے فرمایا میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقہ ثابت کرنے والا' سمجھنے والا اور حدیث کی بہترین شرح فقہی لحاظ سے کرنے والا کسی کو نہیں جانتا اور نہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ احتیاط کرنے والا اور ڈرنے والا اس بات

ہے کہ کہیں اللہ کے دین میں شک کی بناء پر کچھ بڑھا دے کسی کو نہیں دیکھا۔

بشر بن الحارثؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی داؤدؒ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہؒ کے خلاف کہنے والے حاسد ہی ہو سکتا ہے جس کو ان کی علم کی قدر ہی نہیں۔ کیونکہ میں نے ابو معاویہ الضریرؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہارون الرشید کے پاس تھا۔ مجھے کوئی میٹھی چیز کھلائی گئی بعد میں پانی اور برتن ہاتھ دھونے کے لئے لایا گیا میرے ہاتھ پر پانی انڈیلتے وقت پوچھا گیا کہ معلوم ہے کہ آپ کے ہاتھ پر کون پانی ڈال رہا ہے میں نے کہا نہیں تو کہا کہ امیرالمؤمنین (بادشاہ ہارون الرشید) اور محض آپ کے علم کی قدر و منزلت کیوجہ سے۔ (یعنی بادشاہ تک علم کی قدر کرتے ہیں مگر افسوس کہ امام ابو حنیفہؒ کی علم کی قدر کچھ احمق لوگ نہیں کرتے)

ابی عبدالرحمٰن کا امام ابو حنیفہؒ سے روایت بیان کرنے کا انداز

ابو عبدالرحمٰن جب بھی امام اعظم سے حدیث بیان فرماتے تو اس طرح کہے حدثنا شاھنشاہ یعنی روایت بیان کی تمام محدثین کے بادشاہ نے (بلکہ محدثین کے بادشاہوں کے بادشاہ نے)

امام ابو حنیفہؒ سب سے بڑے عالم ہیں

ابن ابی اویسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیعؒ سے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ منصور کے پاس تشریف لائے اور وہاں عیسیٰ بن موسیٰ بیٹھے ہوئے تھے اور اس نے منصور (یعنی خلیفہ) سے کہا کہ آج یہ (امام ابو حنیفہؒ) تمام دنیا کے امام ہیں۔

اس نے کہا کہ اے نعمان آپ نے علم کس سے حاصل کیا؟ تو امام صاحب نے فرمایا اصحاب عمر کے واسطہ سے عمرؓ سے اصحاب علیؓ کے واسطہ سے علیؓ سے اصحاب عبداللہؓ

کے واسطہ سے عبداللہؓ سے اور حضرت عبداللہؓ بن عباس کے وقت میں ان سے بڑا عالم ساری زمین پر نہیں تھا۔

منصور نے جب امام ابو حنیفہؒ سے یہ جواب سنا تو کہا آپ نے اپنے لئے بڑا مضبوط علم حاصل کیا۔ (اصحاب عبداللہ سے مراد عبداللہ بن مسعود ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کے اصحاب کا واسطے اس نسخہ میں نہیں ہے شاید غلطی سے رہ گیا ہو۔

امام ابو حنیفہؒ غیبت سے بہت بچتے تھے

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ غیبت سے بہت دور رہتے ہیں میں نے کبھی ان کو اپنے دشمن کی غیبت کرتے نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت سفیان نے فرمایا خدا کی قسم وہ بڑے عقل مند ہیں وہ نہیں چاہتے کہ ان کی نیکیاں کوئی دوسرا لے جائے۔

امام صاحبؒ کے خلاف زبان درازی صرف حاسدین نے کی ہے

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ حسن بن عمارہ کو میں نے دیکھا امامؒ کی سواری پکڑے کہہ رہے ہیں اللہ کی قسم! آپ سے زیادہ فقیہ اور حاضر جواب ہم نے نہیں پایا۔ آپ اپنے وقت کے ان لوگوں میں سے ہیں جو ہر عیب سے بری ہیں۔ بلکہ آپ تو سردار ہیں آپ کے خلاف زبان درازی صرف حاسدین کرتے ہیں۔

مسعر بن کدامؒ کا امام صاحبؒ کی مسجد میں فوت ہونا

حضرت مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی مسجد میں آیا دیکھا کہ امام صبح کی نماز پڑھ کر لوگوں کے لئے علمی مجلس میں بیٹھ گئے۔ ظہر کی نماز تک پھر عصر کی

نماز تک پھر عصر کی نماز پڑھ کر مغرب تک پھر عشاء کی نماز تک میں نے کہا یہ شخص نفلی عبادت کے لئے کب فارغ ہوگا؟ پھر میں نے کہا کہ آج رات میں طاق میں بیٹھ کر دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے؟ میں بیٹھا، جب سناٹا چھا گیا لوگ سو گئے تو امام صاحب مسجد کی طرف نکلے اور نماز میں صبح طلوع ہونے تک لگے رہے پھر گھر تشریف لے گئے۔ کپڑے بدلے پھر مسجد میں تشریف لائے صبح کی نماز پڑھی اور علمی مجلس میں لوگوں کے لئے بیٹھ گئے ظہر تک، ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر عصر کی نماز تک عصر کی نماز کے بعد مغرب تک پھر مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز تک پھر میں نے کہا آج پھر میں طاق میں بیٹھوں گا شاج آج رات وہ آرام کریں میں طاق میں بیٹھا جب لوگ آرام کرنے لگے خاموشی چھا گئی تو امام صاحبؒ مسجد میں کل کی طرح عبادت میں صبح تک مشغول ہوگئے اور صبح کی نماز کے بعد علمی مجلس کیلئے بیٹھ گئے اور معمول کے مطابق عشاء تک مشغول رہے اور اس دفعہ میں نے پھر کہا ان کو دیکھوں گا کہ کیا کرتے ہیں کیونکہ شاید آج رات وہ آرام کریں۔ مگر وہ اپنے معمول کے مطابق ساری رات عبادت کرتے رہے اور صبح پھر علمی مجلس کیلئے بیٹھ گئے پھر میں نے پکا عہد کیا کہ ان کی مجلس میں ہمیشہ رہوں گا یہاں تک یا وہ وفات پائیں یا مجھے موت آجائے۔ ابن ابی معاذ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ پھر مسعرؒ نے مسجد ابی حنیفہؒ میں سجدہ کی حالت میں وفات پائی۔

امام صاحبؒ کی شب بیداری

جویریہ نے کہا کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان، علقمہ بن مرثد، محارب بن دثار، عون بن عبداللہ کے ساتھ وقت گزار اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ بھی رہا مگر ان سب میں امام ابوحنیفہؒ سے رات کو اچھی عبادت کرنے والا نہیں دیکھا۔ میں نے چھ مہینے میں ان کو کسی رات لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

طریقہ اجتہاد

ابی حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا فرماتے تھے کہ جب ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آ جاتی ہے تو ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسری دلیل کی طرف نہیں جاتے اور جب صحابہ کرام کے اقوال آتے ہیں تو انہی میں سے کسی کو اختیار کر لیتے ہیں اور جب بات تابعین کی آتی ہے تو ہم مقابلہ کرتے ہیں۔ (یعنی جیسے وہ اجتہاد کرتے ہیں ہم بھی اجتہاد کرتے ہیں)

امام ابوحنیفہؒ کو وسیلہ بنانا

ابی غسان کہتے ہیں کہ میں نے محدث اسرائیل سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نعمان (یعنی امام ابوحنیفہؒ) اچھا آدمی ہے وہ ہر اس حدیث کے حافظ تھے جس میں فقہ ہوتی تھی اور پھر بھی حدیث کی تلاش میں لگے رہتے امام صاحبؒ کا خلفاء اور امرا اور وزراء بھی اکرام کرتے اور عزت کرتے تھے اگر کوئی ان سے فقہ میں بات چیت کرتا تو پوری جان نشانی سے اس سے بات کرتے ہیں۔

محدث مسعر کدامؒ فرماتے ہیں جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان امام ابوحنیفہؒ کو واسطہ بنائے تو میں امید کرتا ہوں کہ اس پر کچھ خوف نہیں اور نہ ہی وہ احتیاط میں افراط کرنے والا ہے"

کم عقل ہی امام ابوحنیفہؒ پر زبان درازی کرتا ہے

حارث بن ادریس حضرت ابووہب عامری سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ پر زبان درازی کرنا اور موزوں پر مسح کو جائز نہ جاننا کم عقلوں کا کام ہے۔

حضرت سفیانؒ کا امام ابوحنیفہؒ کے لئے کھڑا ہونا

ابی بکر بن عیاش فرماتے ہیں جب حضرت سفیانؒ کے بھائی عمر بن سعید فوت ہوئے تو ہم تعزیت کیلئے آئے مجلس بھری ہوئی تھی ان میں حضرت عبد اللہ ادریس بھی تھے اتنے میں امام ابو حنیفہؒ اپنے اصحاب کے ساتھ آتے دکھائی دیئے جب حضرت سفیانؒ نے امام صاحبؒ کو آتے دیکھا تو اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور ان سے معانقہ کیا اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گئے میں نے بعد میں عرض کیا حضرت آج آپ نے ایسا کام کیا جس کو میں اور میرے سارے ساتھی ناپسند کرتے ہیں حضرت سفیان نے پوچھا وہ کیا فعل ہے؟ عرض کیا جب امام ابو حنیفہؒ تشریف لائے تو آپ نے ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان کے اکرام و اعزاز میں کھڑے تک ہوگئے اس پر حضرت سفیان نے فرمایا تجھے یہ بات ناپسندیدہ کیوں ہے وہ شخص علم کے اس مرتبہ و مقام پر ہے (جاہل دوسرا کوئی نہیں) کہ اس کے علم کیوجہ سے کھڑا ہونا ہی ضروری تھا اگر میں اسے کے علم کیوجہ سے کھڑا نہ ہوتا تو اس کی عمر کے لحاظ سے کھڑا ہوتا اور اگر میں ان کی عمر میں بڑے ہونے کا خیال نہ کرتا تو ان کی فقاہت کیوجہ سے کھڑا ہوتا (کیونکہ وہ سب سے بڑے فقیہ ہیں) اگر میں ان کی فقاہت کا خیال نہ کرتا تو ان کے تقویٰ کی وجہ سے کھڑا ہوتا (کیونکہ وہ سب سے زیادہ متقی ہیں) راوی کہتے ہیں یہ سن کر میں شرمندہ ہوا اور میرے پاس کوئی جواب نہ تھا

ہم اقوال صحابہ سے نہیں نکلتے

حضرت نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمارے پاس حدیث رسول آجائے تو ہم اس کو سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اور اگر (حدیث نہ ہو) اور اقوال صحابہ کرام آئیں تو انہی اقوال میں سے کسی کو اختیار کر لیتے ہیں ان کو چھوڑ کر آگے نہیں جاتے اگر (اقوال بھی نہ ہوں) بلکہ تابعین کی رائے ہو تو ہم مقابلہ کرتے ہیں (کیونکہ ہم بھی تابعی

ہیں جیسے وہ قیاس کرتے ہیں ہم بھی قیاس کرتے ہیں)

امام ابوحنیفہؒ کا رات دن میں دو قرآن ختم کرنا

علی بن یزید روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا کہ وہ رمضان شریف میں ساٹھ قرآن شریف ختم کرتے تھے ایک دن میں اور ایک رات میں۔

امام صاحبؒ کی رات کی نماز کی کیفیت

ابی یحییٰ حمانی امام ابوحنیفہؒ کے بعض شاگردوں سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور جب امام ابوحنیفہؒ رات کی نماز کا ارادہ کرتے تو عمدہ لباس پہنتے عمدہ خوشبو لگاتے اور (سر) اور داڑھی میں کنگھی کرتے۔

امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں علماء کی آراء مبارکہ

حضرت شقیق بن عتیبہ کا قول حضرت سفیان نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میری آنکھ نے امام ابوحنیفہؒ جیسا نہیں دیکھا۔

حضرت حماد بن سلمہؒ کا قول عفان بن مسلم نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سب سے اچھا فتویٰ دینے والے تھے۔

حضرت یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ میں آرزو کرتا ہوں کہ میں امام ابو حنیفہؒ سے اتنا اتنا علم لکھ لیتا۔

علی بن عاصمؒ فرماتے ہیں کہ اہل امام ابوحنیفہؒ کی عقل کو نصف اہل زمین سے وزن کیا جائے تو ان کی عقل بڑھ جائے۔

نعیم بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا فرماتے تھے لوگوں پر تعجب

ہے جو کہتے ہیں کہ میں قیاس سے فتویٰ دیتا ہوں۔ لیکن میں نے کبھی اثر کے بغیر فتویٰ نہیں دیا (اثر کہتے ہیں حدیث رسول ﷺ کو اور صحابہ کے اقوال و افعال وغیرہ کو)

امام صاحب کا تمام قرآن وتروں میں پڑھنا

اسد بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ قرآن کی کوئی صورت ایسی نہیں ہے جس کو میں نے وتروں میں نہ پڑھا ہو۔

ابی القاسمؒ فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فقہ حنفی اور نحو خلیل کی سمجھ عطا فرما دی ہو ان سے قوی دلائل اور پر حکمت باتیں دیکھنے اور سننے میں آئی ہیں۔ اور ان کا دل روشن ہوتا جاتا ہے۔ فقہ حنفی اور نحو خلیل کے لئے اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کو خاص کرتا ہے جو حق اور شرعہ الصدق کے طالب ہوتے ہیں۔

یعقوب بن احمد کے اشعار

حسبی من الخیرات ما اعددته ○ یوم القیامه فی رضی الرحمٰن

(ترجمہ) مجھے قیامت کے دن رحمٰن کو راضی کرنے کے لئے یہی بھلائی کافی ہے۔

دین النبی محمد خیر الوری ○ ثم اعتقادی مذهب النعمان

(ترجمہ) مخلوق کے بہترین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب

حجام کو جواب

اسید بن ابی اسید فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ کے سرعت جواب اور قیاس بڑا تعجب ہوا انہوں نے حجام سے کہا کہ میرے سفید بال اکھاڑ لو حجام نے کہا ان کو مت اکھڑواؤ کیونکہ پھر یہ زیادہ ہو جائیں گے اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا اگر سفید اکھاڑنے سے زیادہ ہوتے ہیں تو پھر کالے بال اکھاڑ دیں تاکہ وہ زیادہ ہو جائیں۔ (محدث حضرت

شیخ عاشق الٰہی بلند شہری مدظلہ فرماتے ہیں یہ حکایت موضوع یعنی بناوٹی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اتنے بڑے امام جلیل سفید بالوں کے اکھاڑنے کا حکم نہیں دے سکتے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عہدہ قضاء سے بچنے کی تدبیر

کتاب العقلاء میں باسند لکھا ہے کہ جب خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ اور مسعر بن کدامؒ شریکؒ کو بلوایا تاکہ ان کو عہدہ قضا دیا جائے

تو امام صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں ایک تخمینہ لگاتا ہوں (امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا) فرمایا میں تو کسی تدبیر سے عہدہ سے جان بچالوں گا' اور حضرت سفیان راستہ سے بھاگ جائیں گے' اور مسعر مجنون بن کے بچ جائیگا۔ اور شریک کو عہدہ قبول کرنا پڑے گا۔

جب یہ (تین افراد) خلیفہ کے پاس پہنچے توامام ابو حنیفہ نے کہا میں غلام ہوں' اور پھر عرب نہیں ہوں اور عرب اس پر ہرگز راضی نہ ہوں گے ان پر کسی غلام کو حاکم بنایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں عہدہ کے لئے مناسب نہیں ہوں۔ اگر میں اپنے قول میں سچاہوں تو میں نے عرض کردیا ہے کہ میں اس کام کے لئے مناسب نہیں ہوں۔ اور اگر میں اپنی بات میں جھوٹاہوں تو جھوٹے شخص کو مسلمانوں کےخون اور فروج پر حاکم نہیں بنایا جاسکتا۔

اور حضرت سفیان نے راستہ میں ایک ضرورت کا بہانہ کیا پولیس والا دیوار کے دوسری طرف انتظار کرتا رہا۔ ان کے سامنے سے ایک کشتی گزری' اس سے کہا مجھے سوار کرلو ورنہ یہ شخص جو دیوار کے اس طرف ہے مجھے قتل کردے گا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تاویل کی جس میں آپ نے فرمایا جس کو قاضی بنادیا گیا گویا اس کو بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا۔ (کیونکہ اگر وہ فیصلہ حق کے مطابق کرے گا تو

ہوئے ناراض ہوں گے اور اگر بغیر حق کے کریگا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا) تو ملاح نے انہیں چٹائیوں وغیرہ کے نیچے چھپالیا۔
اور حضرت مسعر بن کدام جب منصور کے پاس پہنچے تو اس سے کہنے لگے اپنا ہاتھ نکال (تاکہ میں مصافحہ کروں پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے) تیرا کیا حال ہے تیری اولاد کا کیا حال ہے اور تیرے جانوروں کا کیا حال ہے اس پر خلیفہ نے کہا اس کو دربار سے نکال دو یہ مجنون ہے (تو ان کو نکال دیا گیا) پھر شریکؒ کو مجبوراً عہدہ قبول کرنا پڑا اسی لئے حضرت سفیانؒ ثوری ان سے ناراض ہوگئے تھے فرماتے تھے اگر کوئی اور عذر کارگر نہیں ہوا تھا تو بھاگ تو سکتے تھے پھر کیوں نہیں بھاگے۔

بزرگوں کے طریقہ کی وصیت

ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا یہ جو بد افعال لوگ اعراض اور اجسام کی باتیں کرتے ہیں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا یہ فلاسفہ (یعنی سائنس دانوں کی باتیں ہیں) ان کو دفع کر صرف حدیث رسول اقوال و فعال صحابہ اور سلف صالحین کے طریقہ کو لازم پکڑ۔ اور ہر جدید چیز سے بچ کیونکہ وہ بدعت ہے۔
امام محمد بن حسنؒ نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمر بن عبید (فلسفی یعنی سائنس دان) پر لعنت کرے جس نے لوگوں کیلئے علم کلام میں ایسا راستہ کھولا ہے جس کا ان کو کوئی فائدہ نہیں اور امام ابوحنیفہؒ ہمیں فقہ کی ترغیب دیتے تھے اور علم کلام سے منع کرتے تھے۔

مؤرخ ابن خلکان کی زبان سے امام کی مدح

تاریخ ابن خلکان میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ عالم۔ عامل۔ زاہد۔ پرہیزگار۔ متقی۔ بہت عاجزی کرنے والے۔ ہمیشہ اللہ کے سامنے رونے والے تھے خلیفہ منصور نے

ان کو عہدہ قضاء دینا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس پر خلیفہؒ نے قسم اٹھائی کہ ہم تمہیں ضرور عہدہ قبول کرنا ہوگا امام ابوحنیفہؒ نے بھی قسم کھائی کہ ہرگز عہدہ قبول نہ کرو نگا اس پر ایک دربان ربیع نے کہا کہ امیرالمومنین نے قسم کھائی ہے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا امیرالمومنین مجھ سے زیادہ قادر ہیں کہ اپنی قسم کا کفارہ دیں بجائے اس کے کہ میں اپنی قسم کا کفارہ دوں۔

اور خلیفہ سے کہا خدا سے ڈر خدا کی امانتوں کو اس سے ڈرنے والے کے سپرد کر میں تو خوشی کی حالت میں بھی اپنے نفس پر مطمئن نہیں ہوتا پھر غضب کی حالت میں کیسے مطمئن ہو سکتا ہوں تیرے اردگرد والے ایسے قاضی کے محتاج ہیں جو تیری وجہ سے ان کا اکرام کرے میں اس لئے مناسب نہیں ہوں خلیفہ نے کہا آپ جھوٹ کہتے ہیں آپ اس عہدہ کیلئے بہت مناسب نہیں ہوتا۔ (پھر یہ غضب کی حالت میں کیسے ممکن ہو سکتا ہوں تیرے اردگرد والے ایسے قاضی کے محتاج ہیں۔ جو تیری وجہ سے ان کا اکرام کرے میں اس کے لئے مناسب نہیں ہوں۔ خلیفہ نے کہا آپ جھوٹ کہتے ہیں آپ اس عہدہ کے لئے بہت مناسب ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے تو خود فیصلہ کر دیا آپ جھوٹے شخص کو کیسے عہدہ قضاء سپرد کریں گے اور ابن خلکان فرماتے ہیں کہ امام صاحب حسین چہرہ والے متوسط القامت تھے۔ بعض نے کہا طویل القامت تھے۔ (دونوں میں کوئی تضاد نہیں اس کی تفصیل الخیرات الحسان کے ترجمہ میں کر چکا ہوں) گندمی رنگ کے تھے۔

ابن معین کا قول

حضرت یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک قرات حمزہ کی افضل ہے اور فقہ امام ابوحنیفہؒ کی افضل ہے اس پر میں نے لوگوں کو پایا۔

امام ابوحنیفہؒ کی خاموشی طبیعت تھے

جعفر بن ربیع کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس پانچ سال رہا میں نے ان سے زیادہ خاموش طبیعت نہیں دیکھا لیکن جب ان سے کسی فقہی مسئلہ کے بارہ میں سوال کیا جاتا تو کھل پڑتے اور اور ایسے بہتے جیسے وادی میں پانی بہتا ہے اور کبھی میں ان سے آہستہ آواز سنتا اور کبھی بلند۔

اچھا پڑوسی

عبداللہ بن رجاء کہتے ہیں کہ امام صاحبؒ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا وہ سارا دن کام کرتا جب رات ہوتی تو گوشت یا مچھلی خرید کر لاتا اور پکا کر یا بھون کر کھاتا اور شراب پیتا یہاں تک کہ شراب کا نشہ ظاہر ہونے لگتا اس حالت میں وہ یہ شعر گنگناتا۔

اضاعونی وایی فتی اضاعوا○لیوم کر یهة وسداد ثغر

(اسکا ترجمہ الخیرات الحسان کے ترجمہ میں کر چکا ہوں) وہ شراب پیتا رہتا اور یہ شعر گاتا رہتا یہاں تک کہ اس پر نیند غالب آجاتی امام صاحبؒ اس کی آواز کو روزانہ سنا کرتے تھے جب کہ آپ نماز میں مشغول ہوتے تھے (اس سے آپ کی نماز میں خلل واقع ہوتا لیکن پھر بھی) ایک دن جب اس کی آواز نہ سنی تو اس کے احوال کی تحقیق کروائی امام صاحبؒ سے کہا گیا اس کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے وہ جیل میں ہے امام ابوحنیفہؒ صبح کی نماز پڑھتے ہی خچر پر سوار ہو کر گورنر کے پاس پہنچ گئے دربان سے داخلہ کی اجازت طلب کی گورنر نے کہا ان کو اجازت دے دو اور ان سے کہو کہ سواری پر ہی تشریف لے آؤ۔

گورنر لگاتار ان کو مرحبا کہتا رہا پھر عرض کرنے لگا۔ فرمائیں کیا حکم ہے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا میرا ایک موچی پڑوسی ہے جس کو پولیس گرفتار کر کے لے آئی ہے آپ اس کی رہائی کا حکم صادر فرمائیں۔ بلکہ اس رات سے آج تک جتنے گرفتار ہوئے

ان سب کی رہائی کا حکم دیں۔ گورنر نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا پھر جب امام صاحبؒ سوار ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے تو وہ موچی جوان آپ کے پیچھے پیچھے تھا امام صاحبؒ نے اس سے فرمایا اے جوان کیا میں نے تجھے ضائع کر دیا؟ (یہ اس کے شعر کی طرف اشارہ تھا) اس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ آپ نے میری حفاظت کی میرا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے اس جوان نے پھر امام صاحبؒ کی مجلس کو لازم پکڑ لیا اور سچی توبہ کی پھر کبھی شراب نوشی نہیں کی۔ (یہاں تک کہ وہ عالم بن گیا)

امام صاحبؒ کی ذہانت

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا جب وہ حج کو تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کا گزر ایک جماعت پر ہوا جنہوں نے گوشت بھون رکھا تھا اور سرکہ ان کے پاس تھا وہ گوشت کو سرکہ میں تر کر کے کھانا چاہتے تھے لیکن ان کے پاس کوئی برتن نہ تھا اس لئے وہ پریشان تھے امام صاحبؒ نے ریت میں ایک گڑھا کھود کر اس میں چمڑے کا دسترخوان جو ان کے پاس تھا رکھ دیا جس سے وہ برتن نماء بن گیا اس میں سرکہ ڈال دیا لوگوں نے سرکہ کے ساتھ گوشت کھایا پھر کہنے لگے آپ کو ہر چیز کا عمدہ علم دیا گیا ہے آپ کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے آپ کو یہ بات الہام کی۔

خلیفہ منصور کے درباری کے حملہ سے بچنا

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کو بلوایا۔ جب امام صاحبؒ تشریف لے گئے۔ تو خلیفہ منصور کا درباری ربیع جو امام ابوحنیفہؒ سے دشمنی رکھتا تھا اس نے کہا اے امیرالمومنین یہ ابوحنیفہ آپ کے دادا حضرت ابن عباسؓ کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہ تھا کہ قسم اٹھانے کے دو تین دن بعد بھی

استثناء جائز ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ تھا کہ قسم میں استثناء متصل جائز ہے بعد میں جائز نہیں۔ (ربیع نے اس کی طرف اشارہ کیا)

اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا اے امیرالمومنین ربیع چاہتا ہے کہ آپ کی فوج آپ کی بیعت میں نہ رہے اس نے کہا وہ کیسے فرمایا تیرے سامنے قسم کھائیں کہ ہم تیرے مطیع ہیں پھر گھر جا کر استثنیٰ کر لیں یہ سن کر منصور ہنسا اور ربیع سے کہنے لگا اے ربیع امام ابوحنیفہؒ سے مقابلہ نہ کر جب امام صاحبؒ دربار سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ربیع نے کہا آج تو آپ مجھے قتل کروانا چاہتے تھے امام صاحبؒ نے فرمایا نہیں بلکہ تو مجھے قتل کروانا چاہتا تھا میں تجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی بچالیا۔

دوسرا واقعہ

ابوالعباس طوسی امام صاحبؒ کے بارے میں غلط نظریات رکھتا تھا اور امام صاحب اس بات کو جانتے تھے ایک دن امام صاحبؒ خلیفہؒ کے پاس گئے اس وقت بہت سارے لوگ جمع تھے اس طوسی نے کہا (یعنی دل میں) آج میں ابوحنیفہؒ کو قتل کرواؤنگا پھر سامنے آکر کہنے لگا اے ابوحنیفہؒ امیرالمومنین کبھی ہمیں حکم دیتے ہیں کہ فلاں کی گردن اڑا دو ہمیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی کیا ہم گردن اڑا دیا کریں؟

امام صاحبؒ نے فرمایا اے ابوالعباس کیا ہمارے امیر حکم صحیح کرتے ہیں یا غلط؟ اس نے کہا صحیح۔ فرمایا صحیح حکم کے نافذ کرنے میں پھر کیا رکاوٹ ہے ان کو فوراً نافذ کر دیا کرو پوچھنے کی ضرورت نہیں پھر امام صاحبؒ نے اپنے قریب والے سے کہا کہ یہ مجھے پھنسانا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کو پھنسا دیا۔

امام ابوحنیفہ کا خدا سے ڈرنا

یزید بن کمیتؒ کہتے ہیں کہ ایک رات (امام مسجد) علی بن حسن نے عشاء کی نماز

میں سورہ اذا زلزلت پڑھی اور امام ابوحنیفہؒ بھی ان کے مقتدی ہیں جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے تو میں نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا کہ متفکر بیٹھے ہیں اور سانس ٹھرا ہوا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اٹھ جاؤں تاکہ میری وجہ سے وہ ادھر مشغول نہ ہوں میں چراغ کو جلتا دیکھ کر چلا گیا حالانکہ چراغ میں تیل بالکل کم تھا۔ پھر جب میں (صبح کے قریب) واپس آیا تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں اے وہ ذات جو برائی اور خیر کے ذرہ کا بدلہ دیگی نعمان کو جہنم سے اور ہر اس برائی سے بچالے جو جہنم کے قریب کریں اور اسے اپنی وسیع رحمت میں داخل کرلے۔

جب میں نے صبح کی اذان دی تو چراغ روشن تھا اور امام ابو حنیفہؒ سابقہ حالت پر کھڑے ہوئے تھے۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مجھ سے فرمایا کیا تو چراغ اٹھانے آیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں صبح کی اذان دے چکا ہوں، امام صاحبؒ نے فرمایا جو تو نے دیکھا ہے کسی سے بیان نہ کرنا، پھر دو رکعت سنت پڑھی، اور جماعت کے ساتھ عشاء والے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔

امام ابو حنیفہؒ کی ولادت اور وفات امام ابو حنیفہؒ کی ولادت 80ھ میں ہوئی بعض نے کہا 61ھ میں لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

وفات رجب میں امام صاحبؒ نے وفات پائی۔ بعض نے کہا کہ شعبان میں 150ھ بعض نے کہا 11 جمادی الاول کو، بعض نے کہا 151ھ میں۔ بعض نے کہا 153ھ میں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ کی وفات اس روز ہوئی جس روز امام شافعیؒ کی ولادت ہوئی، امام صاحبؒ نے بغداد میں وفات پائی، اور خیز ران کے قبرستان میں دفن کئے گئے، ان کی قبر وہاں مشہور ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں، (ابن خلکان کی کلام ختم ہوئی) حافظ جمال الدین مزیؒ نے تہذیب میں یہ اضافہ فرمایا ہے کہ ان پر چھ

مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی' اور عصر تک کثرت رش کی وجہ سے دفن کی نوبت نہ آئی۔

وقار مجلس کتاب نمایۃ الاختصار فی مناقب الاربعۃ آئمۃ الامصار میں حضرت ابن مبارک ؒ سے روایت ہے کہ امام صاحب ؒ کی مجلس پر وقار ہوتی تھی' فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم جامع مسجد میں تھے' (چھت) سے سانپ امام صاحب ؒ کی گود میں آگرا' امام صاحب ؒ کے علاوہ باقی لوگ بھاگ گئے۔ لیکن امام صاحب ؒ اپنی جگہ بیٹھے رہے (نہ ان کا رنگ بدلہ اور نہ کچھ اور) صرف سانپ کو پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا۔

امام ابو حنیفہ ؒ کا رونا محدث عبدالرزاق ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب کی آنکھوں اور رخساروں پر رونے کی وجہ سے جو نشانات پڑ گئے تھے وہ دیکھے۔

امام صاحب ؒ کا کوئی نائب نہیں قاضی ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ؒ سلف کے نائب تھے لیکن خدا کی قسم زمین پر ان کا ان جیسا کوئی نائب نہ ہوا۔

امام ابو حنیفہ ؒ کی قابل توجہ بات یزید بن کیت فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ ؒ سے سنا جب کہ وہ ایک شخص سے کسی مسئلہ میں مناظرہ فرما رہے تھے (اور اس نے سخت الفاظ استعمال کئے) تو فرمایا اللہ تجھے معاف کرے' اللہ اس کے خلاف کو جانتا ہے جو تو کہہ رہا ہے' اور وہ جانتا ہے کہ جب سے میں نے اسے پہچانا اس کے برابر کسی کو نہیں سمجھا' میں اس سے عفو کی امید رکھتا ہوں' میں اس سے عذاب کے علاوہ کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا' عذاب کا لفظ کہتے ہی رونے لگے پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے جب' فاقہ ہوا تو اس شخص نے کہا جو میں نے کہا مجھے معاف کر دیں اس پر آپ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جہالت کی وجہ ایسا عیب لگائے' جو مجھ میں نہ ہو اس کو میں نے معاف کیا' اور جو جان بوجھ کر الزام لگائے اس کو نقصان ہو گا' کیونکہ علماء کی غیبت ان

کے بعد نقصان دہ ہوئی ہے۔

امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مذاکرہ دراوردیؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کو مسجد نبوی میں عشاء کے بعد دیکھا کہ وہ آپس میں مسائل پر بحث فرما رہے تھے اس طرح پر کہ نہ کسی پر کوئی طعن کرتا تھا اور نہ کوئی اعتراض یہاں تک کہ صبح کی نماز دونوں حضرات نے اسی جگہ پڑھی۔**اعداء امام کو ابن مبارکؒ کا ڈانٹنا**

منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم ابن مبارکؒ کے پاس قادسیہ میں تھے کہ ایک شخص کوفہ سے آیا اور امام ابوحنیفہؒ پر زبان درازی کرنے لگا اس پر ابن مبارکؒ نے فرمایا تو برباد ہوجائے کیا تو ایسے شخص کے بارے میں بکواس کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے اور ایک رات میں صرف دو رکعتوں میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اور تو مجھ سے فقہ سیکھتا ہے جو میں امام ابوحنیفہؒ سے لکھی ہے۔

ابن مبارک کے اشعار

ابن مبارکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف میں یہ اشعار بھی کہے۔

1- لقد زان البلاد و من علیھا ○ امام المسلمین ابو حنیفه

(ترجمہ) مسلمانوں کے امام امام ابوحنیفہؒ نے تمام شہروں اور جو کچھ اس میں ہے ان کو مزین کر دیا

2- بآثار وفقه فی حدیث ○ کآثار الزبور علی الصحیفه

(ترجمہ) ان کی حدیث اور فقہ نے صفحات ایسے مزین کر دیے جیسے ابو زبور نے صفحات کو مزین کر دیا تھا۔

3۔ فما فی المشرقین له نظیر ○ ولا بالمغربین ولا بکوفه

(ترجمہ) امام ابوحنیفہؒ جیسا نہ مشرق میں ہے اور مغرب میں اور نہ ہی ان جیسا کوئی کوفہ میں ہوا۔

رایت العائبین له سفاها ○ خلاف الحق مع حجج ضعیفه

(ترجمہ) میں نے امام ابوحنیفہؒ پر عائب لگانے والوں کو بے وقوف سمجھا جنہوں نے ضعیف دلائل سے ان کا مقابلہ کیا

غسان بن محمد کے اشعار

غسان بن محمد نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف میں یہ اشعار کہے۔

1۔ وضع القیاس ابو حنیفه کله ○ فاتی باوضح حجة وقیاس

(ترجمہ) امام ابوحنیفہؒ سے قیاس کرنے کا طریقہ وضع کیا اور اس پر واضح دلائل لائے۔

2۔ والناس یتبعون فیها قوله ○ لما استبان ضیاءه للناس

(ترجمہ) لوگ اس میں ان کے تابع ہیں جب انہوں نے قیاس کے حجت ہونے کو واضع کر دیا۔

3۔ افدی الامام اباحنیفهؒ ذالتقی ○ من عالم بالشرع و المقیاس

(ترجمہ) میری جان قربان ہو امام ابوحنیفہؒ پر جو علماء شرع اور علماء قیاس میں سب سے بڑے متقی ہیں۔

4۔ سبق الائمة فالجمیع عیاله ○ فیما تحراه بحسن قیاس

وہ سب پر سبقت لے گئے باقی سب ان کے عیال ہیں کیونکہ ان کے حسن قیاس نے ان کی عقلوں کو اڑا رکھا ہے۔

امام صاحبؒ کی ایک تدبیر

ایک شخص نے اپنا مال کہیں دفن کیا پھر وہ اس جگہ کو بھول گیا۔ اس نے امام صاحبؒ سے اس پریشانی کا تذکرہ کیا امام صاحبؒ نے فرمایا یہ کوئی فقہی مسئلہ تو نہیں البتہ میں تجھے ایک تدبیر بتاتا ہوں تو آج صبح تک نماز پڑھتا رہے تو تجھے یاد آجائیگا اس نے نماز شروع کی تو چوتھائی رات سے پہلے ہی اس کو دفینہ یاد آگیا۔ اس نے صبح آکر امام صاحبؒ کو اطلاع دی تو امام صاحبؒ نے فرمایا مجھے معلوم تھا کہ تجھے شیطان نماز نہیں پڑھنے دیگا اے فلاں تو ہلاک ہو پھر تو بطور شکریہ کے ساری رات نماز پڑھتا رہتا۔

امام صاحبؒ کی تعریف میں اشعار

1- الفقه منا ان اردت تفقها ○ والجود والعروف للمنتاب

(ترجمہ) فقہ کا مدار ہم ہیں اگر تو فقہ سیکھنے کا ارادہ کرے اور سخاوت اور نیکی کی اصل (یعنی جڑ) بھی ہم ہی ہیں-2- واذا ذکرت اباحنیفة فیهم ○ خضعت له فی الرای کل رقاب

(ترجمہ) جب امام ابوحنیفہ کا ان میں تذکرہ کیا جائے تو اس کی رائے کے سامنے سب کی گردنیں جھک پڑتی ہیں۔

ابوالموید

1- غدا مذهب النعمان خیر المذاهب ○ کذا القمر الوضاح خیر الکواکب

(ترجمہ) کل امام ابوحنیفہؒ کا مذہب سارے مذاہب پر اس طرح غالب ہوگا جیسے چودھویں کا چاند ستاروں پر غالب ہوتا ہے۔

2- تفقه فی خیر القرون مع النقی ○ فمذهب لاشک خیر المذاہب

(ترجمہ) انہوں نے تقوی کے ساتھ خیرالقرون کے زمانہ میں دین حاصل کیا اس لئے ان کے مذہب کے بہتر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

کسی نے کہا

1- ایا جبلی لنعمان ان حصاکما ○ لتحصیٰ وماتحصیٰ فضائل نعمان

(ترجمہ) اے بڑی شخصیت جو امام ابوحنیفہؒ کے مناقب اور فضائل کو شمار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کبھی بھی ان کے فضائل کو شمار نہیں کر سکتا۔

امام ابو حنیفہؒ علم شریعت کے سب سے پہلے مدون ہیں

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کی مسانید اور مناقب جمع کئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب علم شریعت کے سب سے پہلے مدون ہیں اور امام صاحب نے ہی سب سے پہلے انہی ابواب کی ترتیب سے مرتب کیا پھر امام مالک نے اپنے موطاء میں انہیں کی تقلید کی۔ اس میں کوئی بھی امام ابوحنیفہؒ سے سبقت نہ لے سکا۔

اس لئے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے علم شریعت کو مرتب نہ کیا تھا اور نہ ان کو ابواب کی ترتیب دی تھی اور نہ ہی کوئی کتاب مرتب شدہ تھی۔
بلکہ وہ صرف قوت حفظ پر ہی اعتماد کرتے تھے جب امام ابوحنیفہؒ نے علم دین کو منتشر دیکھا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف محسوس کیا تو اسے مدون کیا اور اس کو ابواب کی ترتیب دی۔ سب سے پہلے کتاب الطہارت پھر کتاب الصلواۃ پھر تمام عبادات پھر معاملات، پھر آخر میں کتاب المواریث کو رکھا۔
طہارت اور نماز سے ابتداء اس لئے کی کہ یہ اہم ترین عبادات میں سے ہیں اور کتاب المواریث کو آخر میں اس لئے رکھا کہ انسانوں کی آخری حالت یہی ہوتی ہے۔
اور امام ابوحنیفہؒ ہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط لکھی اس لئے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سارے لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

ابو سلیمان جوزجانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے قاضی بصرہ احمد بن عبداللہ نے کہا کہ ہم اہل کوفہ سے شرائط کو زیادہ جانتے ہیں میں نے کہا علماء کے لئے انصاف کرنا بہتر

ہے۔ کتاب الشروط سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ نے لکھی ہے تم نے صرف اس میں کچھ کمی زیادتی کی ہے اور الفاظ کا تغیر و تبدل کیا ہے۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تم اپنی شروط اور اہل کوفہ کی شروط کی وہ کتاب لاؤ جو امام ابو حنیفہؒ سے پہلے لکھی گئی ہو اس پر قاضی خاموش ہوئے۔

اور فرمانے لگے مجھے اپنی جان کی قسم حق کو تسلیم کرلینا بلاوجہ جھگڑا کرنے سے افضل ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی وہ روایات جن کو محدث طبرانی نے نقل کیا ہے

امام طبرانیؒ نے اپنی معجم اوسط میں باسند روایت کی ہے کہ عبدالوارث بن سعید فرماتے ہیں کہ میں کوفہ حاضر ہوا تو میں نے تین فقہاء کو پایا۔ 1- امام ابوحنیفہؒ 2- قاضی ابن ابی لیلیٰ 3- ابن شبرمہ

میں نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے کوئی چیز فروخت کی اور ساتھ شرط لگائی' امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل

پھر میں ابن شبرمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے فرمایا کہ بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی جائز ہے۔

پھر میں ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی مسئلہ دریافت کیا' انہوں نے فرمایا کہ بیع جائز ہے لیکن شرط باطل ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ' عراق کے تین فقہاء ایک مسئلہ میں اس قدر مختلف ہیں۔

پھر امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان دونوں حضرات کے فتویٰ کی خبر دی اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا ان حضرات کے فتویٰ دینے کی وجہ مجھے معلوم نہیں' میں نے تو

اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے جس کو مجھ سے عمرو بن شعیب نے عن ابیہ عن جدہ بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع سے بھی اور شرط سے بھی' اس لئے بیع بھی باطل اور شرط بھی باطل'

پھر میں ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور ان دو حضرات کے فتویٰ کی خبر دی' اس پر انہوں نے فرمایا میں ان کے فتویٰ کی دلیل نہیں جانتا میں نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے جو مجھ سے ہشام بن عروہ نے عن ابیہ عن عائشہؓ بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت بریرۃؓ کو خرید کر آزاد کردو' تو بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔

پھر میں ابن شبرمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان دو حضرات کے فتویٰ کی خبر دی' انہوں نے فرمایا ان کے فتویٰ دینے کی وجہ مجھے معلوم نہیں' میں نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے جو مجھ سے مسعر بن کدام نے عن محارب بن دثار عن جابرؓ بن عبداللہ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی فروخت کی اور یہ شرط لگائی کہ مدینہ تک ہم اس پر سوار ہوں گے تو بیع بھی جائز ہوئی اور شرط بھی جائز ہوئی۔

امام طبرانیؒ نے ایک حدیث باسند عن ابی حنیفہ عن بلال عن وھب بن کیسان عن جابر بن عبداللہ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اور تکبیرات ایسے اہتمام سے سکھایا کرتے تھے جیسا کہ قرآن کی سورت اہتمام سے سکھاتے تھے امام طبرانیؒ فرماتے ہیں لم یروہ عن وھب الا بلال تفرد بہ ابو حنیفہؒ

امام طبرانیؒ نے ایک حدیث باسند عن ابی حنیفہ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی' عن علقمہ بن قیس عن عبداللہ بن مسعودؓ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعا استخارہ اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے قرآن سکھایا جاتا ہے۔ فرماتے

تھے جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو (معروف طریقہ جو استخارہ کا کتابوں میں منقول ہے اس کو پورا کرنے کے بعد یہ دعاء مانگا کرو (اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک' واسالک من فضلک العظیم' فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولااعلم وانت علام الغیوب' اللھم ان کان ھذا الامر خیر الی فی دینی و دنیای وعاقبۃ امری فقدرہ لی وان کان غیر ذلک خیر الی فاھدلی الخیر حیث کان واصرف عنی الشر حیث کان ولرضنی بقضائک

خطیب بغدادیؒ نے المتفق والمفترق میں عن ابن سوید حنفی سے روایت کیا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا اور وہ میرے لئے صاحب عزت تھے' کہ فرض حج کے بعد حج افضل ہے یا جہاد؟

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا حج کے بعد جہاد پچاس نفلی حجوں سے افضل ہے (یہ ایک حدیث ہے جس کے مطابق امام صاحبؒ نے فتویٰ دیا)

والحمدللہ وحدہ' وحسبنا اللہ ونعم الوکیل' ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بندہ - عبدالغنی طارق

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

استاد جامعہ قادریہ رحیم یار خان

بندہ حبیب الرحمان

خطیب جامع ابوبکر رحیم یار خان

استاد خدیجہ الکبریٰ رحیم یار خان

امام اعظم ابوحنیفہؒ

ترجمہ

المواھب الشریفہ

تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

مترجم

حضرت مولانا خدا بخش صاحب ربانی
فاضل خیر المدارس

حضرت مولانا عبدالغنی طارق
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
استاد جامعہ قادریہ رحیم یار خان

ناشر

مکتبہ مکیہ ۲۲ علامہ اقبال روڈ مکی مسجد لاہور فون 6374594

نام کتاب	المواھب الشریفہ
مؤلف	حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی
مترجم	حضرت مولانا خدا بخش صاحب ربانی
	حضرت مولانا عبد الغنی طارق صاحب
کمپوزنگ	ریاض احمد ناز ۔ طارق کمپیوٹرز رحیم یار خان
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

دار الاشاعت کراچی نمبرا

تالیفات اشرفیہ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد .... یہ حقیقت ہے کہ جو شخصیت جس قدر باکمال اور مقبول عند اللہ ہوتی ہے اسی تناسب سے ان کے حاسدوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ صبحی محمصانیؒ شافعی نے اپنی کتاب فلسفة التشريع فی الاسلام میں لکھا ہے کہ حنفیوں کی تعداد جملہ عالم اسلام کی دو تہائی ہے۔ مالکیوں کی تعداد ساڑھے چار کروڑ ہے۔ شافعیوں کی تعداد دس کروڑ' حنبلیوں کی تعداد تیس لاکھ ہے اس سے امام ابوحنیفہؒ کی مقبولیت عند اللہ کا اندازہ لگائیے ایک امام فرماتے ہیں کہ لا یرمی شجر الا ذوثمر کہ پھل دار درخت کو ہی پتھر مارے جاتے ہیں۔ جہاں دوسرے اہل علم پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کی گئی ہیں وہاں امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ پر بھی طرح طرح کے الزام لگائے گئے ہیں۔ علماء امت نے وقتاً فوقتاً امام صاحبؒ کے مناقب پر کتابیں لکھ کر ان کا رد کیا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی استاذ محترم محدث مدینہ کی تصنیف لطیف المواهب الشريفه فی مناقب ابی حنیفه ہے جس میں شیخ نے امام صاحبؒ کے مناقب کو باحوالہ جمع فرما کر امت پر احسان فرمایا لیکن وہ رسالہ بھی عربی میں تھا۔ اس لئے بندہ نے برادر مکرم فاضل نوجوان حضرت مولانا خدا بخش صاحب ربانی مدظلہ کے تعاون سے ترجمہ کر کے پیش کیا ہے تاکہ عوام بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اس مقدمہ میں میں نے چند کلمے استاذ العلماء شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد شمس الحق افغانیؒ کے نقل کردیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے۔ امام صاحبؒ کی تعریف ہم جیسوں سے کیا ہوسکتی

ہے جب کہ امام بخاریؒ کے استاذ محدث عبداللہ بن مبارکؒ نے یہ فرمادیا۔

لقد زان البلاد و من علیها ○ امام المسلمین ابوحنیفةؒ
بآثار و فقه فی حدیث ○ کآثار الزبور علی الصحیفة
فما فی المشرقین له نظیر ○ ولا بالمغربین ولا بکوفة
رایت العائبین له سفاها ○ خلاف الحق مع حجج ضعیفة

اور اپنے اوپر الزام لگانے والوں کا جواب خود امام صاحبؒ دے چکے ہیں۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمهم ○ قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا

بندہ۔ عبدالغنی طارق

استاذ جامعہ قادریہ رحیم یار خان
فاضل جامعہ اشرفیہ و وفاق المدارس پاکستان
ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً.........اما بعد

بڑے بڑے علماء اور ذی شان فضلاء کی ایک جماعت نے امام اعظم ابوحنیفہؒ رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب کو جمع کیا ہے۔ ان میں سے بعضوں نے تو اس (موضوع) پر مستقلاً کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جیسے امام ابوجعفر الطحاوی، امام ابن ابی عوام السعدی، قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی الصمیری، حافظ جلال الدین السیوطی، علامہ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی، اور فقیہ احمد بن حجر الھیتمی المکی رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین اور بعضوں نے مناقب امام اعظم کو اپنی سیر تواریخ کی کتب میں ضمناً نقل کیا ہے۔ جیسے حافظ جمال الدین المزی نے تھذیب الکمال میں حافظ ذھبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں اور سیر اعلام النبلاء میں اور حافظ ابوعمرو یوسف بن عبدالبر نے "الانتقاء" میں اور اپنی کتاب جامع "بیان العلم و فضلہ" میں اور خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "تاریخ بغداد" میں۔

مگر خطیب کی کتاب تاریخ بغداد میں ایسی مثالیں درج ہیں جن کی مختلف تاویلات ہوسکتی ہیں اور ایسے جھوٹے قصے پائے جاتے ہیں جن کی سندوں میں جھوٹے اور مجہول رواۃ ہیں۔

بعض محققین نے خطیب بغدادی کے ساتھ حسن ظن کا معاملہ فرمایا ہے انہوں نے خیال کیا کہ خطیب جیسوں سے ایسی چیزیں صادر ہونا مناقب کے باب میں عقل سے بالاتر ہے۔

غالب گمان یہ ہے کہ ایسی ساری روایات یا (ان میں سے) اکثر ان کی کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔

بالفرض اگر مان لیا جائے کہ انہوں نے خود ایسی چیزیں لکھی ہیں تو (پھر) بھی یہی کہا جائے گا کہ یہ مؤرخین کے طرز پر ہے کہ جو کچھ بھی ان کو ملا رطب و یابس بغیر تحقیق رواۃ اور سندوں کے چھان بین کے لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حقیقت حال کو خوب جانتے ہیں جب (علماء) ایسی روایات پر مطلع ہوئے جو امام صاحب کی جلالت شان کے خلاف تھیں جس سے ان کی غیبت کرنے والے لذت حاصل کرتے تھے ان مثالوں کو ہوا میں اڑا دیا اور ایسی مثالیں حذف کردیں اور اپنی کتابوں میں ایسی روایات اور واقعات لکھ کر شائع کرنے لگے ان من گھڑت باتوں سے اعراض کرتے ہوئے جن کو خود خطیب نے ذکر کیا ہے اور دوسروں نے سیرو تواریخ کی کتب میں امام صاحب کے مناقب اور فضائل کو صحیح سندوں سے نقل کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں (یہ بات) ڈالی کہ میں امام صاحب کے ان مناقب کو جمع کروں جو مشہور و مستند کتابوں میں مذکور ہیں۔ اور ان (مناقب) کی نسبت اس کے قائل کی طرف کروں۔ اور اس کی طرف جس نے اس کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے ایک کلمہ کی زیادتی بھی نہ کروں۔ تاکہ حسد کرنے والے عبرت حاصل کریں اور دشمن نصیحت پکڑیں۔ اللہ تعالیٰ تمام پر رحمت فرمائے۔ اس مجموعے کا نام میں نے المواهب الشريفه فی مناقب الامام ابی حنیفہ" رکھا اور کتاب کے آخر میں اصحاب ثلاثہ یعنی امام ابویوسف" اور امام محمد بن الحسن الشیبانی" اور امام زفر بن الھذیل البصری" کا تذکرہ بھی کردیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ بخش دے ہمارے ذنوب اور محو کردے سیئات کو اور درست کردے اعمال کو اور نیج آمال کا اور عافیت دے دارین میں۔ بے شک وہ علیم ہے خبردار ہے اور (دعا کو) جلدی قبول فرمانے والا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

ولادت باسعادت

ولادت ۸۰ ہجری

وفات ۱۵۰ ہجری

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ وہ امام اعظم ہیں اور فقیہ عراق ہیں (نام ان کا) نعمان بن ثابت الکوفی

(انہوں نے) حضرت انس بن مالکؓ کی کئی بار زیارت فرمائی جب وہ کوفہ میں تشریف لائے۔ اور امام صاحب نے فقہ حماد بن ابی سلیمان وغیرہ سے پڑھی۔ امام صاحب سے وکیع اور یزید بن ہارون و ابو عاصم اور عبدالرزاق (جس کی کتاب مشہور مصنف عبدالرزاق ہے) نے حدیث حاصل کی ہے اور ان کے علاوہ خلق کثیر نے (امام صاحب) سے حدیث بیان کی ہے۔

اور وہ امام متقی عالم عامل عبادت گزار بلند شان والے تھے۔ وہ بادشاہوں کے ہدیہ کو قبول نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ وہ تجارت کرتے اور اپنے ہاتھ سے کماتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ الامام ذہبی ۱/۱۶۸)

امام صاحب تابعی تھے امام ابوحنیفہؒ نے کئی مرتبہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کی زیارت فرمائی۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اس لحاظ سے طبقہ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور یہ (شان) امام صاحب کے کسی ہم عصر کو حاصل نہیں۔ جو اس وقت (مختلف) شہروں میں رہتے تھے۔ جیسے (امام) اوزاعیؒ شام میں اور سفیان ثوریؒ کوفہ میں اور (امام) مالکؒ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور مسلمؒ بن خالد مکہ المکرمہ میں اور لیث بن سعدؒ مصر میں۔ (تبییض الصحیفہ)

امام صاحب کے اساتذہ امام ابوحنیفہؒ رحمتہ اللہ علیہ نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا جو کہ تابعین تھے۔ امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی نے عقود الجمان ص ۱۸۳ میں ذکر کیا ہے۔

امام صاحبؒ کے اساتذہ میں سے ایک عامر بن شراحیل کوفی ہیں جو کہ تابعین کی علامہ تھے یہ امام ابوحنیفہؒ کے سب سے بڑے استاد ہیں انہوں نے ڈیڑھ سو اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۹،۸۱)

اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے عطاء بن ابی رباح سے بھی علم حاصل کیا جنہوں نے دو سو صحابہؓ کی زیارت کی۔ (تہذیب التہذیب ۷/۲۰۰)

امام صاحبؒ کے تلامذہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ایک جم غفیر اور خلق کثیر تھے امام محمد بن یوسف الصالحی نے عقود الجمان میں فرمایا ہے کہ امام صاحب کے اتنے شاگرد ہوئے کہ اتنے شاگرد بعد میں کسی امام کے نہیں ہوئے۔ (عقود الجمان ص ۱۸۳)

امام محمد بن یوسف الصالحیؒ نے اپنی کتاب کے پانچویں باب میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث اور فقہ حاصل کی ہے جن میں اہل مکۃ المکرمۃ اور اہل مدینۃ المنورۃ اور اہل دمشق اور اہل بصرہ اور اہل جزیرہ وغیرہ کے شاگرد بھی تھے۔ (صالحی) کہتے ہیں کہ میں جس وقت حاضر ہوا ایک بڑی جماعت تھی جو امام ابوحنیفہؒ سے علم حاصل کررہی تھی جو تقریباً آٹھ سو تھے۔ اس کے بعد ان سب کے نام بالتفصیل ذکر کئے۔ (عقود الجمان) صفحہ ۸۸ سے ۱۵۸)

ملا علی قاری نے اپنی کتاب (مناقب الامام الاعظم) میں ان کے تلامذ کے نام صراحت سے بیان کئے ہیں۔ جو تقریباً ڈیڑھ سو ہیں۔ اور آخر میں فرمایا ہے کہ یہ وہ تفصیل ہے جو ہم نے کردری کی کتاب مناقب سے مختصر نقل کی ہے۔ اور علامہ کردریؒ

نے آخر میں فرمایا ہے کہ یہ (کل نام) شاگردوں کے) سات سو ہیں جو (اس وقت) اپنے اپنے شہروں کے علماء تھے اور اپنے زمانے کے بڑے علماء میں شمار تھے انہوں نے امام صاحب سے علم حاصل کیا۔ ان کی کوشش سے ہم تک یہ علم پہنچا اللہ ان کو قیامت کے روز بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

آمین .... ملاحظہ ہو ذیل الجواہر المضیہ ص ۵۱۸ ت ۵۵۶

حدیث میں امام صاحب کا مقام

○ **خلف بن ایوبؒ نے فرمایا** کہ علم اللہ تعالٰی کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے صحابہ کرام کو پہنچا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تابعین کو پہنچا پھر (امام) ابوحنیفہؒ کو پہنچا اب جو چاہے راضی ہو اور جو چاہے ناراض ہو۔ (تاریخ بغداد ۱۳ر ۳۳۶)

○ **ابو مطیع نے فرمایا** امام ابوحنیفہؒ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابو جعفر امیر المئومنین کی مجلس میں حاضر ہوا۔

انہوں نے مجھے فرمایا کہ اے ابوحنیفہ تو نے کس سے علم حاصل کیا ہے (امام صاحب) فرماتے ہیں کہ میں نے کہا حماد سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے (خلیفہ ثانی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

(امام صاحب) فرماتے ہیں کہ ابو جعفر نے کہا واہ واہ آپ نے تو اپنے لئے خوب مضبوط علم حاصل کیا۔ اے ابوحنیفہؒ (یہ سارے رجال) پاکیزہ طاہر اور مبارک ہیں اللہ ان پر رحمت کرے۔ (تاریخ بغداد ۱۳ر ۳۳۴)

○ مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں ہم نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ حدیث پڑھی وہ ہم پر غالب آگئے پھر ہم نے زہد میں ان کا مقابلہ کیا پس وہ ہم سے سبقت لے گئے اور پھر ہم نے ان کے ساتھ فقہ پڑھی تو اس کا حال وہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ (عقود الجمان ص ۱۹۲)

○ محدث اسرائیل نے کہا کہ نعمان بہترین انسان تھے ہر اس حدیث کے حافظ تھے جس میں فقہ ہوتی تھی پھر بھی حدیث کی بہت زیادہ تحقیق کرتے تھے اور ان کے فقہی مسائل کو خوب جانتے تھے۔

○ امام ابویوسف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ حدیث کی تفسیر کرنے والا نہیں دیکھا۔

اور اسی طرح فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ احادیث دانی میں مجھ سے زیادہ ماہر تھے۔ (عقود الجمان ص ۱۹۲)

○ اور (امام ابوحنیفہؒ) احادیث کی علتوں کو جانتے تھے ان کی جرح و تعدیل احادیث میں مقبول ہے۔ (عقود الجمان ص ۱۸)

○ عبداللہ بن داؤد نے فرمایا مسلمانوں پر واجب کہ امام ابوحنیفہؒ کے لئے اپنی نمازوں میں دعا کریں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے لئے احادیث اور فقہ کو محفوظ کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ۱۳، ۳۴۴)

○ سفیان ثوریؒ نے فرمایا ابوحنیفہؒ ایسے علم پر سوار تھے جو نیزے کی نوک سے زیادہ تیز تھا۔ خدا کی قسم وہ علم کو اہتمام سے لینے والے تھے۔ حرام سے بھاگنے والے اپنے اہل شہر کے تعامل کا اتباع کرنے والے تھے۔ سوائے حدیث صحیح کے کسی اور کو لینا

حلال یعنی جائز نہیں سمجھتے تھے۔

ناسخ منسوخ کو خوب جانتے تھے اور (صرف) ثقات سے حدیث لیتے تھے اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بھی ثقات سے) لیتے۔ اور اتباع حق میں علماء اہل کوفہ جس پر متفق ہوتے اس کا اتباع کرتے اور اس کو اپنا مذہب بنالیتے۔ (عقود الجمان ص ۱۹۱)

○ **مکی بن ابراہیم**ؒ نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳ ر ۳۴۵)

✓ **یحییٰ بن نصر بن حاجب** نے کہا کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا۔ فرما رہے تھے میرے پاس احادیث کے کئی صندوق ہیں میں نے صرف اتنا حصہ اس میں سے نکالا ہے جس سے نفع حاصل کیا جاسکے۔ (مناقب ابی حنیفہؒ للموفق المکی ص ۸۵)

✓ **حسن بن زیاد**ؒ نے فرمایا کہ امام صاحب نے چار ہزار احادیث نقل کی ہیں دو ہزار (اپنے استاد) حماد سے اور دو ہزار باقی اساتذہ سے۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق المکی ص ۸۵)

✓ **امام ابوحنیفہ** رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس ہزار حدیثوں میں سے آثار کا انتخاب کیا۔ (مناقب ابی حنیفہ للموفق ص ۸۴)

امام ابوحنیفہؒ کا فقہ میں مقام

○ **وکیع بن جراحؒ فرماتے ہیں** (امام شافعیؒ کا استاد) میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا اور نہ اس سے اچھی نماز پڑھنے والا دیکھا۔ (تاریخ بغداد ۳۴۵)

○ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کو لازم پکڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کی اولاد ہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳ / ۳۴۶)

○ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جس نے امام ابو حنیفہؒ کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا وہ علم میں تبحر نہیں بن سکتا اور نہ ہی فقیہ بن سکتا ہے۔ کیونکہ امام صاحب کا قول فقہ میں مسلم ہے۔ (عقود الجمان ص ۱۸۷)

○ یزید بن ہارون نے کہا کہ حدیث (امام) مالکؒ سے حاصل کرو کیونکہ وہ رجال (رواۃ) کی چھان بین زیادہ کرتے تھے اور فقہ (امام) ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب (یعنی شاگردوں) کا پیشہ ہے اور فرائض کے لئے گویا انہیں پیدا کیا گیا تھا۔ (عقود الجمان ص ۱۹۳)

○ نصر بن شمیلؒ نے کہا لوگ فقہ سے غافل تھے امام ابو حنیفہؒ نے انہیں بیدار کیا۔ اپنی فہم و فراست سے دلائل سے اور واضح بیان سے۔ (تاریخ بغداد ۱۳ / ۳۴۶)

○ عبداللہ بن ابی جعفر رازیؒ نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا اور میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا متقی بھی نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ۱۳ / ۳۳۹)

○ ابو جعفر بن ربیعؒ نے کہا میں (امام) ابو حنیفہؒ کے ہاں پانچ سال ٹھہرا رہا میں نے ان سے زیادہ خاموش رہنے والا نہیں دیکھا جب ان سے کسی مسئلے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو کھل پڑتے اور ایسے روانی سے بولتے جیسے وادی میں پانی بہتا ہے۔ (تاریخ بغداد ۱۳ / ۳۳۹)

✓ جریرؒ نے کہا کہ امام اعمشؒ سے جب باریک پیچیدہ مسائل کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ (مسائل کو) (امام) ابوحنیفہؒ کے پاس بھیجتے۔ (مناقب ابی حنیفہؒ للامام ذہبی ص ۱۸)

✓ ابن مبارکؒ نے کہا اگر کسی حدیث کے بارے میں (علماء سے) رائے دریافت کرنے کی ضرورت پڑے تو (امام) مالکؒ سفیان (ثوریؒ) امام ابوحنیفہؒ کی رائیں ہیں۔ ان میں سے (امام) ابوحنیفہؒ کو سب سے بہتر رائے دینے والا اور باریک بین ماہر پایا اور وہ فقہ میں زیادہ غور و خوض کرنے والے تھے اور وہ تینوں (مالک سفیانؒ) میں سے بڑے فقیہ تھے۔ (مناقب امام ابوحنیفہؒ ذہبی ۱۹)

✓ صالحیؒ نے کہا سب سے پہلے جس نے فقہ کو مدون کیا وہ امام ابوحنیفہؒ ہیں اور انہوں نے بابوں کی ترتیب قائم کی پھر ان کی طرز پر (امام) مالکؒ نے مؤطاء میں ترتیب قائم کی امام ابوحنیفہؒ سے پہلے کسی نے (تدوین اور تبویب میں) سبقت نہیں کی۔ (عقود الجمان ص ۱۸۴)

امام صاحب کا شورائی نظام

○ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے مذہب کو مشورے کے ساتھ مرتب کیا۔ اور شوریٰ کے علاوہ اپنے ذاتی رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں بنایا اور نہ ہی محض مسلمانوں کو نصیحت میں مبالغہ کے لئے اپنی رائے کو داخل کیا۔ (بلکہ حال یہ تھا کہ) ایک مسئلہ پیش کیا جاتا پھر اسی مسئلے کے بارے میں شوریٰ سے سوال کیا جاتا اور کہا جاتا کہ اس کا کیا حل ہے؟ (پھر) ہر مسئلے پر بحث ہوتی ایک مہینہ تک یا ایک مہینہ سے زائد تک اور اس پر دلائل

پیش کئے جاتے۔ (حتیٰ کہ وہ مسئلہ) چمکدار روشن چراغ کی طرح واضح ہوجاتا۔ (پھر اس (مسئلے) کو امام ابویوسفؒ اصول (کتاب کا نام) میں نقل فرما لیتے جب وہ (مسئلہ) عقول قبول کرلیتیں۔ جب مسئلہ ان مراحل سے گزر جاتا تو یہ مسئلہ جو شوریٰ سے طے شدہ ہوتا یہ زیادہ صحیح ہوتا اور درستگی اور صحت سے اقرب ہوتا اور دل اس کی طرف زیادہ مائل ہوتے اور زیادہ راحت بخش منزہ عن الخطاء ہوتا اس مذہب سے جس کو ایک آدمی نے اپنی ذاتی رائے سے مرتب کیا ہو۔ (مناقب ابی حنیفہؒ کردری ص ۵۷)

○ **اسد بن فراتؒ** نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہم نشین جنہوں نے (فقہ) مدون کی چالیس آدمی تھے ان میں سے صف اول کے دس میں سے امام ابویوسفؒ امام زفر بن ہذیلؒ داود طائیؒ اسد بن عمروؒ یوسف بن خالد سمتیؒ اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اور یہ (آخر الذکر) تیس سال تک فرائض کتابت سرانجام دیتے رہے۔ (حسن التقاضی ص ۴)

○ **اسد بن فرات** نے ہی کہا کہ اسد بن عمرو نے فرمایا کہ (علماء اہل شوریٰ) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مسئلے کے جواب کے بارے میں اختلاف کیا کرتے تھے ایک کی طرف سے ایک جواب ہوتا اور دوسرے کی طرف سے دوسرا۔ پھر ہر (جواب) کے بارے میں امام صاحب کی طرف مراجعت ہوتی اور امام صاحب سے اس کے بارے میں سوال کرتے پس آپ جو درستگی کے قریب جواب ہوتا وہ ارشاد فرماتے اور کبھی ایک مسئلے کے بارے میں تین دن توقف کرتے پھر اس کو دفتر میں لکھوا دیتے (حسن التقاضی ص ۴)

○ **صیمری** نے اسحاق بن ابراہیم سے بسند بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب مسئلہ میں غور و خوض کرتے جب عافیہ (رکن شوریٰ) حاضر نہ

ہوتے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ابھی اسکو رہنے دو عافیہ کے آنے تک جب عافیہ بن یزید حاضر ہو جاتے تو اگر ان کی رائے باقی اصحاب سے متفق ہوتی تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے اس کو لکھ لو اگر ان کی رائے متفق نہ ہوتی تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے اس (مسئلہ کو نہ لکھو۔ (حسن التقاضی ص ۱۲)

○ امام ابوحنیفہؒ نے کئی لاکھ مسائل مدون کئے ان کی تعداد میں نقل کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے ان کی تعداد میں کم از کم جو روایت ملی ہے تین لاکھ اسی ہزار مسائل ہیں۔ اڑتیس ہزار عبادات میں اور باقی معاملات میں۔ (مناقب ابی حنیفہ للکردری ص ۹۲)

امام ابوحنیفہؒ کی فہم و فراست کا بیان

○ **یزیدؒ** نے کہا کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ متقی اور سمجھدار نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ا/۱۶۸)

○ **امام مالک رحمتہ اللہ** سے پوچھا گیا کہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے دیکھا ہے وہ ایسے انسان تھے کہ اگر اس ستون کے بارے میں کلام کریں کہ اس کو سونے کا ثابت کر دیتے تو دلائل کے ساتھ ثابت کردیں گے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۳۸)

○ **خارجہ بن مصعبؒ** نے کہا میں نے ہزار علماء سے ملاقات کی ان میں سے تین یا چار کو ذی عقل پایا امام ابوحنیفہؒ کو ان تین چار میں شمار کیا۔ (تاریخ بغداد ۱۳ / ۳۶۴)

امام ابوحنیفہؒ کی عبادت کا بیان

○ سفیان بن عیینہؒ (مشہور محدث) ہیں فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی مکہ میں نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍ ۳۵۳)

○ ابو مطیعؒ نے فرمایا میں مکہ میں تھا کہ جب بھی رات کو میں حرم میں آیا ابوحنیفہؒ اور سفیانؒ کو طواف کرتے ہوئے پایا۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍ ۳۵۳)

○ ابوعاصم النبیلؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کا نام زیادہ نمازیں پڑھنے کی وجہ سے کھونٹا رکھا گیا تھا۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍ ۳۵۴)

○ حفص بن عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ امام صاحب تیس سال تک ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھتے ہوئے رات گزار دیتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍ ۳۵۴)

اما صاحب کا خوف و خشیت

○ یزید بن کمیتؒ نے فرمایا ابوحنیفہؒ اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے علی بن الحسین المؤذن نے عشاء کی نماز میں سورۃ اذا زلزلت کی تلاوت کی اور امام ابوحنیفہؒ پیچھے مقتدی تھے جب نماز پوری ہوئی تو لوگ چلے گئے میں نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا وہ متفکر بیٹھے ہوئے تھے (اور غم کی وجہ سے) لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍ ۳۵۷)

○ قاسم بن معنؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ایک رات اس آیت کو نماز میں پڑھتے ہوئے گزار دی (بل الساعة موعدهم والساعة ادهٰی وامر) (ترجمہ) ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ ہے۔ بار بار

دہراتے تھے اور زار و قطار روتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۵۷)

○ حضرت وکیعؒ نے فرمایا خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ بہت زیادہ امانت دار تھے۔ ان کے دل میں اللہ کی عظمت کبریائی جلالۃ راسخ تھی وہ ہر چیز پر اللہ کی رضاء کو ترجیح دیتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۵۸)

امام صاحب کا زہد و تقویٰ

○ مکی بن ابراہیمؒ نے فرمایا کہ میں اہل کوفہ کے ساتھ بیٹھا لیکن امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی متقی نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۵۸)

○ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (امیر المؤمنین فی الحدیث) نے بھی اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ (ایضاً ۱۳؍۳۵۹)

○ یحییٰ بن قطانؒ فرماتے ہیں اللہ کی قسم ہم امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں شریک ہوئے اور ان سے حدیث کا سماع کیا اللہ کی قسم جب بھی میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتا ہوں تو اللہ سے ڈر کے آثار ان کے چہرے پر نظر آتے ہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۵۲)

○ عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت سفیان ثوریؒ سے کہا۔ اے ابو عبداللہ (یہ کنیت ہے سفیانؒ کی) ابوحنیفہؒ غیبت کرنے سے کتنے دور ہیں میں نے کبھی ان کے دشمن کی غیبت بھی ان سے نہیں سنی سفیانؒ نے کہا ابوحنیفہؒ سمجھدار ہیں کہ ایسا کام نہیں کرتے جس سے ان کی نیکیاں ضائع ہوجائیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۶۳)

○ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے، کہا امام ابوحنیفہؒ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ کیا کہا جائے ایسے آدمی کے بارے میں جس پر ساری دنیا اور اس کے احوال پیش کیے گئے اس نے ان کو پھینک دیا اس پر ان کو کوڑے مارے گئے تو اس نے صبر کیا۔ جب کہ دوسرے لوگ عہدہ کے طالب تھے۔ (عقود الجمان ۲۳۹)

○ حکم بن ہشامؒ نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ لوگوں میں سب سے بڑے امانتدار تھے بادشاہ وقت نے چاہا کہ ان کو وزیر خزانہ بنایا جائے بصورت دیگر کوڑے مارے جائیں۔ انہوں نے اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں بادشاہوں کے عذاب کو قبول کیا۔ (عقود الجمان ص ۲۴۳)

○ حضرت حسن بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ بڑے متقی تھے حرام سے دور بھاگنے والے تھے بہت ساری چیزوں کو حرام کے شبہ سے چھوڑ دیتے تھے میں نے ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا جو اپنی جان کو بھی محفوظ رکھے اور علم کو بھی۔ ان کی ساری جدوجہد کا خلاصہ قبر کی تیاری تھی۔ (عقود الجمان ص ۲۳۹)

○ سہیل بن مزاحمؒ فرماتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئے ہم نے ان کے گھر میں چٹائیوں کے علاوہ کچھ نہ دیکھا۔ (عقود الجمان ص ۲۴۱)

امام صاحبؒ کی خصائل و عادات کا بیان

○ مجاہدؒ نے کہا کہ میں (خلیفہ ہارون الرشید) کے پاس تھا کہ امام ابویوسفؒ تشریف لائے۔ ہارون الرشید نے ان سے کہا کہ (امام) ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی صفات و اخلاق بیان کریں۔

انہوں نے کہا .... اللہ کی قسم (امام ابوحنیفہؒ) اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بہت زیادہ دور بھاگنے والے تھے۔ دنیا داروں سے دور رہنے کو پسند کرتے تھے اکثر وقت خاموشی میں گزارتے تھے ہمیشہ متفکر رہتے۔ فضول قیل و قال سے گریز کرتے تھے اگر کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جاتا تو اگر ان کے پاس اس کا جواب ہوتا تو جواب دیتے۔ وہ جان اور دین کی حفاظت کرتے تھے صرف اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول رہتے، کسی کا ذکر بھلائی کے علاوہ نہ کرتے تھے۔

(ہارون الرشید) نے کہا یہی اخلاق صالحین کے ہیں۔ (مناقب ابی حنیفہ و صاحبیہ للحافظ الذہبی ص ۹)

○ فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ایک فقیہ انسان تھے فقہ میں مشہور تھے، تقویٰ میں معروف تھے۔ وسیع مال والے تھے۔ .... اپنے قریب رہنے والوں پر زیادہ خرچ کرنے میں مشہور تھے رات دن تعلیم علم میں مشغول رہتے، رات عبادت اور یاد الٰہی میں گزارنے والے، زیادہ خاموش رہنے والے کم گو تھے یہاں تک کہ حلال و حرام کے بارے میں مسئلہ پوچھا جائے تو احسن طریقے سے طریق حق پر دلالت کرنے والے تھے۔ بادشاہ کے مال سے دور بھاگنے والے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۰)

○ قاضی شریکؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ اکثر وقت متفکر رہتے فقہ میں باریک بین تھے۔ علم و عمل و بحث سے عجیب و غریب استنباط کرتے تھے اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کردیتے جیسے پڑھاتے تھے اگر تلمیذ فقیر ہوتا تو اسے (اتنا عطاء کرتے کہ) غنی کردیتے اس کا اور اس کے اہل کا خرچہ برداشت کرتے یہاں تک وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہوجاتا، جب تعلیم سے فارغ ہوتا تو

اسے فرماتے کہ تو حلال و حرام کے پہچاننے سے غنٰی اکبر کو پہنچ گیا۔ اور (امام صاحب) بہت عقل والے، لوگوں سے کم جھگڑنے والے نہایت کم گو تھے۔ (عقود الجمان ص ۲۰۶)

امام صاحبؒ کے لیل و نہار

○ امام زفرؒ فرماتے ہیں میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس بیس سال سے زیادہ وقت رہا میں نے ان سے زیادہ لوگوں کو نصیحت کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ان سے زیادہ شفقت کرنے والا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان کھپا دی تھی، دن کا اکثر حصہ علم، مسائل اور ان کی تعلیم، پیش آمدہ سوالات اور مسائل کے جوابات میں گزارتے تھے جب مجلس سے کھڑے ہوتے تو مریض کی عیادت کرتے یا جنازے کے ہمراہ جاتے یا کسی فقیر کی مدد کرتے یا کسی (مسلمان) بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرتے یا اس کے کسی کام میں کوشش کرتے۔ اور جب رات ہوجاتی تو عبادت اور نماز اور قراۃ قرآن میں مشغول ہوجاتے یہی ان کا معمول زندگی وفات تک رہا (رضی اللہ عنہ) (عقود الجمان ص ۲۰۸)

امام صاحبؒ کی امانت و جلالت

○ امام ابوداوٗد سختیانیؒ نے کہا اللہ رحمت کرے امام مالکؒ پر وہ امام تھے۔ اللہ کی رحمت ہو امام شافعیؒ پر وہ امام تھے۔ اور اللہ کی رحمت ہو امام ابوحنیفہؒ پر وہ بھی امام تھے۔ (الانتقاء لابن عبدالبر ص ۳۲)

○ امام ذہبیؒ نے امام ابوداوٗد کا یہ قول تذکرۃ الحفاظ ۱ر۱۴۹ پر ذکر کیا ہے اس میں صرف امام ابوحنیفہؒ کی امامت کا ذکر ہے۔ ○ عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا

کہ امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ حقدار کوئی نہیں جس کی اقتداء (تقلید) کی جائے کیونکہ وہ امام متقی صاحب ورع عالم فقیہ تھے۔ (اللہ نے) ان پر وہ علم کھولا جو کسی پر نہیں کھلا۔ چاہے وہ علم دیکھنے سے متعلق ہو یا سمجھنے سے یا ذہانت سے یا تقویٰ سے۔ (مناقب ابی حنیفہ للکردری ص ۴۶) (یاد رہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ امام بخاریؒ کے بڑے اساتذہ میں ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں ان کو امام صاحب نے امیرالمؤمنین فی الحدیث کا لقب دیا تھا۔ فائدہ از مترجم)

○ مسعر بن کدامؒ نے فرمایا جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان ابوحنیفہؒ کو واسطہ بنایا تو امید ہے کہ وہ بے خوف ہوگا اور وہ اپنی ذات کے لئے احتیاط میں زیادتی کرنے والا نہ ہوگا۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۴۵)

○ یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا میں نے یحییٰ بن سعید بن القطان سے سنا فرما رہے تھے ہم اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے ہم نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ اچھی رائے والا نہیں دیکھا ہم نے ان کے اکثر اقوال (بطور دلیل) لئے ہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۴۶)

○ یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں یحییٰ بن سعید القطان (مشہور محدث ثقہ راوی احادیث ہیں) فتویٰ اہل کوفہ کے قول پر دیتے تھے۔ امام صاحب کے قول کو دوسرے (ائمہ) کے اقوال سے زیادہ پسند کرتے تھے' امام صاحب کے اصحاب میں سے امام صاحب کے قول پر عمل کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍۳۴۵)

○ یحییٰ بن معینؒ ہی نے کہا کہ میں نے وکیعؒ سے بہتر شخص کوئی نہیں دیکھا' وہ قبلہ رو ہو کر احادیث حفظ کیا کرتے تھے رات میں اپنے رب کے حضور نماز میں مشغول رہتے ہمیشہ روزہ دار رہتے' اور امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ انہوں نے (امام صاحبؒ) سے بہت سا علم حاصل کیا تھا اور یحییٰ بن سعید القطانؒ بھی

(امام صاحبؒ) کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۴۷)

○ یحییٰ بن معینؒ ہی نے کہا میرے نزدیک (قاری) حمزہ کی قراۃ رائج ہے اور فقہ میں ابوحنیفہؒ کی فقہ (رائج ہے) اسی پر میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ اسی فقہ پر عمل پیرا تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۴۱)

امام صاحبؒ کی سخاوت اور محدثین اور طالبین پر خرچ کا بیان

○ قیس بن ربیعؒ امام ابوحنیفہؒ سے بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب اپنا سرمایہ بغداد بھیجتے جس سے سامان خریدا جاتا اور کوفہ لایا جاتا۔ ایک سال کا نفع جمع کیا جاتا اس سے اپنے اساتذہ محدثین کی ضروریات خوراک لباس اور باقی حوائج کا سامان خریدا جاتا جو دینار نفع کے بچ جاتے وہ مشائخ کو دیتے اور فرماتے کہ اللہ ہی کے لئے شکر اور حمد کرو اور ان (دنانیر) کو اپنی ضرورتوں میں لاؤ میں نے اپنا مال تمہیں نہیں دیا لیکن یہ اللہ کا فضل ہے جو مجھ پر ہوا تمہاری وجہ سے۔ یہ نفع تمہاری پونجیاں ہیں جو اللہ نے میرے ہاتھ پر تمہارے لئے یہ (رزق) جاری کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۰۶)

○ حفص بن حمزہ القرشیؒ فرماتے ہیں بسا اوقات امام ابوحنیفہؒ ایک آدمی کے پاس سے گزرتے تو اس کے ساتھ بیٹھ جاتے بغیر ارادہ اور واقفیت کے جب کھڑے ہوتے تو اس سے پوچھتے اگر وہ فاقہ زدہ ہوتا تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اگر مریض ہوتا تو عیادت کرتے یہاں تک کہ اس کو اپنا قریبی بنالیتے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/ ۳۶۰)

○ قیس بن ربیعؒ نے کہا امام ابوحنیفہؒ فقیہ متقی اور پسندیدہ شخص تھے بہت زیادہ نیک اور صلہ رحمی کرنے والے' جو ان کے پاس حاجت مند بن کر آتا' اپنے اقرباء

پر بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۳؍ ۳۶۰)

امام صاحبؒ کی وفات سے اسباب کے بیان

○ خطیب (بغدادیؒ) نے اور ابو محمد الحارثی نے روایت کیا ہے

کہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہؒ کو کوفہ سے بغداد طلب کیا اور عہدہ قضاء پیش کیا کہ آپ یہ عہدہ قبول کریں اور اسلامی شہروں کے قاضی آپ کے ماتحت ہوں (یعنی آپ قاضی القضاۃ ہوں)

امام صاحب نے یہ (پیش کش) قبول نہ کی اور عذر کردیا۔ (ابو جعفر نے) آپ کو قید کردیا اور حکم دیا کہ روزانہ دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں اس کا اعلان کیا جائے۔ پس روزانہ کوڑے مارے جاتے اتنی شدت سے کہ جلد پر نشان پڑ جاتے اور بازاروں میں لے جاکر اعلان کرایا جاتا (حالت یہاں تک تھی) کہ ایڑیوں تک خون بہہ رہا ہوتا اور پھر قید کردیا جاتا اور قید خانے میں اذیتیں دی جاتیں اور کھانے پینے میں تنگی کی جاتی۔ دس دن تک یہی ہوتا رہا کہ ہر دن دس کوڑے لگائے جاتے جب لگاتار کوڑے مارے جاتے تو رویا کرتے (رونے کی وجہ خیرات الحسان میں لکھی ہے) اور بہت زیادہ دعا کیا کرتے۔ اس کے بعد پانچ دن زندہ رہے اور پھر وفات پاگئے۔ رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ اللہ عنہ

○ ابو محمد الحارثی نے نعیم بن یحیٰی سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی وفات اجنبیت کی حالت میں ہوئی اور وہ زہر دیئے گئے تھے۔

○ ابی حسان الزیادیؒ نے کہا جب امام ابو حنیفہؒ نے محسوس کیا کہ موت وقت قریب ہے (کیونکہ زہر کا اثر شروع ہوگیا تھا) تو سجدہ ریز ہوگئے (اپنے رب کے حضور)

اور بحالت سجدہ روح پرواز کر گئی۔
مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آپؒ کی وفات ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔
(یہ سارا بیان عقود الجمان ص ۳۵۷ تا ۳۶۸ میں ہے)

○ خطیبؒ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات قید میں ہوئی۔

○ اسماعیل بن سالم بغدادیؒ نے کہا امام ابوحنیفہؒ پر قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا آپ نے قبول نہ کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ کو جب قید میں کوڑے مارے گئے تو امام ابوحنیفہؒ کو یاد کرکے ان پر رحمت کی دعاء کرتے اور رویا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۳۲۸/۱۳)

اللہ کی رحمت ہو اس امام بزرگ فقیہ عبادت گزار خیب الی اللہ سخی نیک دل متقی زاہد پر رحمۃ واسعۃ

بندہ۔ عبدالغنی طارق

استاذ جامعۃ قادریہ رحیم یار خان
فاضل جامعہ اشرفیہ و وفاق المدارس پاکستان
ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدح امام اعظم ابوحنیفہؒ قدس سرہ

از قلم

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی مدظلہ

خدا کا بندہ نبیؐ کا شیدا ——— کتاب و سنت کا خوب دانا
مفسرین کا امام اعلیٰ ——— محدثین کا تھا شیخ بالا
امام برحق سراج امہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

اصول دیں کے سکھائے جس نے ——— فروع محکم بتائے جس نے
چراغ حکمت جلائے جس نے ——— فقیہ راسخ بنائے جس نے
حنیف جس کا عجب طریقہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

نرالی تقویٰ میں شان اس کی ——— کبھی عبادت میں جان اس کی
ہمیشہ بستہ میان اس کی ——— فصیح و شیریں لسان اس کی
سکھائی ہم کو کتاب و حکمہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

مقلد ان کے ہیں ہر مکاں میں ——— سواد اعظم ہیں ہر زماں میں
نگاہ کھولو گے گر جہاں میں ——— یقین جانو گے اپنی جاں میں

ملا ہے ان کو بلند رتبہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

عمل حدیثوں پہ تب کرو گے سواد اعظم سے گر ملو گے
وگرنہ عصیاں میں جا پڑو گے خدا کے غصہ میں تم رہو گے
بتائی ہم کو رہ نظیفہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

گروہ ناجی (1) کا پیر ہے وہ عدو (2) کے سینے میں تیر ہے وہ
مجاہدین کا امیر ہے وہ ہمارے دل کا منیر ہے وہ
علوم و عرفان کا تھا خزینہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

بڑا تھا دنیا میں کام ان کا ہوا ہے مشہور نام ان کا
پیا ہے منظور جام ان کا ہوا ہے ادنیٰ غلام ان کا
خصائل ان کے تھے سب حمیدہ
امام اعظم ابوحنیفہؒ

(1-اہل سنت 2- غیر مقلدین)

مکتبہ مکیّہ کی چند اہم مطبوعات